خطباتِ ترابی
جلد ہشتم
مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور
http://t.me/Tehqiqat

فہرست

خطبات ترابی ''ایک قیمتی سرمایہ''

از قلم: حضرت علامہ محمد سلیم رضوی

(نگران بزم رضویہ اہلسنت و جماعت' کراچی)

خطابت دراصل ایک فن ہے، جس کا مقصود سامع کے دل و دماغ میں اپنی غایت و منشاء کا آثار دینا ہے۔ اس انداز پر کہ وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے لئے مجبور ہو جائیں اور آپ کے پیغام کو قبول کرنے کو اپنی نجات و بھلائی کا واحد راستہ جانیں۔ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ہر دور میں خطابت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وعظ و نصیحت بصورت بیان و خطاب سنت انبیاء و سنت خیرالوریٰ امام الانبیاء علیہ وسلم ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے دینی وعظ و خطاب سنت و عظیم طاعت ہے جس پر کئی احادیث و اقوال بزرگان دین بطور شہادت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں کیونکہ سردست کلام میں اختصار ملحوظ ہے۔

''نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے''

''جو کسی کو نیکی کی دعوت دے، اسے ہر کلمہ کے بدلے ایک سال کی مقبول عبادت کا ثواب ملے گا''

درج بالا ارشاد اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ہمیں بحیثیت خادم دین (جو خطابت کا اہل ہو) اس طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔ لیکن گزشتہ کچھ سالوں میں

عوام کا مزاج کچھ بدل سا گیا ہے۔عوام نے زیادہ شور مچانے اور عجیب وغریب باتیں کرنے والے کو ''بہترین خطیب'' گردانا شروع کر دیا ہے۔اختتام بیان پر اگر ان شعلہ بیان خطیبوں کے سامعین کو پوچھ لیا جائے، خطاب کیسا رہا تو زمین وآسمان کی قلابیں ملاتے نہیں تھکتے ،لیکن اگر عنوان ہی پوچھ لیا جائے تو شاید نہ بتا سکیں۔خیر میں عرض کررہا تھا کہ خطابت کی اہمیت کے حوالے سے......اللہ عزوجل کا یہ خاص کرم رہا کہ اہل سنت وجماعت کے پاس ہر دور میں بہترین خطیب رہے ہیں جنھوں نے اپنے اعجاز کلام، زور بیان اور خداداد صلاحیتوں اور مقبولیت عامہ کے ذریعہ مسلک حق کا خوب خوب دفاع کیا۔گویا وہ آہنی دیوار تھے جس سے ٹکرا کر بدمذہبیت اور الحاد کی بے شمار منہ زور آندھیاں ختم ہوگئیں اور غریب اہل سنت محفوظ رہ گئے۔اگر میں ان خطباء کے نام لوں تو شاید ایک رسالہ تیار ہوجائے، فی الحال چند بزرگوں کا نام محض اپنے قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں تا کہ برکت بھی شامل ہو اور عوام اپنے حافظہ کی بنیاد پر اکابرین کو پہچانیں۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے بے شمار افراد کو حمایت دین اور غلبۂ اسلام کے حوالے سے تیار کیا۔آپ کے خلفاء، معتقدین میں درج ذیل احباب فن خطابت میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔

☆ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیر بیشۂ سنت مولانا ہدایت رسول قادری

☆ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی

☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (اگرچہ خطابت آپ کی فیلڈ نہیں تھی، آپ درس و تدریس میں مشغول رہتے مگر چند خطابات ایسے کئے کہ علماء بھی دنگ رہ گئے اور اعلیٰ حضرت آپ کے خطاب پر اعتماد رکھتے تھے۔ یہ شہادتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ صدرالشریعہ بہترین خطیب تھے۔ اگرچہ زیادہ خطاب نہیں کئے)

☆ حضرت عبدالاحد

☆ حضرت شاہ عبدالعلیم میرٹھی (مبلغ اسلام)

☆ شیر بیشہ سنت مولانا حشمت علی خان

☆ حضرت شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی

☆ سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب (کوٹلی)

☆ غزالئ زماں علامہ سید سعید احمد کاظمی

☆ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

☆ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمہم اللہ

موجودہ دور میں بھی بہت سے علماء بذریعہ خطابت خوب اسلام کے پیغام کو عام کر رہے ہیں جیسے علامہ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، پیرزادہ رضا ثاقب مصطفائی، علامہ ڈاکٹر عرفان شاہ مشہدی و دیگران روشن ناموں میں ایک نام علامہ شہزاد قادری ترابی کا بھی ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی علمی حلقوں میں بے حد معروف ہیں۔ آپ کی اصل پہچان آپ کا وہ تحریری کام ہے جو خون جگر سے آپ

نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ اس شعبہ میں آپ نے قدم کب اور کیسے رکھا مگر ماشاءاللہ تصانیف کی تعداد دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے سالوں کا سفر ہے، کئی راتوں کی قربانیاں ہیں کیونکہ تصنیف کے لئے جو یکسوئی اور تنہائی درکار ہے، وہ ایک مقبول عام خطیب کے لئے اکثر مفقود ہوتی ہے اس لئے آپ کی کتب دیکھ کر دل سے بس یہی ایک دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

احقر کو یہاں آپ کی کتابوں پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ورنہ میں ثابت کر دیتا کہ آپ نے اپنی کتب کے ذریعہ بہت بڑے خلاء کو پر کر دیا ہے۔ گویا کہ ایک فرض تھا جماعت پر جس سے علامہ شہزاد قادری ترابی نے سبکدوش کر دیا۔ اللہ پاک انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائی معتدل مزاج علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم کلک رضا کا عکس و پرتو ہے اور علامہ ترابی مظہر فیض رضا...... میں اپنی بات کا رُخ حضرت کی خطابت کی طرف اس شعر کو بیان کر کے کر رہا ہوں۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

یہ حقیقت ہے کہ عوام میں مقبول زیادہ وہی ہوتا ہے جو بہترین خطیب ہوتا ہے، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ علامہ شہزاد قادری ترابی اپنی تصانیف اور ندرت کلام اور اچھوتے انداز پر مبنی لٹریچر کی بنیاد پر خطابت کی دنیا میں آئے۔ ایک سبب شاید خطابت کی طرف مائل ہونے کا یہ بھی رہا ہوگا کہ آپ کے پیرومرشد پیر طریقت رہبر

شریعت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ (جن کا ابھی حال میں وصال باکمال ہوا ہے، قارئین دعائیں مغفرت و بلندئ درجات میں یاد رکھیں) ایک بہترین اور مقبول زمانہ خطیب تھے۔لیکن میں آج بھی حیرت زدہ ہوں کہ آخر کس طرح علامہ شہزاد قادری ترابی خطابت وتصنیف دونوں شعبوں میں کام کررہے ہیں، نہ صرف کررہے ہیں بلکہ مثالیں قائم کررہے ہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم بذریعہ مصطفی ﷺ و اولیاء کرام علیہم الرضوان ہے ورنہ خطابت و تصانیف کے درمیان تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں۔ جتنے بھی مصنفین گزرے ہیں، عام طور پر وہ خطیب نہیں تھے اور جب لوگوں نے خطابت کے ساتھ تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا ہو، وہ لوگ چند ہی ہیں جنہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

الشاذ کالمعدوم

خیر اللہ کرے علامہ شہزاد قادری ترابی کا قلم اور زبان یوں ہی خدمت دین کے لئے چلتے رہیں اور خطبات ترابی اس حوالے سے بہت ممتاز ہے کہ یوں تو خطابت پر مارکیٹ میں بہت ہی کتابیں ہیں لیکن بعض تو چند عنوانات پر مشتمل ہیں اور بعض اتنی دقیق ہیں کہ مبتدی مستفیض نہیں ہوسکتا۔ یہ علامہ شہزاد قادری ترابی کا احسان ہے کہ انہوں نے خطابت کے میدان میں نو واردوں کو ''ہتھیار'' فراہم کردیا ہے۔اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ اس ہتھیار کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ ''خطبات ترابی'' ایک قیمتی سرمایہ ہے۔جس سے بہت سے احباب اس وادئ پرخار میں اترنے کا حوصلہ پاسکتے ہیں۔علامہ شہزاد قادری ترابی کی خطابت کے چند تخصصات جو میرے مشاہدے میں

آئے، بیان کرتا ہوں، جو بلاشبہ ان کے پیر و مرشد کے فیض کی برہان ہے۔

☆ آپ اپنے اور سامعین کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مقصدیت سے پُر گفتگو کرتے ہیں۔ حصول لطیفے، ذاتی واقعات اور موضوع سے انحراف فقیر نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ آپ نے خطابت کو طلب مال و شہرت کا ذریعہ نہیں بنایا، اپنا سیکریٹری نہیں رکھتے، عوام کی دسترس میں رہتے ہیں، عوام و خواص ہر ایک کو وقت دیتے ہیں اور اکثر جگہ سے بغیر لفافے کے لوٹ آتے ہیں، ماتھے پر شکنیں نہیں پڑنے دیتے۔

☆ آپ تہذیب یافتہ ستھری زبان استعمال کرتے ہیں۔ اپنے بدترین دشمن کو بھی گالی نہیں دیتے، نہ بے ہودہ طریقہ اپناتے ہیں، ہاں کبھی کبھی جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں، کیونکہ آپ ایک کھرے اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں۔

☆ آپ اپنے خطابات میں اصلاح احوال پر بے حد زور دیتے ہیں۔ آپ دراصل ہنگامۂ قیامت بپا کرنا چاہتے ہیں تاکہ اہل سنت اپنے مرتبہ و مقام کو پہچان کر اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔

☆ آپ عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں۔ اپنی علمیت جھاڑنا اور مشکل الفاظ سے لوگوں کو مرعوب کرنے کے قائل نہیں، تحریر ہو یا تقریر، آسان الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں تاکہ ایک کم پڑھا لکھا آدمی بھی مقصود کو پالے، ہم ان کی اس حکمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ آپ اپنی خطابت سے دوسروں کو دینی کاموں میں مضبوط کرتے ہیں۔

جہاں جاتے ہیں،عوام میں دوران بیان خوب حوصلہ افزائی سے نوازتے ہیں۔ مجھے وہ وقت آج بھی یاد ہے جب ''بزم رضویہ'' کے ابتدائی ایام تھے اور آپ ''ہماری بزم'' کہہ کر میرے حوصلوں کو اوج ثریا نصیب کرتے تھے۔

☆ آپ بیان میں کسی قسم کے تصنع یا بناوٹ سے کام نہیں لیتے بلکہ اپنے مخصوص انداز بیان سے مخاطب ہوتے ہیں۔آپ کسی کی نقل نہیں اتارتے بلکہ قدرتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔مجمع کی تعداد دیکھ کر بیان نہیں کرتے بلکہ مجمع کم ہو یا زیادہ،دل سے بیان کرتے ہیں۔

☆ آپ ایک نڈر اور بے باک مبلغ ہیں۔اپنے پیرومرشد کی طرح حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں نہ جھجکتے ہیں۔مسلک کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کی آنکھ پھوڑ دینا آپ کا وطیرہ ہے۔میرے مطابق تو آپ ''اغیار و کفار'' کے لئے ایک ننگی تلوار ہیں جس نے نیام میں رہنا نہیں سیکھا،انداز مصلحانہ اور دھیما ہی رکھتے ہیں۔

☆ آپ کے پیش نظر غلبۂ اسلام کی جدوجہد ہے۔اس لئے آپ اپنی خطابت سے اپنے ہی بھائیوں پر کیچڑ نہیں اڑاتے،فروعی اختلاف کو بنیاد بنا کر کردارکشی نہیں کرتے۔آپ اپنی خطابت سے توڑتے نہیں،جوڑتے ہیں۔

بس یہی پرانی بات روک رہا ہوں،پھر کبھی اس تشنہ مضمون کی تکمیل کی طرف دھیان کروں گا۔دعا گو ہوں کہ اللہ پاک آپ کو مزید عروج دے اور ان کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔یہ چرک اہل سنت پر ہمیشہ تاباں رہیں۔آمین

غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کائنات پر حکومت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 31 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان فرمایا کہ انہیں اپنا پیارا حبیب ﷺ عطا فرمایا۔ نبی پاک ﷺ بلا شبہ سب سے عظیم اور سب سے بڑی نعمت ہیں اور ہم اس نعمت کا جتنا شکر ادا کریں، کم ہے۔ ہمارے ذہنوں میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں رب تعالیٰ نے ایسا پیارا محبوب کیوں عطا فرمایا؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اس لیے عطا فرمایا کہ ہم اُن کی اطاعت اور غلامی کریں، ان کے ارشادات پر عمل کریں، ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیں۔

قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے کئی مقامات پر اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، حتیٰ کہ ایک مقام پر اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس آیت میں حضور ﷺ کے حکم اور ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کا حکم اور اطاعت قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری یہ فقط حضور ﷺ کی اطاعت نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

اب آیئے جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی، سورۂ آل عمران آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 373 پر فرماتے ہیں کہ (اس آیت میں اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا) اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے فرمادو جو آپ کے بغیر وسیلہ میری محبت کا دم بھرتے ہیں یا جو اپنے آپ کو اللہ کا پیارا جان کر آپ ﷺ سے بے نیاز ہونا چاہتے ہیں، یا جو آپ کی اطاعت کے سوا دوسرے اسباب سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں، ان سب کو اعلان عام کردو کہ اے عیسائیو! اے یہودیو! اے ہندوؤ! اے بت پرستو! اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے مقابلہ نہ کرو، نہ میری برابری کا دم بھرو، نہ مجھ سے آگے آگے چلو بلکہ غلام بن کر میرے پیچھے چلے آؤ۔ اپنے اقوال، افعال، اعمال، غرض زندگی کے ہر شعبہ

کو میری مثل بنادو اور مجھ میں فنا ہو جاؤ تو اب تم رب کے طالب بننا چاہتے ہو۔ پھر معاملہ برعکس ہوگا کہ رب تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تم جو چاہو گے وہ کرے گا۔

محترم حضرات! اس آیت سے ایک اور سوال کا جواب مل گیا اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ قرآن مجید سے ثابت ہے، حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں، کہیں نہ کہیں سے ثابت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں، قرآن مجید سے ثابت ہے مگر حضور ﷺ کا حبیب خدا ہونا قرآن مجید کی کون سی آیت سے ثابت ہے؟

اس سوال کا جواب اسی آیت میں ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی اطاعت و غلامی کرے، اس کو **يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** کا یعنی اللہ کے محبوب ہونے کا مژدہ سنایا گیا تو ذرا سوچیں جس رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و غلامی کرنے والا محبوب خدا بن جائے تو خود اس رسول کی محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

اب یہ دیکھنا کہ **يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** کا معنی کیا ہے۔ مفتی احمد یار نعیمی علیہ

الرحمہ نے تفسیر نعیمی میں اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ''جو بندہ چاہے گا رب ویسا کرے گا''،یعنی جو حضور ﷺ کی سچی غلامی کرتا ہے،تو پھر کائنات میں اس کا سکہ چلتا ہے،ساری دنیا اس کے حکم کے تابع ہوجاتی ہے پھر اسے سرکار ﷺ کی غلامی پر ایسا انعام ملتا ہے کہ جو یہ کہتا ہے رب تعالیٰ ایسا ہی فرما دیتا ہے۔بادشاہ صرف انسانوں اور سلطنتوں پر حکومت کرتے ہیں اور غلامانِ مصطفی انسانوں،جانوروں، چاند،سورج،دریا،سمندروں اور سمندروں کے اندر مچھلیوں حتیٰ کہ دلوں پر بھی ان کی حکومت ہوتی ہے۔اب میں آپ کے سامنے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتا ہوں،جنہیں سن کر آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ جنہوں نے محبوب خدا ﷺ کی سچی اطاعت و غلامی کی، رب تعالیٰ نے کائنات کو ان کا غلام بنا دیا۔

1۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سرکار ﷺ کی غلامی:

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات سے کون ناواقف ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت میں بے شمار کارنامے انجام دے کر تاریخ میں ایک باب رقم کیا آج کل کے دور میں جس طرح امریکہ نام

نہاد سُپر پاور ہے اس دور میں قیصر و کسریٰ سُپر پاور ہوتی تھیں، قیصر و کسریٰ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نام سے کانپتے تھے جِدھر آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ مبارک اُٹھ جائے وہ ملک فتح ونُصرت پا تا تھا۔ ہر طرف آپ کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ہر طاقت کو جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُٹھتی آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے نیست و نابود کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک وفد بیت المقدّس بھیجا وہ وَفد کوئی عام آدمیوں کا نہیں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وَفد تھا یہ وَفد بیت المقدّس پہنچا یہ اُس دور کی بات ہے جب بیت المقدّس پر پادریوں کا قبضہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدّس کو پادریوں کے چُنگل سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پادریوں سے کہا کہ ہم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ پیغام لائے ہیں کہ تم لوگ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ سُن کر پادریوں نے کہا ہم لوگ صرف تمہارے امیر المومنین کو دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ جو نشانیاں ہم نے فاتح بیت المقدّس کی اپنی کتابوں میں پڑھی ہیں کیا وہ نشانیاں تمہارے امیر میں موجود ہیں؟

اگر موجود ہوئیں تو ہم بغیر جنگ و جدل کے بیت المقدّس تمہارے حوالے کر دیں گے یہ سُن کر مسلمانوں کا یہ وَفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ رضی اللہ عنہ کو سُنایا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ستر پیوند سے لبریز جُبّہ پہنا، عمامہ شریف پہنا اور جانے کے لیے تیار ہوگئے سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے حضور! وہاں بڑے بڑے لوگ ہوں گے، بڑے بڑے پادری ہوں گے آپ رضی اللہ عنہ اچھا عمامہ اور نیا لباس پہن لیں۔ ہمارے بیت المال میں کوئی کمی نہیں۔

انسانی فطرت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ جب بندہ کوئی بڑی جگہ جاتا ہے تو وہ اچھا لباس پہنتا ہے تاکہ اُس کا وقار بلند ہو۔

مگر اللہ اکبر! صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ بات سُن کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جلال آگیا اور فرمانے لگے کہ کیا تم لوگ یہ سمجھے کہ عمر کو عزت حکومت کی وجہ سے ملی ہے یا اچھے لباس کی وجہ سے ملی ہے؟

نہیں عمر کو عزت حضور ﷺ کی غلامی کی وجہ سے ملی ہے آپ فوراً سواری تیار کر کے روانہ ہوئے جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدّس پہنچے تو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا حُلیہ مبارک دیکھ کر، سرکارِ اعظم ﷺ کے غلام کو دیکھ کر پادریوں کی چیخیں نکل گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گِر پڑے اور ساری بیت المقدّس کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے

کر دیں اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ سے جنگ نہیں کرنی کیونکہ ہم نے جو حُلیہ فاتح بیت المقدس کا کتاب میں پڑھا ہے یہ وہی حُلیہ ہے اس طرح بغیر جنگ کے بیت المقدّس آزاد ہو گیا۔

اُن (ﷺ) کے جو غلام ہو گئے
وقت کے امام ہو گئے
نام لیوا اُن کے جو ہوئے
اُن کے اُونچے نام ہو گئے

دریائے مصر غلامِ مصطفیٰ ﷺ کے اشاروں پر

درِ مصطفیٰ ﷺ کے غلام امیر المومنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری رعایا مصر کے گورنر صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے امیر! ہمارا یہ دستور تھا کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو دریا میں زندہ در گور کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے اس کے بعد دریا پھر جاری ہوا کرتا تھا اب ہم کیا کریں؟

گورنر نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے رحمت والے رسول ﷺ کا

رحمت بھرا دینِ اسلام ہرگز ہرگز ایسے ظالمانہ اور جاہلانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا تم لوگ انتظار کرو میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھتا ہوں وہاں سے جو حکم ملے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ گورنر کا قاصد مدینہ الرسول ﷺ آیا اور دریائے نیل خشک ہونے کا حال سُنایا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر سُن کر نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاصد کو یہ کہہ کر بھی روانہ کر سکتے تھے کہ تم لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرو، نوافل پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ دریائے نیل کو دوبارہ جاری فرمادے میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں میرے پاس کیوں آئے ہو بس دُعا کرو عبادت کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرما کر دریائے نیل دوبارہ جاری فرمادیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد سے یہ نہ کہا بلکہ نہایت ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ ایک ایسا تاریخی خط لکھا جیسے کوئی آدمی ایک انسان کو خط لکھ کر اُس سے مُخاطب ہوتا ہے ایسا تاریخی خط دریائے نیل کے نام لکھا جو تاریخِ عالم میں بے مثل و بے مثال ہے۔

الیٰ نیل مصر من عبداللہ عمر بن الخطاب: اما بعد فان کنت تجری بنفسک فلا حاجۃ لنا الیک وان

کنت تجری باللہ فانجر علی اسم اللہ۔

اے دریائے نیل ! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا (تو میں امیر المومنین ہو کر تجھ کو حکم دیتا ہوں) کہ تو پھر اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔

(بحوالہ، کتاب: ازالۃ الخفاء جلد دوئم صفحہ نمبر 166)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لفافے میں بند کر کے قاصد کو دیا اور فرمایا اس کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے چنانچہ جوں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا فوراً جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک خشک نہیں ہوا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت والوں کی سردار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

اللہ اکبر! یہ دریا کب سے خط پڑھنا سیکھ گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کو پاتے ہی آپ کے حکم کو پاتے ہی جاری ہو گیا میری سمجھ میں بات یہی آتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آقا ﷺ کے ایسے سچّے غلام تھے کہ آپ کا حکم دریاؤں پر بھی چلتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین پر حکمرانی

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں نقل فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مدینے شریف میں ایک شدید زلزلہ آیا اور زمین ہلنے لگی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ دیر خدا تعالیٰ جل جلالہٗ کی حمد وثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اے مدینے والو! آیتِ کریمہ پڑھو، سورۂ یٰس پڑھو، توبہ واستغفار کرو کیونکہ زلزلہ گناہوں کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ نہ کہا۔

اللہ اکبر! غلامِ مصطفی ﷺ ہو تو ایسا ہو زمین پر حکمرانی ہو تو ایسی ہو آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور آپ نے اپنا دُرّہ زمین پر مار کر فرمایا کہ **"اقدّی الم اعدل علیک قلتقرت من وقتھا"** اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اُوپر انصاف نہیں کیا ہے؟ یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔

(بحوالہ کتاب: ازالۃ الخفاء، صفحہ نمبر 172، جلد 2)

علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت کے بعد سے آج تک مدینے شریف کی زمین پر زلزلہ نہیں آیا۔

سورج پر غلامِ مصطفی ﷺ کا حکم

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کپڑا سی رہے تھے سورج نے گرمی دکھائی تو حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے سورج کو فرمایا محمد ﷺ کے غلاموں سے تیزی تو سورج نے گرمی سمیٹ لی۔

(بحوالہ کتاب: بحر العلوم شرح مثنوی ۱۲)

یہ زمین اور سورج کو کس نے بتادیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں یہ تمہیں اشارہ کریں تو رُک جانا۔ وجہ یہی ہے کہ جب بندہ محبوبِ کبریا ﷺ کا سچّا غلام بن جائے تو اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو اس کا فرمانبردار بنادیتا ہے۔

غلامِ مصطفی ﷺ کی نورانی بصیرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں منبر پر کھڑے ہوکر ایران کے علاقہ نہاوند میں لڑنے والی فوج کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا اور اُنہیں افواج کو خطرات سے باہر لانے کی

تدابیر بتائیں۔نہاوند سے مدینہ طیبہ کی مسافت تقریباً پانچ سو فرسخ ہے ۔ہمارے حساب سے جس کے پندرہ سومیل بنتے ہیں ۔انسانی عقل پندرہ سومیل تک انسانی آواز کے پہنچنے کو محال تصوّر کرتی ہے مگر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر نہاوند میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز پہنچا کر خطرات سے متنبہ کر کے اس محال کو ممکن بنا دیا ہے۔

اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے میں رہ کر پندرہ سومیل دور تک نہاوند شہر میں جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کا پندرہ سومیل دور تک پہنچنا۔

(۳) حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز سُنانا۔

یہ نورانی بصیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صرف اور صرف سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی کے طفیل نصیب ہوئی۔

اس واقعہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جس آقا ﷺ کے غلاموں کی بصیرت کا یہ عالم ہو تو سرکارِ اعظم ﷺ کی بصارت کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دریا پر حکمرانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینے شریف میں کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو لشکرِ اسلام کی کمان کر سکے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شام کے محاذ پر مصروفیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انکار کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفقہ طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فوج کا سپہ سالار نامزد کر دیا۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایران کی فتح پر مامور کیا گیا۔آپ کے ساتھ چوبیس ہزار کا لشکر تھا اسکے برعکس ساسانی لشکر کی تعداد تین لاکھ سے زائد تھی۔قادسیہ کے مقام پر جب لشکرِ اسلام فروکش ہوا تو اس وقت تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔قادسیہ ایرانیوں کے دارالسلطنت مدائن سے چند میل کے فاصلے پر تھا ایرانی ٹڈی دل لشکر کے سپہ سالار نے یہ فاصلہ چار ماہ میں طے کیا اس کی غرض لڑائی کو محض ٹالنا تھا وہ غلامانِ مصطفی ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کو سن کر پہچان گیا تھا کہ ہم اگر چہ تعداد میں ان سے زیادہ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے غلام ہم پر

ضرور غالب آئیں گے۔

جنگِ قادسیہ اسلامی تاریخ کے نشیب و فراز میں بہت اہمیت کی حامل ہے ۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگِ قادسیہ میں بیماری کے باوجود جس انداز سے اسلامی لشکر کی کمان کی ،اسکی مثال تاریخِ عالم میں ملنے سے قاصر ہے ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ایرانی فوج کو ایسی شکست سے دو چار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و نجوم کے پجاریوں کے قدم پھر نہ جمنے دیئے اور کسی بھی محاذ پر غلامانِ مصطفی ﷺ کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔مُسلم لشکر میں سب سے پہلے شعراء و خطباءِ عرب نے اپنی آتش فشانی سے تمام فوج میں آگ لگا دی۔بعد از جرأت و شجاعت کے پیکر آگے بڑھے اور تقریباً چار معرکوں کے بعد ان اکڑی ہوئی گردنوں اور فخر سے پھولے ہوئے سینوں کو جُھکانے میں کامیاب ہو گئے حالانکہ ان کے مقابلے میں مادّی وسائل تقریباً بہت کم رکھتے تھے لیکن اخلاص اور تڑپ ان کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا دورِ حیدر فقر ابو ذر صدق سلیمانی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ کو زیرِ نگیں کرنے کے بعد بابل،کوثر اور بہرہ شہر کو فتح کرتے ہوئے جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو اہلِ فارس نے دریائے

دجلہ پر موجود پُل توڑ دیئے اور سب کشتیاں وغیرہ اُٹھالیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو سارے مجاہدین اسلام کو کودنے کا حکم دیا اور کیوں نہ ہو یہ وہ جماعت تھی جس نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی تھی۔

تعاللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا
نبی ﷺ کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

جب سارے مجاہدین دریا میں کودنے کے لیے تیار ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سب کو روک لیا اور کہنے لگے کہ اے جماعتِ مجاہدین! تم یہ نہ سمجھنا کہ سعد تم کو دریا میں کودنے کا حکم دے کر تمہیں مروانا چاہتا ہے؟

سنو! سب سے پہلے دریا میں سعد کا گھوڑا جائے گا پھر تم لوگوں کے گھوڑے جائیں گے یہ کہتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سمیت دریا میں کود پڑے آپ کے پیچھے سارے مجاہدین گھوڑوں سمیت دریا میں کود گئے۔

اس موقع پر شاعر بول اٹھا:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑادیئے گھوڑے ہم نے

سارادریا ''بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا'' کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ اللہ اکبر! جب غلامانِ مصطفی ﷺ کا قافلہ گھوڑوں سمیت دریا میں دوڑ رہا تھا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گھوڑے دریا پر نہیں بلکہ زمین پر دوڑ رہے ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے پانی کی بجائے مٹی اُڑ رہی تھی۔

اللہ، اللہ تاریخِ عرب میں اس دن کا نام یوم الماء رکھا گیا اس خارج از قیاس وعقل حالت کو دیکھ کر ایرانی دیوان آمدند، دیوان آمدند (دیو آگئے، دیو آگئے) کہتے ہوئے جس طرف مونہہ آیا بھاگ کھڑے ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی جس کا ترجمہ یوں ہے کہ:

''وہ لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے (یعنی نہریں) اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے، چھوڑ گئے (یہ قصّہ) اِس طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سارے مجاہدین کو جمع کرکے فرمایا کہ کیا کسی

مجاہد کی کوئی چیز دریا میں گر تو نہیں گئی؟

سارے مجاہدین خاموش تھے ایک غریب مجاہد کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرا پانی پینے کا لکڑی کا کٹورا پانی میں گر گیا ہے یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریا کے قریب جا کر دریا کو مخاطب کرتے ہیں جیسے کوئی انسان دوسرے انسان کو مخاطب کرتا ہے، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ پیالہ تو ہمارے حوالے کر دے۔ یہ معاملہ دیکھ کر سارے مجاہدین حیرت کرتے ہوں گے کہ آج ہمارے سپہ سالار کو کیا ہو گیا ہے؟

فطری بات ہے کہ اگر کوئی دریا کو حکم دے تو سب کو حیرت ہو گی کہ نہ اس کے کان ہیں نہ اس کی زبان ہے پھر بھی آواز لگاتے ہیں آخر کیا بات ہے۔

یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا سارے مجاہدین یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور حیرت کی انتہا نہ رہی کسی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضور! یہ دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ ان کا جواب گرہ میں باندھنے کے لائق ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا شروع کیا ہے یہ ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔

مدائن سے جس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا اس سے قبل کسی معرکہ میں نہ ہوا تھا کسی نے اپنے اشعار میں کیا خوب کہا ہے

واملنا علی المدائن خیلا
بحرھا من بد من اریضاً
فانتشلنا خذائن المرکسرٰی
یوم ولو اوحاص مناجر یضاً

ترجمہ: ہم نے مدائن پر گھوڑوں کو جھکا دیا کہ مدائن کا دریا ان کا میدان کی طرح خوشنما تفریح کی جگہ تھی۔ پھر ہم نے کسرٰی کے خزانوں کو نکال دیا۔ جب لوگوں نے پشت پھیری اور کسرٰی مغموم ہو کر ہم سے بھاگا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا شیر سے خطاب

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے حاکم تھے۔ سرکارِ اعظم ﷺ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو مکتوبِ گرامی دے کر یمن کی طرف روانہ فرمایا یہ جنگل میں راستہ بھول گئے۔ اچانک ایک شیر سامنے آ گیا اور آپ جانتے ہیں کہ شیر کا کام صرف انسان کو کھانا ہے جوں ہی شیر حملے کے لیے سمٹنے لگا' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے شیر! میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں حملہ نہ کر۔ یہ جُملہ سُنتے ہی شیر کی ساری رعونت اور درندگی کافور ہوگئی اور وہ ایک سدھائے ہوئے کتّے کی طرح پاؤں میں لوٹنے لگا اور پھر سیدھے راستے پر یعنی جنگل سے باہر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ (بحوالہ: الشفاء فصل، الایات فی ضروب الحیوانات)

یہاں میں اُن لوگوں سے ایک سوال کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ توحید ہی سب کچھ ہے سرکار اعظم ﷺ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا؟

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ہیں صحابی سے بڑھ کر توحید کو کون جان سکتا ہے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو غلامِ مصطفی ﷺ کہہ کر یہ بتا گئے کہ اے مسلمانو! جس نبی ﷺ کا نام لینے سے مشکل دور ہو جائے تو اُس ذاتِ پاک مصطفی ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے یہ کیوں نہ کہا کہ اے شیر مجھے چھوڑ دے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں؟

بالفرض اگر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ دیتے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو ضرور شیر یوں کہتا کہ جناب عالی! میں نے آپ سے پہلے جتنے لوگوں کو کھایا وہ کس کے بندے تھے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے۔

اللہ، اللہ قربان جایئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے جواب پر کہ آپ رضی

اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں یہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں رب جل جلالہ کا بندہ وہی ہے جو سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہے۔

یَا عَبدِی کہہ کہ آقا ﷺ نے ہمیں
اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور عرشِ الٰہی کے نظارے

حارثہ کا ایمان: حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے من کی دنیا ہی بدل گئی ،نور کے سانچے میں ایسے ڈھلے کہ فرشتوں کا بھی دیدار کرنے لگ گئے،ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب سے گزرے،اس وقت آپ کسی اجنبی سے گفتگو میں مصروف تھے،حضرت حارثہ نے اسے نہ پہچانا اور سلام کئے بغیر پاس سے گزر گئے۔اس لیے کہ کہیں گفتگو میں خلل نہ پڑے۔ جب واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا۔

تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا تھا؟

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کسی شخص سے مصروفِ گفتگو تھے، میں نے بیچ میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا،اس لیے خاموشی سے گزر گیا۔فرمایا! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا۔عرض کی: ہاں فرمایا! وہ جبرئیل امین تھے،کہہ رہے تھے

اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے، یہ بہت نیک اور جوانمرد شخص ہے، عام معرکوں میں حصہ لے چکا ہے اور یہ انہی بہادروں میں سے ہے جو جنگ حنین میں استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے تھے ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی تھی۔قدرت نے ان کی اولاد اور ان کے لئے جنت کا رزق مقدر فرما دیا ہے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ دربار نبوی ﷺ میں باریاب ہوئے!۔۔۔۔۔

حضور ﷺ نے پوچھا: ''**کیف اصبحت یا حارثۃ**''

''آج تمہاری قلبی کیفیات اور روحانی وارادات کا کیا عالم ہے؟ کن حالات میں صبح کی ہے؟

عرض کی: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ مجھے یقین ہے میں مومن برحق ہوں۔آپ نے پوچھا: ''ہر کسی کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی اپنے دعوے کی دلیل پیش کرو''۔

عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں دنیا اور اس کی خواہشوں سے کنارہ کش ہو چکا ہوں رات، بیداری میں اور دن روزے سے گزرتا ہے اور نگاہ کی تیزی اور دور بینی کا یہ عالم ہے۔

"کانی انظر الی عرش ربی بارزا و کانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیھا والی اھل النار یتعاوون فیھا"۔

"گویا میں اپنے رب تعالیٰ کا عرش علانیہ دیکھ رہا ہوں اور جیسے اہل بہشت کو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوئے اور اہل دوزخ کو چیختے ہوئے دیکھ رہا ہوں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا: **"ھذا عبد نور اللہ قلبہ"**

(مفتاح دارالسعادۃ، ص162)

"یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرما دیا ہے"۔

جس کے غلاموں کا یہ عالم ہو تو اُن کے آقا سرکارِ اعظم ﷺ کی بصیرت کا کیا عالم ہوگا۔

سرکارِ اعظم ﷺ کے غلام اور جنگل کے جانور

50ھ میں غلامانِ مصطفی ﷺ افریقہ کے صحراؤں تک اسلام اور انسانیت کا پیغام لیکر پہنچ چکے تھے، دس ہزار مجاہدین کا لشکر جب اس جگہ خیمہ زن ہوا، جہاں بعد میں قیروان کے نام سے ایک شہر آباد ہوا تو اس جگہ جنگل میں غلامانِ مصطفی

ﷺ کو ایک فوجی چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ جگہ خونخوار درندوں، خوفناک سانپوں اور جنگلی جانوروں کا مسکن تھی۔

حضرت عُقبہ بن نافع جو امیرِ لشکر تھے، اس وقت کو خاطر میں لائے بغیر ایمانی قوت سے سرشار جنگل کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے ساکنانِ جنگل کو خطاب کیا جیسے کوئی انسانوں کو مخاطب کر رہا ہو۔

ایتھا الحیات والسباع انا اصحاب رسول اللّٰہ نازلون ھنا، ارحلوا عنا ضمن وجلتاہ بعد ذالک قتلناہ۔ (کامل ابنِ اثیر، جلد 3، صفحہ 466)

اے سانپو اور درندو! ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں اور غلامانِ مصطفی ہو کر تم کو حکم دیتے ہیں کہ یہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جاؤ، کیونکہ ہم یہاں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں، آج کے بعد ہم نے کسی کو بھی دیکھ لیا تو قتل کر دیں گے۔

اس روز وہاں کے مقامی باشندوں نے بھی دیکھا، میری زباں میں یوں سمجھ لیں کہ غلامانِ مصطفی ﷺ کا حکم سُنناتھا کہ سانپ بھی جا رہا تھا، بچھو بھی جا رہا تھا، شیر بھی جا رہا تھا، زہریلے جانور بھی جا رہے تھے یہاں تک کہ جانور اپنے بچے پشتوں پر لاد کر جنگل سے نکل رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے سارا جنگل خالی ہو گیا یہ حیرت انگیز اور عجیب منظر دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عُمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ

اور جانوروں میں محبت

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا دور تاریخ کا سنہری باب ہے آپ علیہ الرحمہ کے انصاف کے دور دور تک چرچے تھے لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل وانصاف کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ شیر جو کہ بکری کو دیکھتے ہی جھپٹتا ہے اور آناً فاناً میں بکری کو ہڑپ کر جاتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے دور میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنین! یہ شیر جو کہ بکری کا کام تمام کر دیتا ہے لیکن یہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے دورِ حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے ہیں۔ اللہ اللہ، آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دوستی کر لی ہے اِن جانوروں نے بھی آپس میں دوستی کر لی ہے۔

اللہ اکبر! جب بندے کو اللہ تعالیٰ سے سچّی محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کا مُحب بنا دیتا ہے یہ وہ عظمت ہے جو صرف اور صرف سرکارِ اعظم ﷺ کی سچی غلامی سے نصیب ہوتی ہے۔

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو انعام

مَناقِبُ الغَوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ میں نقل کیا گیا ہے کہ تاجدارِ بغداد پیرِ لاثانی قُطبِ رَبّانی حضرتِ سَیِّدُ نا حُضُورِ غَوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے چند مُریدین کے ساتھ عراق کے کُردِستانی علاقہ میں اسلام کی دعوت کیلئے تشریف لے گئے ۔ یہ پوری بستی کئی لاکھ افراد پر مُشتمل تھی اور اُن کا مذہب عیسائیت تھا۔طبیعت کے لحاظ سے بہت سخت قوم تھی۔اِسلام کا پیغام آنے کے باوجود سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی اُس قوم کے لوگ عیسائیت پر قائم تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو دعوت دی۔آپ کی اس دعوتِ اِسلامی پر اُن کا ایک پادری سامنے آیا۔اور وہ اُس قوم کا بہت بڑا عالم مانا جاتا تھا۔وہ کچھ عرصہ بغداد شریف اور مصر میں بھی رہ چکا تھا۔اُس نے مُسلمان عُلمائے کرام سے کچھ حدیثیں بھی سُن رکھی تھیں ۔آپ رضی اللہ عنہ سے مُخاطب ہو کر کہنے لگا ،کیا آپ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

”عُلماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل“

ترجمہ:”میری اُمّت کے عُلماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے“۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم کو اِس میں شک ہے؟ وہ کہنے لگا،

حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔اُن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مُعجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کر دیتے تھے۔اب اِس حدیث کی رُو سے آپ کے نبی ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے کرام میں سے آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔لہٰذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوئے۔وہ تو ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کر دیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ بھی مُردہ کو زندہ کر کے دِکھائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: بِلا شُبہ ہمارے آقا ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے رَبّانِیین یعنی اولیاء اللہ کی شان یہی ہے۔یہ تو کوئی مُشکل بات نہیں،تم کون سے مُردہ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو؟

چُنانچہ قریب ہی ایک قبرستان میں آپ اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔اُنھوں نے ایک پُرانی سی قبر کی طرف اِشارہ کر کے کہا،کہ اِس مُردہ کو زِندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔آپ اُس قبر کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''**قُم بِاِذنِ اللہ**'' یعنی ''اللہ کے حُکم سے اُٹھ''

فوراً ہی قبر شَق ہوئی اور مُردہ باہر سر نکال کر کھڑا ہو گیا اور آپ کی خِدمت میں السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا''کیا قیامت آ گئی؟''

آپ نے فرمایا،نہیں۔یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا ہے اب بتا تُو کس وقت کا آدمی ہے۔وہ کہنے لگا،

"میں حضرت سیدنا دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوں اور اُنہیں کے مذہب پر مجھے موت آئی۔میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُبارک زمانہ سے بھی بہت پہلے کے دور سے تعلق رکھتا ہوں"۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس کو ہمارے دینِ پاک کی حدیثِ مبارک کے سلسلہ میں یہ صداقت دکھائی تھی اور وہ حدیث غوث پاک نے ارشاد فرمائی۔یہ سن کر اُس نے عرض کی"یہ حدیثِ مُبارک برحق ہے،دینِ اسلام حق ہے،تمام انبیاء علیہم السلام اسی دین کی بشارت دیتے رہے۔پھر آپ نے ارشاد فرمایا"اچھا تم واپس قبر میں چلے جاؤ،تمہیں قیامت تک وہیں رہنا ہے"۔

وہ قبر میں واپس چلا گیا۔اور قبر حُکمِ الٰہی سے بند ہوگئی۔

آپ کی یہ شانِ کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اُس کی ساری قوم جو کئی لاکھ پر مُشتمل تھی،علاوہ چند گھرانوں کے سب کی سب مُسلمان ہوگئی۔اور یہ ایسی جنگجو قوم تھی کہ جس سے آس پاس کے مُسلمان سَلاطین بھی جنگ وجدل کے خطرات سے دو چار ہی رہتے تھے۔فوجی طاقت کے ذریعے اس قوم کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔عباسی حُکمران بھی اسی قوم کے ہاتھوں تنگ تھے۔مگر شہنشاہِ بغداد حُضور غوث

الاعظم رضی اللہ عنہ کی رُوحانی کرامت نے انہیں اسلام کی صداقت کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ وہ ساری کی ساری کئی لاکھ پر مشتمل نصرانی قوم حلقہ بگوش اسلام ہوگئی

۔

قلبِ مُردہ کو بھی ٹھوکر سے جِلا دو مُرشد رضی اللہ عنہ

تم نے ٹھوکر سے ہے مُردوں کو جلا یا یا غوث رضی اللہ عنہ

مُصنف مناقب الغوث الاعظم مزید آگے فرماتے ہیں، اس کے بعد اس قوم میں سے ایسے مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے لیے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔اُن میں سے ایک فاتح، مُجاہد اِسلام حضرت سُلطان صلاح الدین ایوّبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اِسی کُرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔اِن کے والد بھی اُسی دوران اپنی برادری کے ساتھ مُسلمان ہو کر حضور غوثِ پاک سے بیعت ہوئے تھے۔اور بعد میں مُلک شام کے زنگی سلاطین کے بہت بڑے فوجی جرنیل بنے۔

ایک بار بغدادِ مُعلّی حاضر ہو کر اپنے دس سالہ بیٹے حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں پیش کر دیا اور عرض کی، یا حضرت! اس بچے کے سَر پر اپنا نُورانی ہاتھ رکھ دیں اور اِس کے لیے دُعا فرما دیں کہ یہ اِسلام کا عظیم مُجاہد اور فاتح بَنے۔چُنانچہ حُضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اِس بچّے کے سر پر دَستِ مُبارک پھیرا۔اور دُعا فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا، کہ یہ بچّہ

تاریخِ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔

چُنانچہ پھر دُنیا نے دیکھا کہ حضرت سُلطان صَلاحُ الدین ایُّوبی جو سُلطان نورالدین زنگی کی افواج میں ترقی پا کر جرنیل بنے۔اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سُلطان کی اچانک وفات کے بعد سُلطان بنائے گئے اور پھر سُلطان بن جانے کے بعد حضرت سُلطان صلاح الدین ایّوبی نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے وہ تاریخِ اسلام کا زریں باب ہیں۔

صلیبی جنگوں میں بیت المقدس کی تاریخی فتح اُنہی کے ہاتھ سے ہوئی اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر بھی ان کی مُجاہِدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ میں سارے یورپ کو ہرادیا۔اور یہ سب کچھ تاجدارِ بغداد حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ کرامت اور دُعاؤں کا نتیجہ تھا۔اور اب بھی بغدادِ مُعلّٰی کی پُرنُور فَضاؤں سے آپ کا فیض پُوری دُنیا میں جاری ہے اور اِن شاء اللہ تا قیامت دُنیا میں آپ کا فیض جاری وساری رہے گا۔

مَزرعِ چِشت و بُخارا عِراق و اجمیر
کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہی حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جب بیت المقدس کو فتح کرنے کیلئے نکلے تو ان کے ساتھ جذبہ ایمانی اور جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج تھی جنگ سے ایک دن پہلے حضرت نے سترہ ہزار افواج سے خطاب کیا:

''اے مجاہدو! یہاں سے مصر بہت دور ہے مگر جنت قریب ہے اگر اب بھی کسی کو مصر جانا ہے تو وہ مصر چلا جائے اور جسے جہاد کرنا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے''۔

اللہ اللہ یہ سُننا تھا کہ ساری کی ساری فوج نے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی آواز پر لبیک کہا۔

مسلمانوں کی جذبہ جہاد سے سرشار سترہ ہزار فوج نے تین لاکھ یہودیوں کو شکست دی۔ آخر کار مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا یہ وہ بیت المقدس ہے جہاں سے سرکار اعظم ﷺ کا سفر معراج شروع ہوا۔

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے سفر معراج کی شب رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات ہے اور اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی غلامی کی بدولت یہ انعام دیا کہ جس دن حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت

المقدس فتح کیا اُسی دن رجب کے مہینے کی ستائیس تاریخ تھی۔

حضرت ابراھیم بن ادھم علیہ الرحمہ کی مچھلیوں پر حکومت

حضرت اِبراھیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بَلخ کے بادشاہ تھےاور وسیع سلطنت کے مالک تھے۔آپ کی بڑی ہی ٹھاٹھ کی زندگی تھی۔جب آپ سُوار ہوتے تھے تو آپ کے خُدّام چالیس ڈھالیں سَونے کی اور چالیس گُرز (ہتھوڑے) سَونے کے آپ کے آگے اور پیچھے لے کر چلتے تھے۔ایک رات آپ اپنے شاہی بِستر پر سو رہے تھے۔تو آدھی رات کے وقت آپ کو چھت پر آہٹ معلوم ہوئی۔آپ نے آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے؟کسی نے جواب دیا کہ میرا اُونٹ کھو گیا ہے،میں اپنا اُونٹ تلاش کر رہا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،کہ اُونٹ کا چھت پر کیا کام،کیا کبھی اُونٹ چھت پر بھی مِلا ہے؟کسی نے جواب دیا،''اے غافِل!تُو اللہ تعالیٰ کو اَطلَسی لِباس،نرم نرم بستر اور شاہی تخت پر تلاش کرنا کون سی دانائی ہے؟حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پر اِس غیبی آواز کا بے حد اَثَر ہوا۔دِل چوٹ کھا کر رہ گیا۔

صُبح جب آپ اپنے تختِ شاہی پر بیٹھے اور دربارِ عام ہو رہا تھا تو ایک اَجنبی دَربار میں داخِل ہوا۔اُس نَوارِد کا کچھ ایسا رُعب و دبدبہ تھا کہ اُسے اندر داخل

ہوتے ہوئے کوئی روک نہ سکا۔ یہ اَجنبی جب دَربار میں داخِل ہوا تو کہنے لگا کہ یہ مُسافِر خانہ مجھے پسند نہیں! بادشاہ بولا کہ یہ مُسافِر خانہ کب ہے، یہ تو میرا مَحل ہے۔

اُس اجنبی نے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ آپ سے پہلے یہ مَحل کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ بولا، میرے والد صاحب کے پاس۔ اَجنبی نے پوچھا، اور آپ کے والد صاحب سے پہلے یہ مَحل کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے پاس۔ اَجنبی نے پوچھا، آپ کے دادا جان سے پہلے کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے والِد صاحب کے پاس۔ اَجنبی نے کہا تو گویا آپ سے پہلے اِس میں آپ کے والد رہتے تھے اور آپ کے والِد سے پہلے آپ کے دادا اس میں رہتے تھے اور آپ کے دادا سے پہلے اُن کے والِد اس میں رہتے تھے۔ تو عالی جاہ! آپ خود ہی فرمایئے کہ مُسافر خانہ اور کِس کو کہتے ہیں؟ مُسافِر خانہ وُہی تو ہوتا ہے جس میں ایک جائے اور دُوسرا آئے۔ یہ کہہ کر وہ اَجنبی باہر نِکل گیا۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر سخت چوٹ لگی۔ وہ لرز گئے اور تخت سے اُترے اور اُس اَجنبی کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ اُسے پالیا۔ اور اُس سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میں خِضر علیہ السلام ہوں۔ حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر اِن

واقعات کا ایک گہرا اثر ہوا۔اور دُنیوی سلطنت کو خیر باد کہہ دیا۔اپنا شاہی لباس چرواہے کو پہنا دیا اور خود نے چرواہے کا لباس پہن لیا اور جنگل میں نکل گئے۔

آپ نو سال تک ایک غار میں مُجاہدے اور رِیاضتیں کرتے رہے۔حتّٰی کہ آسمانِ ولایت کے ایک درخشندہ سِتارے بن کر چمکے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا یہی واقِعہ لکھ کر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ دریا کے کنارے بیٹھے اپنے ہاتھ سے اپنا لِباس سی رہے تھے کہ وہاں سے ایک اَمیر آدمی کا گُزر ہوا اُس امیر آدمی نے آپ کو جب اِس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنا لِباس سی رہے ہیں۔تو دِل میں کہنے لگا کہ انہوں نے سَلطنت چھوڑ کر اِس فقیری میں کیا حاصِل کیا؟ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اُس کے اِس خیال پر مُطّلَع ہو گئے۔اور آپ نے جھٹ اپنے ہاتھ کی سُوئی دریا میں ڈال دی اور پھر بُلند آواز سے نعرہ لگایا اور فرمایا، ''اے مچھلیو! میری سُوئی مجھے واپس لا دو''۔اُس اَمیر نے جب یہ واقعہ دیکھا تو مُتعجّب ہوا اور سوچنے لگا کہ اِتنے بڑے دریا میں پھینکی ہوئی چھوٹی سی سُوئی بھلا واپس کیسے مِل سکتی ہے؟

مولانا روم فرماتے ہیں ۔

ہزاروں مَچھلیاں اپنے اپنے مونہہ میں ایک ایک سونے کی سُوئی لیے ہوئے دریا سے باہر نکل آئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ سَونے کی سُوئیاں

نہیں چاہئیں۔ مجھے تو اپنی سُوئی چاہیے۔ چُنانچہ پھر ایک چھوٹی مچھلی اپنے مُونہہ میں آپ کی سُوئی پکڑے ہوئے لائی اور آپ کے آگے ڈال دی۔ اُس اَمیر آدمی نے جب یہ کرامت دیکھ لی تو حیران رہ گیا۔ حضرتِ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس اَمیر سے جو کچھ فرمایا اس کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آپ نے اُس اَمیر کی طرف توجہ فرما کر کہا کہ بتاؤ مجھے وہ حُکومت اچھی تھی یا یہ حُکومت؟

(تذکرۃ الاولیاء ومثنوی شریف)

مطلب یہ کہ جب میں بادشاہ تھا تو صرف انسانوں پر حکومت کرتا تھا لیکن اَب میری حکومت سمندر کی مچھلیوں پر بھی ہے اَب تو بتا وہ حکومت اعلیٰ تھی یا یہ حکومت بہتر ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور بُزرگ

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ایک ولی کامل اور عاشقِ رسول ﷺ بُزرگ تھے آپ کی ایمان افروز نصیحتیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کے دلوں میں یادِ الٰہی عزوجل اور عشقِ مصطفی ﷺ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ایک مرتبہ ایک جنگل سے گُزر رہے تھے آگے چلتے ہوئے آپ نے دور

سے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بُزرگ شیر کے اُوپر سوار ہو کر تشریف لا رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک دُرّہ ہے جس سے وہ شیر کو مارتے ہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب وہ بُزرگ میرے قریب آئے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جسے میں چمڑے یا کپڑے کا دُرّہ سمجھ رہا تھا وہ دُرّہ نہیں بلکہ سانپ تھا۔

اُن بُزرگ نے سانپ کو ہاتھ میں لپیٹ کر رکھا تھا اور شیر کو مارنے کے لیے استعمال کرتے تھے میں نے اُن بُزرگ سے پوچھا کہ حضور! یہ کیا ماجرا ہے یہ شیر جنگل کا سب سے خطرناک چیر پھاڑ کرنے والا جانور اور سانپ سب سے زہریلا جانور جو ایک ڈنک مارے تو آدمی ہلاک ہو جائے۔کیا آپ اِن جانوروں سے نہیں ڈرتے؟

اللہ، اللہ، خوفِ خدا عزوجل ہو تو ایسا ہو، اطاعتِ رسول ﷺ ہو تو ایسی ہو

اُن بُزرگ نے فرمایا کہ اے سعدی! جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع کیا ہے یہ سارے کے سارے جنگل کے جانور مجھ سے ڈرتے ہیں یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

اے سعدی! تو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع

کر دے یہ کائنات پھر تجھ سے ڈرے گی۔ (بوستانِ سعدی، ص 80)

سرکارِ اعظم ﷺ نے مُنہ چوم لیا

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ اور دیگر محدّثین سے منقول ہے کہ حضرت محمد بن سعد علیہ الرحمہ سونے سے پہلے ایک مقررہ تعداد میں درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ اُنہوں نے ایک رات سرکارِ اعظم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے گھر کو منور فرمایا ہے اور مجھ سے فرما رہے ہیں "اپنا مُونہہ قریب کر جس سے تو مجھ پر درود بھیجا کرتا ہے تاکہ میں اس پر بوسہ دوں"۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی شرم آئی۔

میں اپنا مُونہہ سرکارِ اعظم ﷺ کے دَہَن مبارک کے قریب کیسے کروں؟ پَس میں اپنا رُخسار (گال) آپ ﷺ کے مُنہ مبارک کے قریب لے گیا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ دن تک مُعطر رہا اور میرے رُخسار سے بھی آٹھ دن تک خوشبو آتی رہی۔

(بحوالہ: جذبُ القُلُوب)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر ناز

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت ، پروانہ شمع رسالت عظیم المرتبت شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ہستی وہ عظیم ہستی ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر حضور ﷺ کی شان وعظمت کا ڈنکا بجانے میں گزار دی۔

آپ علیہ الرحمہ کا بچپن بھی بے مثال، آپ کی جوانی بھی بے مثال، آپ کا بڑھاپا بھی شیر کی طرح تھا۔ جو حضور ﷺ کی غلامی میں ایسا نڈر کہ ہر آنے والے فتنوں کا قلع قمع کیا۔ آپ علیہ الرحمہ کی یہ شان تھی کہ اگر ایک سوال بھی کوئی حضور علیہ السلام کی ذات پر اُٹھاتا اس ایک سوال کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالتے۔

آپ کی خدمات میں محبوب کریم ﷺ کی وہ نعتیں جو آدمی پڑھے تو اس کی آنکھوں سے عشق کے آنسو رواں ہو جائیں تو خود لکھنے والے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا کیا مقام ہوگا۔

آپ علیہ الرحمہ نے سینکڑوں نعتیں لکھیں، قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا ترجمہ کنز الایمان کے نام سے فرمایا جو اپنے اندر عشق کا سمندر رکھتا ہے آپ کے ہزاروں فتاویٰ پر مبنی فتاویٰ رضویہ بھی ایک عظیم کارنامہ ہے اس کے علاوہ ایک ہزار سے زائد تصانیف بھی تحریر فرمائیں۔

مگر اللہ اکبر، کبھی اپنے کلام پر ناز نہ کیا، کبھی ترجمۂ قرآن پر ناز نہ کیا، کبھی

فتاویٰ رضویہ لکھنے پر ناز نہ کیا، کبھی سینکڑوں کتابوں پر ناز نہ کیا اگر ناز کیا تو صرف محبوب کریم ﷺ کی سچّی غلامی پر ناز کیا۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضؔا ذرا تو تو ہے عَبدِ مصطفیٰ ﷺ

تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

محبوب کریم ﷺ کی سچّی غلامی اُن کے عشق پر اس قدر ناز تھا کہ وہ عشق اور غلامی کو اپنی زندگی کا معیار سمجھتے تھے۔

دوسری جگہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

کیا مطلب کہ حضور ﷺ کی غلامی یہ وہ نعمت ہے کہ جو اندھیری قبر کا چراغ ہے جو اسے اپناتا ہے وہ قبر کو روشن کرتا ہے اپنی عاقبت کو سنوارتا ہے اپنا ٹھکانہ جنت بناتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو سرکار ﷺ کی غلامی پر انعام

شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنت حُضور مُفتی اعظم ہند شاہ محمد مُصطفیٰ رضؔا

خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۴ مُحرم الحرام ۱۴۰۲ھ رات ایک بجکر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں وِصال ہوا۔ بعد وِصال آپ کے چہرہ زیبا پر آثارِ تبسُّم تھے اور آپ حضرتِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار کے مصداق تھے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہَمہ خَنداں بُودند تو گِریاں
آں چُناں زی کہ وقت رَفتن تو
ہَمہ گِریاں بُودند تو خَنداں

ترجمہ: اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تُو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تُو رو رہا تھا۔ لیکن وقتِ رخصت (موت) تیری شان یہ ہونی چاہیے کہ تُو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیلُ القدر محدثین مفسّرین اور مشائخ اور خاندان کی موجودگی میں حُضور مُفتیٔ اعظم ہند کو غُسل دیا جا رہا تھا تمام ملبُوسات اُتار لیے گئے اور ایک چادر آپ کے جسمِ مُبارک پر ڈال دی گئی اچانک ہوا چلی اور جسمِ اطہر پر پڑی ہوئی چادرِ مُبارک ہَوا کی وجہ سے ہِلنے لگی۔ قریب تھا کہ بے پردگی ہو جاتی۔ حُضور مُفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں حَرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اُٹھا جس کو تمام حاضرین نے سَر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حُضُور مُفتیٔ اعظم

ہندرحمۃ اللہ علیہ نے اس اُڑنے اور کھسکنے والی چادر کو اَنگُشتِ شہادت اور بیچ والی اُنگلی کی گِرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مُبارک نیچے آ گیا اور جسمِ مُبارک پر چادر تَن گئی اور آپ نے تا فراغتِ غُسل چادر کو اپنے دستِ مُبارک سے نہ چھوڑا۔ جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دَستِ پاک سے چھوڑ دی۔

(ماہنامہ ''اِستقامت'' کانپور، رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مفتی اعظم ہند نمبر)

لمحہ فکریہ!

یہی وہ غلامی ہے کہ جسے صحابہ کرام علیھم الرضوان نے اپنا یا تو اُنہوں نے ساری دنیا پر حکومت کی جسے بُزرگانِ دین نے اپنا یا تو اُنہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔ دنیا پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، لوگوں پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، تخت و تاج کوئی بڑی بات نہیں، مال و دولت کوئی بڑی بات نہیں۔

اصل میں جو دولت ہے وہ حضور ﷺ کی سچی غلامی کی دولت ہے جسے کوئی اپنا تا ہے تو وہ لوگوں کے دِلوں پر حکومت کرتا ہے چاند و سورج پر حکومت کرتا ہے، ہواؤں پر حکومت کرتا ہے، سمندر کی مچھلیوں پر حکومت کرتا ہے یہاں تک کہ ساری دنیا پھر اس کے تابع ہو جاتی ہے۔

مگر افسوس آج ہم نے حضور ﷺ کی غلامی کو پسِ پُشت ڈال دیا اسی لیے آج ہم پَستی کا شکار ہو گئے ہم روز بروز پَستی میں جا رہے ہیں ہماری عزت و شان

ختم ہوتی جارہی ہے ہم نے محبوب کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کر انگریزوں کے طریقوں کو اپنالیا ہے،غیروں کے فیشن کو اپنالیا ہےہمیں حضور ﷺ کی غلامی میں زندگی گزارنے میں شرم محسوس ہوتی ہے یہ اس لیے کہ آج ہم نے حضور ﷺ سے رشتہ توڑلیا کل جو ہماری حضور ﷺ سے وابستگی تھی آج وہ کمزور پڑگئی ہے۔

آج کے والدین ایسے ہیں کہ اگر بچہ محبوب کریم ﷺ کے طریقوں کو اپنائے اُن کی غلامی میں زندگی گزارے تو اُسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اگر بچہ پینٹ شرٹ اور ٹائی پہن کر آجائے تو اسے کہتے ہیں کہ دیکھو آج ہمارا بیٹا کتنا ہوشیار لگتا ہے ہمارا بیٹا پکّا انگریز لگتا ہے۔

مسلمانو! یادرکھو آج اگر ہم نے اپنی حالت کو نہ سُدھارا تو یہ ہماری اولادیں ہمیں ماریں گی کل ہمیں دھکے دے کر اپنے گھروں سے نکال دیں گی ہمیں بے وقوف سمجھیں گی اس لیے ہم اپنی اولادوں کو محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کی طرف رغبت دلانی ہوگی یہی ہمارا ہتھیار ہے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس ایسی کونسی طاقت ہے کہ فتوحات کا تانتا باندھ رکھا ہے اور ہر کسی کو چیلنج کرتے ہیں کہ تو بھی آجا،تو بھی آجا؟ یعنی آج کل کی زبان میں یوں سمجھ لیں کہ وہ کون سا میزائل ہے ،وہ کون سا ایٹم بم ہے کہ بڑی سے بڑی طاقت کو چیلنج کیا ہوا ہے؟

اللہ، اللہ غلامی ہو تو ایسی ہو، اپنے آقا ﷺ کا غلام ہو تو ایسا ہو ایسا عمدہ

جواب دیا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ایک پیغام دے دیا کہ اے کُفّار و مشرکین! ہماری طاقت کا راز سنو ہماری طاقت کا راز یہ ہے کہ تمہارے بادشاہوں نے تمہیں زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمارے محبوب کریم ﷺ نے ہمیں موت سے محبت کرنا سکھایا ہے اور جس شخص کو موت سے محبت ہو جائے وہ ناقابلِ تسخیر انسان بن جاتا ہے۔

آج ہمیں زندگی سے محبت ہو گئی ہے؟ کیوں کہ ہم نے محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ دیا ہے آج ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے غلام ہیں مگر عمل بالکل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے بیکار ہو جاتا ہے۔

نمازیں ہم نے چھوڑ دیں، روزے ہم چھوڑتے ہیں، سنتوں پر عمل ہم نہیں کرتے، غیروں کے طریقوں اور فیشن کو ہم اپناتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے غلام ہیں۔

دوسری طرف ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش انٹینا نے مسلمانوں کو حضور ﷺ کی غلامی سے دور کر دیا ہے آج ہم اور ہماری بہنیں سب ان کاموں میں مُبتلا ہیں اس لیے گلی گلی بربادی نظر آرہی ہے کوئی کہتا ہے کہ میری جوان بیٹی فلاں لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی؟ میری بیٹی کی پسند سے شادی نہ کروائی اس لیے اس نے زہر پی لیا، عورتوں کا لباس ایسا لگے کہ پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ ہماری شرم و حیا کے جنازے نکل گئے ہماری غیرت کا انتقال ہو گیا ایسا لگتا ہے ہم کسی اسلامی ملک

میں نہیں بلکہ کسی انگریز ملک میں رہتے ہیں جتنی تباہی انگریز نے سوسال میں نہیں پھیلائی اس نے دس سالوں میں انٹرنیٹ اورڈش انٹینا کے ذریعے پھیلائی ہے ہمارا نوجوان بھری جوانی میں بوڑھا ہوجاتا ہے،اسکی جوانی برباد ہوگئی ہے،اس کی ذات آج شادی کے قابل بھی نہیں اپنے ہاتھوں سے خودکو برباد کردیا۔

اے مسلمانو! آج انگریز کامیاب ہوگیا یہود ونصاریٰ کامیاب ہوگئے وہ آج آرام سے بیٹھے ہیں مسلمانوں کو اِن غلط چکروں میں ڈال کر وہ آرام سے سورہے ہیں اُنہیں معلوم ہے کہ اب مسلمان خودبخود برباد ہوتا جائے گا اسے کسی بندوق سے مارنے کی ضرورت نہیں،اسے کسی ایٹم بم سے مارنے کی ضرورت نہیں ،اسے کسی بھوک اور افلاس سے مارنے کی ضرورت نہیں اس کے اندر شیطانی ہَوس ڈال دو اسے بے حیائی کے کاموں میں لگا کر حضور ﷺ سے وابستگی چُھڑ والواور آج وہ کامیاب ہوگیا ہے۔

اے میرے بھائیو! اب بھی کچھ نہیں بگڑا،اب بھی وقت باقی ہے کہیں وہ وقت نہ آجائے کہ یہ لوگ ہم پر مُسلّط ہوجائیں ہمیں اپنا غلام نہ بنالیں،اگر اب بھی ہم نہ سُدھرے تو بد مذہب ہماری داستان مٹادیں گے کیونکہ ان کا مِشن ہے کہ مسلمانوں کے جسم سے روح نکال دو وہ روح حضور ﷺ کی سچّی غلامی،اُن سے عشق،اُن سے سچّی وابستگی ہے وہ نکال دو یہ بے جان ہوجائیں گے یہ کھوکھلے ہوجائیں گے۔

آج پوری دنیا کے مسلمان بربادی کے دوراہے پر کھڑے ہیں ہمیں پوری دنیا میں مارا جارہا ہے، پوری دنیا میں کاٹا جارہا ہے، کشمیر میں ہمیں مارا جارہا ہے ، ہماری ماؤں بہنوں کی بے حرمتی کی جارہی ہے، افغانستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام جاری ہے، عراق کو لہو لہان کیا جارہا ہے ، چیچنیا میں ہم پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں، فلسطین میں ہمارے نوجوانوں کو خون سے نہلایا جارہا ہے مگر افسوس کہ ہم بدعملی کا شکار ہوگئے ہیں۔حضور ﷺ کی غلامی چھوڑنے کی وجہ سے ہم پر یہ وقت آپہنچا۔

مسلمانوں! آج سے ہم سب ملکر عہد کریں کہ زندگی گزرے گی تو فقط محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں اور سر کٹائیں گے تو وہ بھی حضور ﷺ کی غلامی میں کٹائیں گے۔

ہم اپنی غلامی کو سنتوں پر عمل کر کے ثابت کریں ہمارا لباس حضور ﷺ کی سُنّت کے مطابق ہونا چاہیے، ہمیں اپنا چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب کا سب سنتِ رسول ﷺ کے مطابق کرنا ہوگا تو وہ وقت آئے گا کہ جب ہم راستے سے گزریں تو لوگ کہیں گے دیکھو! محبوب ﷺ کا غلام جا رہا ہے ہماری کھوئی ہوئی عزت دوبارہ لوٹ آئے گی۔ٹی وی ، وی سی آر، ڈش انٹینا بدعملی والے کام سب کے سب ہمیں چھوڑنے ہوں گے۔

نماز، روزہ ، حج، زکوٰۃ ، خوش اخلاقی ان ہتھیاروں کو کسی صورت نہیں چھوڑنا

ہے ہم خود اس پر عمل نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی طرف راغب کریں ورنہ اگر ہم عمل کرتے رہے اور دوسروں کو اپنی اولادوں کو اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت نہ دی تو یہ بھی ہمارے اوپر وبال بنے گا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود بھی محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں زندگی گزاریں اور اپنی اولادوں، گھر والوں اور دوستوں کو بھی اس کی دعوت دیں یہی وہ کام ہے جو مشائخ نے انجام دیئے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل ہم سب کو گناہوں سے بچا کر اپنے حبیب ﷺ کی غلامی میں زندگی بَسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسروں کو بھی یہ دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، ثم آمین، بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

میں غلامِ مصطفی ﷺ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آگیا پسینہ

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ
نشانیاں اور ان کے کارنامے

ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ نشانیاں اور ان کے کارنامے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ-قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْہُ ذِکْرًا○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ کہف سے آیت نمبر 83 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام

مسلمانوں کوحق کوسن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے انبیاء اور رسل علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہدایت کے نور کی طرف لائیں۔حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی پاک ﷺ تک اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان،تابعین، تبع تابعین اور صالحین کی صورت میں یہ سلسلہ جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ جب بھی لادین ابلیسی قوتوں نے اہل حق کے راستے میں فساد ولادینیت کا محاذ کھولا تو انہی خاصانِ خدا نے حق کا پرچم بلند کیا اور اس پرچم کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔وقت گزرتا رہا، خاصان خدا اسلام کا تحفظ کرتے رہے۔پھر ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ کائنات میں شیطانی قوتوں کا دور دورہ ہوگا۔حق اور باطل کا امتیاز مشکل ہوجائے گا۔ مسلمانوں پر خوب ظلم وستم ہوگا، فتنے عام ہوجائیں گے۔ایسے پُرآشوب دور میں ہرمسلمان رورو کر اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کریں گے کہ اے مولا!کسی مددگار کو بھیج جو ہمیں اس ظلم سے نجات دلائے۔ایسے میں اولاد فاطمہ میں سے ایک شہزادہ پیدا ہوگا جسے دنیا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارے گی۔ وہ کیا

کام سرانجام دیں گے؟ وہ کون سا انقلاب برپا کریں گے؟ احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کیا نشانیاں بتائی گئی ہیں؟ وہ تمام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا کہ آپ کے ایمان میں تازگی پیدا ہو۔

☆تفسیر میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر:

القرآن: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ-قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا۝

ترجمہ: اورتم میں سے ذوالقرنین کے(بارے) میں پوچھتے ہیں،تم فرماؤ، میں تمہیں اس کا مذکورہ پڑھ کرسناتا ہوں۔(سورۂ کہف،آیت83)

مفسر قرآن مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔انہوں نے اسکندریہ بنایا اوراس کا نام اپنے نام پر رکھا۔حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحب لواء تھے۔دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے۔ دو مومن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اور اس اُمّت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے۔ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔

☆احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر:

1۔امام مہدی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہونگے:

حدیث شریف = جامع ترمذی، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2230 نقل ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے۔جس کا نام میرے نام (یعنی محمد ﷺ) کے مطابق ہوگا۔

2۔امام مہدی رضی اللہ عنہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے:

حدیث شریف = سنن ابو داؤد، کتاب المہدی میں حدیث نمبر 4282 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرمادے گا تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جس کا نام

اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نورانی چہرہ:

حدیث شریف = سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر 4285 نقل ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جُور سے بھری ہوگی۔ (مطلب یہ ہے کہ مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم وزیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا)

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کب آئیں گے؟

مستدرک للحاکم مع تعلیقات الذہبی میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں فتنے برپا ہوں گے اور لوگ ان میں اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح سونا کان میں چھانٹا جاتا ہے۔ پس تم اہل شام کو برا

مت کہو، البتہ جولوگ ان میں برے ہیں، ان کو برا کہو۔ ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں، عنقریب ان پر آسمان سے سیلاب آئے گا جو ان کی جمعیت غرق کردے گا (وہ اتنے کمزور ہوجائیں گے) کہ اگر ان پر لومڑیاں بھی حملہ کریں تو وہ بھی ان پر غالب آجائیں گی۔ ایسے وقت میں میرے اہل بیت سے ایک شخص تین جھنڈوں کے ساتھ آئے گا، ان کے لشکر کی تعداد کا اندازہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار، کم از کم بارہ ہزار لگایا جائے گا۔ ان کا علامتی لفظ اُمّت اُمّت ہوگا۔ وہ ساٹھ جھنڈوں پر مشتمل فوج سے مقابلہ کریں گے، جن میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا حکومت کا طلب گار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا اور مسلمانوں کے تفرقہ کو مٹا کر ان کے اندر الفت بھر دے گا اور ان کو خوشحالی سے سرفراز فرمائے گا۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کے ایک شخص مہدی (رضی اللہ عنہ) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل یعنی 313 افراد بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال

آئیں گے۔ بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر اس خلیفہ سے جنگ کے لیے ایک لشکر شام سے روانہ ہو گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب مکہ مدینہ کے درمیان بیداء میں پہنچے گا، زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت سات، آٹھ یا نو برس ہو گی:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، جلد 7 کے صفحہ نمبر 317 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں سے ایک مہدی (رضی اللہ عنہ) ہو گا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہو گی۔ میری اُمّت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہو گی کہ اتنی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہو گی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہو گی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدی رضی اللہ عنہ کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں سے جا کر) خود لے لو۔

☆خراسان کی طرف سے آنے والا قافلہ:

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4084 نقل ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ پرچموں (کا قافلہ) آتے ہوئے دیکھو تو اس میں ضرور شامل ہوجانا۔اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمہ میں:

حدیث شریف = سنن ابوداؤد، کتاب المہدی میں حدیث نمبر 4286 نقل ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رسول خدا ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا۔ایک شخص (یعنی مہدی) اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں

گے۔ بعدازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی، خلیفہ مہدی اوران کے اعوان وانصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے، اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح وکامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ حضرت داد ودہش کریں گے اور لوگوں کوان کے نبی کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہوجائے گا (یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج وغلبہ ہوگا) بحالت خلافت مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

☆مسلمانوں میں قتل عام:

امام سیوطی علیہ الرحمہ الحاوی للفتاویٰ جلد 2 کے صفحہ نمبر 76 پر نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ اکھٹے حج (ادا) کریں گے اور بغیر امام کے عرفات میں اکھٹے ہوں گے۔ پس منیٰ میں ان کے نزول کے دوران ایک فتنہ انہیں کتے کی طرح دبوچ لے گا (جس کی وجہ سے مختلف) قبائل ایک دوسرے پر چڑھائی کردیں گے، پس وہ

ایک دوسرے کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ گھاٹی خون سے بہنے لگے گی (اس گھبراہٹ کے عالم میں) وہ سب سے بہتر ہستی کو پناہ لینے کے لیے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے جبکہ وہ کعبۃ اللہ سے اپنا چہرہ لگائے رو رہے ہوں گے، گویا میں ان کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں۔ پس وہ ان کی خدمت میں عرض کریں گے: آپ ہمارے پاس تشریف لائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ وہ فرمائیں گے: تم پر افسوس تم نے کتنے ہی عہد توڑے ہیں اور کتنے ہی خون بہائے ہیں! پس وہ مجبوراً ان کی بیعت قبول فرمائیں گے۔ اگر تم اس ہستی کو پالو تو ان کی بیعت کرنا، کیونکہ وہ زمین میں مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور آسمان میں بھی مہدی ہوں گے۔

☆امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت فرمائیں گے:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الایمان میں حدیث نمبر 242 نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمّت میں سے ایک جماعت قیامِ حق کے لیے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: آخر میں عیسٰی ابن مریم

علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) ان سے عرض کرے گا، تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے (اس کے جواب میں عیسٰی علیہ السلام فرمائیں گے)(اس وقت) امامت نہیں کروں گا۔ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضلیت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو عطا کی ہے۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد کے وقت پوری دنیا سے پیٹرول کا خاتمہ ہوجائے گا۔ تمام ایٹم بم میزائل اور دیگر اسلحہ کا خاتمہ ہوجائے گا۔ وہی قدیم دور پھر آجائے گا جو آج سے پندرہ سو سال پہلے کا تھا، گھوڑے، تلواروں اور نیزوں کا دور پھر آجائے گا اور اسی طرح دوبدو زمینی جنگ ہوگی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی اسی موقع پر تشریف لائیں گے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں گے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پہچان کیا ہوگی، کیونکہ بہت سے لوگ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے کرتے دنیا کو اندھیروں سے نکالنے کے بجائے گمراہی میں دھکیل کر چلے گئے۔ اہل حق سچے مسیح کو کیسے پہچانیں گے؟ زبان نبوت جواب دیتی ہے۔

☆ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پہچان کیسے ہوگی؟

حدیث شریف = سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم میں حدیث نمبر 4326 نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اور ان کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہوں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد وقامت درمیانہ اور رنگ سرخ وسفید ہوگا۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں، تب بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے۔ پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم کردے گا اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کہاں نازل ہوں گے؟

تاریخ ابن عساکر، مختصر تاریخ دمشق کی جلد اول کے صفحہ نمبر 229 پر نقل ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل کے پاس اس طرح نازل ہوں گے کہ ان کو ایک بادل

نے اٹھا رکھا ہوگا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ ان کے جسم پر دو ملائم کپڑے ہوں گے، جن میں سے ایک کو تہہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا۔ دوسرا چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا، جب سر جھکائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی (کی طرح پانی کے قطرے) ٹپکیں گے۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کے حالات کیا ہوں گے؟

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن مین حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت کے آخر میں ارشاد ہے (اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر اس (دجال) کو قتل کریں گے) اس کے بعد لوگ چالیس برس تک زندگی سے اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی بیمار مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے کہ نہ جانی حتیٰ کہ) آدمی اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا: جاؤ گھاس وغیرہ چرو۔ (یعنی چرنے کے لیے انہیں بغیر چرواہے کے بھیج دے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لیے ہیں تاکہ زراعت کا

نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو تکلیف نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مد گندم بوئے گا تو اس سے سات سو مد (گندم) پیدا ہوگا۔

حدیث شریف = کنز العمال میں حدیث نمبر 38859 نقل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہوگی۔ بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت مل جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوؤ گے تو اگ آئے گا اور (امن وامان کا) یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا (لوگوں کے درمیان) نہ بخل ہوگا، نہ حسد اور نہ بغض۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال:

حدیث شریف = کنز العمال شریف میں حدیث نمبر 39728 نقل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر میں دفن کی جاؤں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری، ابوبکر کی، عمر کی اور عیسٰی بن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔

حدیث شریف = سنن ترمذی، کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3617 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تورات میں محمد (ﷺ) کی صفات لکھی ہوئی ہیں اور (یہ کہ) عیسٰی ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے۔

☆حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وصال کے بعد کیا حالات ہوں گے؟

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسٰی ابن مریم نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے۔ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور ان کے وصال کے بعد لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے جس کا نام ''مقعد'' ہوگا۔ مقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن پاک لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے اٹھالیا

جائے گا۔

(البرزنجی، الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، صفحہ نمبر 240)

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 7373 نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے ایک زمانہ بعد جب قیام قیامت (قیامت کے قائم ہونے) کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہوجائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

حدیث شریف = ابن ماجہ میں حدیث نمبر 4066 نقل ہے کہ دابۃ الارض ظاہر ہوگا۔ یہ ایک جانور ہے۔ اس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ علیہ السلام اور انگشتریٔ سلیمان علیہ السلام ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبا...... اس وقت تمام مسلم و کافر اعلانیہ ظاہر ہوں گے۔

یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے، ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے مختصر امام مہدی رضی اللہ عنہ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد، نشانیوں اور ان کے کاموں کا ذکر کیا تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اے میرے مولا! ہماری نسلوں میں ایسے لوگ پیدا فرما جو امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ لڑیں اور ان کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

دجال کون ہے؟ کب آئے؟

اور وہ کہاں ہے؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْبًا
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 51 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے کائنات کے سب

سے بڑے فتنے کا ذکر کروں گا۔ جب سے دنیا معرض وجود میں آئی ہے، اس فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا ہی نہیں ہوا اور نہ ہی پیدا ہوگا اور میری یہ بات حدیث شریف سے ثابت ہے جس کو آگے چل کر میں آپ کے سامنے حوالے کے ساتھ بیان کروں گا۔ اس خطرناک اور بڑے فتنے سے میری مراد ''فتنۂ دجال'' ہے۔ دجال عربی زبان میں جعلساز، ملمع ساز اور فریب کار کو بھی کہتے ہیں۔ ''دجل'' کسی نقلی چیز پر سونے کا پانی چڑھانے کو کہتے ہیں۔ دجال کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جھوٹ اور فریب اس کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف ہوگا۔ وہ ظاہر کچھ کرے گا، اندر کچھ ہوگا۔ اس کے تمام دعوے، منصوبے، سرگرمیاں اور پروگرام ایک ہی محور کے گرد گردش کریں گے اور وہ ہے دجل اور فریب۔ اس کے ہر فعل پر دھوکہ دہی اور غلط بیانی کا سایہ ہوگا۔ اس کی کوئی چیز، کوئی قول، اس شیطانی عادت کے اثر سے خالی نہ ہوگا۔

اب دجال کی حقیقت اور اس کی نشانیاں حدیث شریف کی روشنی میں سنتے ہیں۔

☆ دجال کون؟ اور اس کی نشانیاں؟

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں باب فتنۃ الدجال میں حدیث

نمبر 4077 نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی اُمّت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین اُمّت ہو (اس لیے) وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا۔ اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا۔ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا۔ پس وہ دائیں اور بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کیے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلے ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔

1...... ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آرہا ہوگا (حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ

رب نہیں۔

2......دوسری یہ کہ وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں۔

3......تیسری یہ کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث شریف سماعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے دجال کو بڑا فتنہ اور اس کی کچھ نشانیاں بیان فرمائیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں دجال کی مزید نشانیاں احادیث کی روشنی میں عرض کرتا ہوں۔

☆ دجال کا حلیہ:

حدیث شریف = صحیح مسلم کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وہ ایک نوجوان مرد ہوگا۔ اس کے بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہوں گے اور وہ ایک آنکھ سے نابینا (کانا) ہوگا۔

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال میں حدیث نمبر 6709 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبے کا طواف کر رہے ہیں کہ اس دوران انہیں دجال دکھایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھاری بھرکم جسم، سرخ رنگت، گھنگھریالے بال اور ایک آنکھ سے نابینا ہے۔ اس کی آنکھ لٹکے ہوئے انگور کے دانے جیسی ہے۔

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس (دجال) کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا ہوگا اور ہر ایمان والا چاہے پڑھا لکھا ہوگا، یا ان پڑھ وہ اس لفظ کو پڑھ سکے گا۔

مذکورہ بالا احادیث صراحت کے ساتھ دجال کے خدوخال پیش کرتی ہیں۔ احادیث کے مطابق دجال ایک نوجوان ہوگا، وہ تنومند اور بھاری بھرکم ہوگا۔ اس کا رنگ سرخ ہوگا۔ اس کے بال گھنگھریالے اور بہت چھوٹے (کٹے ہوئے) ہوں گے۔ اس کی دونوں آنکھوں میں عیب ہوگا۔ وہ ایک آنکھ سے اندھا ہوگا۔ اس کی دوسری آنکھ اس طرح ہوگی جیسے انگور کا لٹکتا ہوا دانہ۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ”کافر“ لکھا ہوگا۔

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ دجال کسی ملک یا تہذیب کا نام نہیں۔ جیسا کہ میڈیا پر بعض نام نہاد مذہبی اسکالر کہتے پھرتے ہیں کہ دجال امریکہ اور

اسرائیل ہیں، بلکہ دجال ایک انسان کا نام ہے جو کہ اس اُمّت کی آزمائش کے لیے بھیجا جائے گا۔

☆ دجال اس وقت کہاں ہے؟

یہودیت کی ایک مذہبی دستاویز میں لکھا ہے۔''مسیح (یعنی الدجال) کی روح اس جگہ جہاں وہ قید ہے، رویا کرتی ہے، یہودیوں کے احوال پر غمگین رہتی ہے اور بار بار ملائکہ سے جو اسے قید کیے ہوئے ہیں، پوچھتی ہے کہ اسے نکلنے کی اجازت کب ملے گی؟

محترم حضرات! ایک بات آپ کے ذہن میں رہے کہ اگرچہ یہودی ہمارے آقا و مولا ﷺ پر ایمان نہیں لائے مگر وہ بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ نبی آخرالزماں ﷺ کی زبان ایسی صداقت والی ہے کہ جو بات ان کی زبان سے نکلتی ہے، حقیقت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

اب آیئے تمام تحقیقات کو پس پشت ڈال کر بارگاہ رسالت کی جانب چلتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ دجال کہاں ہیں؟

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن کے باب قصۃ الجساسۃ میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ منبر

پر تشریف فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں پھر فرمایا: جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے دھمکانے کے لیے اکٹھا کیا ہے بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا، وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا، جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔

اس نے مجھے بتایا کہ وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں داخل ہوئے۔

جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس (جانور) نے کہا میں جساسہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا: یہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: اے لوگو! فلاں مقام میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ، وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے

تجسس سے انتظار کر رہا ہے۔

بیان کرنے والا بتاتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو پھر ہم تیزی سے چلے اور اس مقام میں داخل ہوگئے۔ وہاں ہم نے بھاری بھر کم قد کاٹھ کا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا "تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میرا پتہ تمہیں چل جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب سے آئے ہیں۔ ہم جہاز میں سوار ہوئے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ مہینہ بھر لہریں ہمیں دھکیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بال تھے، بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا: یہ جساسہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: فلاں مقام پر موجود اس آدمی کی طرف جاؤ۔ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا ہے۔ ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔

اس نے کہا: مجھے بسیان کے نخلستان کا حال بتاؤ؟ ہم نے کہا: اس نخلستان

کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں آتے ہیں۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔

اس نے پوچھا: مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے پوچھا: اس کی کون سی بات جاننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس میں بہت پانی ہے۔ وہ بولا: اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔ ہم نے پوچھا: کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟ زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا: کیا چشمہ میں پانی ہے اور لوگ اس پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔

پھر اس نے پوچھا مجھے نبی الامیین ﷺ کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ) میں آ گئے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی، ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا: اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اردگرد کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اس پر اس نے کہا: کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس پر اس نے کہا: ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس

کی اطاعت قبول کرلیں۔

اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں۔ مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف سے اتنا معلوم ہوگیا کہ دجال کسی اور سیارے میں نہیں۔ نہ زمین سے ہٹ کر کسی طبقہ میں ہے بلکہ وہ اسی زمین پر کسی جزیرے میں مقید ہے، مذکورہ بالا حدیث شریف میں بیان کیے گئے دجال کے تین سوالات پر غور کرتے ہیں۔

☆دجال کے تین سوالات:

1......بیسان میں واقع کھجوروں کے باغ میں پھل آتے ہیں یا نہیں؟

2......طبریہ کی جھیل میں پانی ہے یا نہیں؟

3......زغر کے چشمہ سے لوگ کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں یا نہیں؟

1۔بسیان کا باغ:

بسیان فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اسے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشہور کمانڈر صحابی حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ 1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد

جب جزیرۃ العرب کے حصے ہوئے تو یہ اردن کا حصہ بن گیا۔ 1948ء تک یہ اسلامی ملک اردن کا حصہ تھا۔ مئی 1948ء میں اسرائیل نے بسیان سمیت اردگرد کے علاقے پر قبضہ کرلیا اور تاحال یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے جو دجالی ریاست ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے میں کھجوروں کے باغات کے لیے مشہور تھا جس کی تصدیق صحابی رسول نے کی......لیکن اب یہاں پھل پیدا نہیں ہوتا۔

مشہور مورخ علامہ یاقوت حموی اپنی کتاب ''معجم البدان'' میں فرماتے ہیں: میں کئی مرتبہ بسیان گیا ہوں لیکن مجھے وہاں صرف دو پرانے کھجوروں کے باغ ہی نظر آئے ہیں۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کے باغ پہلے پھل دیتے تھے۔ 626ھ تک جو علامہ حموی کی تاریخ وصال ہے، ان درختوں نے پھل دینا بند کردیا تھا۔ اللہ اکبر! یہ دجال کی اس بات کی تصدیق ہے کہ ''وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں نے پھل نہیں آئیں گے'' گویا دجال کے خروج کی تین بڑی علامتوں میں سے ایک علامت پوری ہوگئی ہے۔

2۔ بحیرۂ طبریہ کا پانی:

دجال کا دوسرا سوال یہ تھا کہ بحیرۂ طبریہ کا پانی خشک ہوچکا ہے یا نہیں؟ گویا

اس پانی کے خشک ہونے کا دجال کے خروج سے ضرور کوئی تعلق ہے۔بحیرۂ طبریہ اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب واقع ہے۔اس کی لمبائی 23 کلومیٹر، زیادہ سے زیادہ چوڑائی 13 کلومیٹر اور انتہائی گہرائی 157 فٹ ہے۔اس کا کل رقبہ 166 مربع کلومیٹر ہے۔اس پر اس وقت اسرائیل کا قبضہ ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا پانی بھی بغیر کسی ظاہری وجہ کے رفتہ رفتہ خشک ہوتا جارہا ہے۔اسرائیلی حکومت خلیج عقبہ سے پانی کی پائپ لائنوں کے ذریعے یہاں پانی پہنچاتی ہے،لیکن بحیرہ طبریہ کا پانی میٹھا اور سمندر کا پانی کڑوا ہے۔اس لیے اسے میٹھا کرنے کے لیے بڑے بڑے پلانٹ نصب کرنے پڑے ہیں جس سے بڑے پیمانے پر اخراجات آتے ہیں۔بحیرہ طبریہ کے خشک ہوتے ساحلوں کی تصویریں کئی سال پہلے مختلف ویب سائٹس پر بھی شائع ہوچکی ہیں۔اس کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ دجال کی زبانی اس کے خروج کی دوسری علامت بھی پوری ہوچکی ہے۔

3۔زغر کا چشمہ:

دجال کا تیسرا سوال، جو درحقیقت اس کو خروج کی اجازت ملنے کا وقت قریب آنے کی تیسری علامت ہے، زغر کے چشمے کے بارے میں تھا۔زغر

دراصل حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے۔آپ کی دوصاحبزادیاں تھیں۔''ربہ''اور''زغر''...... بڑی صاحبزادی کوانتقال کے بعد جس جگہ دفنایا گیا، وہاں قریب ہی ایک چشمہ تھا جس کا نام''عینِ ربہ'' پڑگیا۔عربی میں چشمے کو ''عین'' کہتے ہیں۔ چھوٹی صاحبزادی کے انتقال پر انہیں بھی ایک چشمے کے قریب دفن کیا گیا تو اس کا نام''عین زغر'' (زغر کا چشمہ) پڑگیا۔ یہ جگہ بھی اسرائیل ہی میں بحرِ مردار کے مشرق میں ہے۔دجال کی تفتیش اور تجسس کے عین مطابق یہ تیسری جگہ بھی اسرائیل میں واقع ہے اوراس کا پانی پوری طرح خشک ہوتے ہی اسے خروج کی اجازت مل جائے گی۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ دجال مشرق کی جانب ایک جزیرے میں ہے،فرشتوں کی قید میں ہے اور وقت سے پہلے ساری دنیا کے سیٹلائٹ مل کر بھی اسے تلاش نہیں کر سکتے، نہ پوری دنیا کے یہودی مل کراسے چھڑواسکتے ہیں۔

☆دجال کی طاقت:

1۔دجال کے ساتھ کون ہوگا؟

حدیث شریف = صحیح مسلم،کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2944 نقل ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہوں گے جو ایرانی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔

2۔دجال کے پاس کیا ہوگا؟

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الانبیاء میں حدیث نمبر 3266 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس (دجال) کے پاس آگ اور پانی ہوں گے (جو) آگ (نظر آئے گی وہ) ٹھنڈا پانی ہوگا اور (جو) پانی (نظر آئے گا وہ) آگ (ہوگی)

حدیث شریف = صحیح بخاری، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 6705 نقل ہے۔اس (دجال) کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا (مطلب یہ کہ اس کے پاس پانی اور غذا وافر مقدار میں ہوں گے) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ان باتوں کے لیے وہ نہایت حقیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے اس کی اجازت دے گا (تاکہ لوگوں کو آزمایا جاسکے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں یا دجال پر)

3۔دجال کی رفتار:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 نقل ہے۔حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: اے اللہ

کے نبی ﷺ! وہ اس زمین پر کتنی تیزی سے چلے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح ہوا بادلوں کو اڑا لے جاتی ہے۔

4۔ خدائی کا دعویٰ:

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ (دجال) ایک بدو سے کہے گا۔ اگر میں تمہارے باپ اور ماں کو تمہارے لیے دوبارہ زندہ کروں تو تم کیا کہو گے؟ کیا تم شہادت دو گے کہ میں تمہارا خدا ہوں۔ بدو کہے گا: ہاں! چنانچہ دو شیاطین اس بدو کے ماں اور باپ کے روپ میں اس کے سامنے آ جائیں گے اور کہیں گے: ہمارے بیٹے اس کا حکم مانو، یہ تمہارا خدا ہے۔

5۔ چالیس دن میں پوری دنیا گھوم لے گا:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2942 نقل ہے۔ دجال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہو گا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر، تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ

بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل جس کو ہوا اڑاتی ہے۔

6۔زمین اس کے حکم سے سبزہ اگائے گی:

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 2237 نقل ہے کہ (دجال) زمین کو حکم دے گا، وہ سبزے اگائے گی۔ پانی آسمان سے برسائے گا اور ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہوجائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دل کے دل (ڈھیر کے ڈھیر) اس کے ہمراہ ہوجائیں گے۔

7۔یہ سب جادو ہوگا:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2934 نقل ہے۔اسی قسم کے بہت سے شعبدے (نظر بندی کے کھیل) دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ اسی لیے اس (دجال) کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا (دجال) حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا مونہہ پھیر دیں گے، البتہ مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے، کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے، وہ باطنی طور پر کافر ہوں گے اور وہ جو علم الٰہی میں دجال پر ایمان لا کر

کافر ہونے والے ہیں۔ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے بھاگیں گے اور اس (دجال) کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

8۔دجال محاصرہ کرے گا:

حدیث شریف = مسند احمد اور مسند جابر بن عبداللہ میں حدیث نمبر 14954 نقل ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس مسلمان شام کے ''جبل دخان'' کی طرف بھاگ جائیں گے اور دجال وہاں آ کر ان کا محاصرہ کرلے گا۔ یہ محاصرہ بہت سخت ہوگا اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت عیسٰی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔وہ مسلمانوں سے کہیں گے:اس خبیث کذاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لیے کیا چیز رکاوٹ ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن ہے لہذا اس کا مقابلہ مشکل ہے۔

9۔حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے:

ابن ماجہ کی حدیث پاک میں ہے کہ (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کو جب معلوم ہوگا تو آپ دجال کو قتل کرنے آگے بڑھیں گے اور زور سے سانس لیں گے) دجال،حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا۔

جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے وران کی سانس کی خوشبو حد بصر (نظر کی انتہا) تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ پر نیزہ ماریں گے۔ اس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔

صحیح مسلم، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2937 میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو **باب الد** (لد کے دروازے) پر قتل کر دیں گے۔

محترم حضرات! اس طرح اس بہت بڑے فتنے جس کی ہر نبی نے خبر دی، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے اس اُمّت کو اس سے نجات دلائے گا۔

☆دجال کے فتنے سے بچنے کا راستہ:

ہمارے آقا ومولا ﷺ نے ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے بچاؤ کے راستے بتائے ہیں، وہیں سب سے بڑے فتنے فتنۂ دجال سے بھی بچنے کے طریقے بتائے ہیں لہذا اس حوالے سے احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدیث شریف = ابن ماجہ، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 4077 نقل ہے۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے پوچھا گیا کہ (دجال کے زمانہ میں ہم بھوک اور پیاس کا کیسے سامنا کریں گے؟) ان دنوں

کون سی چیز لوگوں کے لیے حیات بخش ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، تحمید (الحمدللہ کہنا)، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) کھانے پینے کی جگہ ان کے اندر سرایت کر جائے گی۔

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال میں حدیث نمبر 4323 نقل ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کیا کرو۔ یہ تمہیں دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچالے گی۔ (مفہوم حدیث)

محترم حضرات! اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ سورۂ کہف مکمل حفظ کرلیں یا کم از کم ابتدائی یا آخری دس آیات یاد کرلیں تاکہ فتنۂ دجال سے ہماری حفاظت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر فتنے خصوصا فتنۂ دجال سے محفوظ فرمائے اور مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو بالخصوص عقیدہ و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مومن سے بغض وکینہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ المائدۃ سے آیت نمبر 91 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

ہر گناہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ کچھ گناہوں کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے جیسے قتل، چوری، غیبت، رشوت، شراب نوشی وغیرہ اور کچھ کا تعلق باطن سے ہوتا ہے، جیسے حسد، تکبر، ریا کاری، بدگمانی۔ مسلمان کو دونوں قسم کے گناہوں سے بچنا ضروری ہے لیکن باطنی گناہوں سے بچنا ظاہری گناہوں کی نسبت زیادہ مشکل ہے کیونکہ ظاہری گناہ کو پہچاننا آسان ہے جبکہ باطنی گناہ کی شناخت اس وجہ سے دشوار ہے کہ یہ سر کی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔ انہیں صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔ انہی باطنی گناہوں میں سے بغض وکینہ بھی ایک باطنی مرض ہے۔ یہ وہ خطرناک گناہ ہے جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کردیا ہے۔ آج آپ کی خدمت میں بغض وکینہ کی تعریف، اس کے نقصانات اور اس کا علاج بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ ہم میں سے کسی کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کا بغض وکینہ پیدا نہ ہو اور اگر ہے تو نکل جائے اور ہمارا دل اللہ کریم کے نور کا آئینہ بن جائے۔ سب سے پہلے جانتے ہیں کہ کینہ کسے کہتے ہیں؟

☆ کینہ کسے کہتے ہیں؟

لسان العرب پہلی جلد کے صفحہ نمبر 888 پر تحریر ہے کہ دل میں دشمنی کو روکے رکھنا اور موقع پاتے ہی اس کا اظہار کرنا کینہ کہلاتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 223 پر کینے کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں کہ کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے دشمنی و بغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔

مثلاً کوئی شخص ایسا ہے جس کا خیال آتے ہی آپ کو اپنے دل میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ نفرت کی ایک لہر دل و دماغ میں دوڑ جاتی ہے۔ وہ نظر آ جائے تو ملنے سے کتراتے ہیں اور زبان، ہاتھ یا کسی بھی طرح سے اسے نقصان پہنچانے کا موقع ملے تو پیچھے نہیں رہتے تو سمجھ لیجئے کہ آپ اس شخص سے کینہ رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ ویسے ہی کسی سے ملنے کو جی نہیں چاہتا تو یہ کینہ نہیں کہلائے گا۔

☆ مسلمان سے کینہ رکھنے کا شرعی حکم:

اب اپنے مسلمان بھائی سے بلاوجہ کینہ و بغض رکھنے کا شرعی حکم سنتے ہیں۔

سنیوں کے امام، امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد 6 کے صفحہ نمبر

526 پر فرماتے ہیں کہ مسلمان سے بلا وجہ شرعی کینہ وبغض رکھنا حرام ہے۔

یعنی کسی نے ہم پر نہ تو ظلم کیا اور نہ ہی ہماری جان و مال وغیرہ میں کوئی حق تلفی کی پھر بھی ہم اس کے لیے دل میں کینہ رکھیں تو یہ ناجائز وحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور اگر کسی نے ہم پر کوئی ظلم کیا ہو یا ہمارا کوئی حق تلف کیا ہو جس کی وجہ سے ہم اس سے دل میں کینہ رکھیں تو یہ حرام نہیں ہے

☆بغض وکینہ کی نحوستیں:

محترم حضرات! کینہ وہ مہلک (یعنی ہلاک کر دینے والی) باطنی بیماری ہے جس میں مبتلا ہونے والا دنیا وآخرت کا نقصان اٹھاتا ہے اور اس کے مضر (یعنی نقصان دہ) اثرات سے اس کے آس پاس رہنے والے افراد بھی نہیں بچ پاتے اور یوں یہ بیماری عام ہو کر معاشرے کا سکون برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ خاندانی دشمنیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچی جاتی ہیں، ذلیل ورسوا کرنے اور مالی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنے کے بجائے اسے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے خلاف سازشیں کی جاتی ہیں جس سے فتنہ وفساد جنم لیتا ہے، موجودہ دور میں اس کی مثالیں کھلی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہیں مگر احادیث میں اس کی سخت وعیدیں

بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں۔

☆ قبر کالے سانپوں سے بھری ہوئی تھی:

کتاب موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور جلد 6 کے صفحہ نمبر 83 پر نقل ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ لوگ گھبراہٹ کے عالم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم حج کی سعادت پانے کے لیے نکلے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھی تھا، جب ہم ذات الصفاح (یمن کی طرف واقع ہے) کے مقام پر پہنچے تو وہ انتقال کر گیا۔ ہم نے اس کے غسل وکفن کا انتظام کیا پھر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ اس کی قبر کالے کالے سانپوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قبر کھودی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کالے سانپوں سے بھر گئی۔ چنانچہ ہم نے اسے وہاں بھی نہیں دفنایا اور آپ کے پاس حاضر ہوگئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کا کینہ ہے جو وہ (اپنے مسلمان بھائی کے لیے) اپنے دل میں رکھا کرتا تھا، جاؤ اور اسے وہیں دفن کر دو۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ سفر حج جیسی عظیم سعادت سے مشرف ہونے والے شخص کو بھی سینے کے کینے کی وجہ سے سانپوں بھری قبر میں دفن

ہونا پڑا۔ مذکورہ حکایت میں ہم جیسے لوگوں کے لیے عبرت ہے جن کا ظاہر بڑا صاف اور پاکیزہ دکھائی دیتا ہے مگر باطن بغض و کینے اور طرح طرح کی غلاظتوں سے آلود ہوتا ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ مذہبی حلیہ ہونے کے بعد جو ہماری تحریک سے وابستہ نہیں اس سے ہم نفرت کرتے ہیں جو ہمارے پیر کا مرید نہیں اس سے نفرت کرتے ہیں، جو ہمارے ساتھ تھا، آج اللہ کریم نے اسے عزت و شہرت دی۔ ہم اس سے نفرت اور دشمنی شروع کر دیتے ہیں۔ میں فتویٰ نہیں لگا تا مگر ہر انسان کے دل میں ایک مفتی موجود ہے، خود اس سے پوچھ لیجئے کہ کیا ہم کینہ جیسی مہلک بیماری میں مبتلا نہیں ہیں؟ خود ہی جواب آ جائے گا......اور اگر جواب ہاں میں آئے تو سوچئے گا کہ کہیں ہماری قبر بھی کینۂ مسلم کی وجہ سانپوں سے بھر دی گئی تو ہم کہاں جائیں گے؟ ہمیں کون بچائے گا؟

یاد رہے کہ بغض و کینہ آج کل کی پیداوار نہیں بلکہ بہت پرانی بیماری ہے جو ہم سے پہلی اُمّتوں میں بھی پائی جاتی تھی چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

☆ پچھلی اُمّتوں کی بیماری:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 6 کے صفحہ نمبر 348 پر حدیث نمبر 9016 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب میری اُمّت کو

پچھلی اُمّتوں کی بیماری لاحق ہوگی۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: پچھلی اُمّتوں کی بیماری کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنا، اترانا، ایک دوسرے کی غیبت کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرنا نیز آپس میں بغض رکھنا، بخل کرنا، یہاں تک کہ وہ ظلم میں تبدیل ہوجائے اور پھر فتنہ وفساد بن جائے۔

☆مومن میں دو بیماریاں جمع نہیں ہوسکتیں:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 3 کے صفحہ نمبر 301 پر حدیث نمبر 4653 نقل ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک چغل خوری اور کینہ پروری جہنم میں ہیں۔ یہ دونوں کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہوسکتے۔

محترم حضرات! جہنم کے عذابات بڑے خوفناک ہیں۔ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔احادیث میں جو مضامین موجود ہیں ان کے مطابق دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز آگ جہنم کی ہوگی جو کھالوں کو جلا کر کوئلہ بنادے گی۔ ہڈیوں کا سرمہ بنادے گی۔اس پر شدید دھواں جس سے دم گھٹے گا، اندھیرا اتنا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے گا۔ بھوک و پیاس سے نڈھال بیڑیوں میں جکڑے جہنمی کو جب پینے کے لیے ابلتی ہوئی بدبودار پیپ دی جائے گی تو مونہہ کے قریب

کرتے ہی اس کی تپش سے مونہہ کی کھال جھڑ جائے گی۔کھانے کو کانٹے دار تھوہڑ لے گا۔لوہے کے بڑے بڑے ہتھوڑوں سے اسے پیٹا جائے گا۔ ہائے اگر مومن کے بغض کی وجہ سے ہمیں جہنم کی دھکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا تو ہمارا کیا ہوگا؟

☆بُغض والے کی بخشش نہیں ہوتی:

حدیث شریف = صحیح مسلم میں حدیث نمبر 2565 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پھر بغض وکینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ یہ اس بغض وحسد سے واپس پلٹ آئیں۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو سن کر مسلمانوں کا کینہ اپنے سینہ میں پالنے والوں کے لیے رونے کا مقام ہے۔کریم پروردگار کی طرف سے ہر پیر اور جمعرات کو بخشش کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں لیکن کینہ پرور اپنی باطنی بیماری کی وجہ سے بخشش سے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆شب برأت میں بھی محرومی:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 صفحہ نمبر 382 پر حدیث نمبر 3835 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کریم (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایان شان) تجلی فرماتا ہے۔ مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

محترم حضرات! شعبان کی پندرہویں رات ایسی بابرکت رات ہے کہ اس رات صبح صادق تک صدائیں لگ رہی ہوتی ہیں کہ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ اسے بخش دیا جائے مگر اس رات بھی کینہ رکھنے والا محروم رہ جاتا ہے حالانکہ اس رات تو کسی کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔ یہ ایسی نازک رات ہے جس کے متعلق حدیث میں فرمایا گیا۔

☆ نازک فیصلوں کی رات:

حدیث شریف = تفسیر در منثور جلد 7 کے صفحہ نمبر 402 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرمان رسول اللہ ﷺ میں یہ بھی ہے کہ شعبان کی پندرہویں رات میں مرنے والوں کے نام اور لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

افسوس کہ کینہ پروراس مبارک رات بھی بخشش سے محروم رہ جاتا ہے بلکہ کینہ پرورتو جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا چنانچہ حلیۃ الاولیاء میں ہے۔

☆جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا:

حلیۃ الاولیاء جلد 8 کے صفحہ نمبر 108 پر نقل ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ نے خلیفہ ہارون رشید کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے حسین وجمیل چہرے والے! یادرکھ! کل بروز قیامت اللہ کریم تجھ سے مخلوق کے بارے میں سوال کرے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا یہ خوبصورت چہرہ جہنم کی آگ سے بچ جائے تو کبھی بھی صبح وشام اس حال میں نہ کرنا کہ تیرے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کینہ یا عداوت ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ کینہ پرور ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون رشید رونے لگے۔

☆ایمان کو برباد کرنے والی بیماری:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب صفۃ القیٰمۃ میں حدیث نمبر 2518 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں پچھلی اُمّتوں کی بیماری حسد اور بغض سرایت کرگئی۔ یہ مونڈ دینے والی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ یہ بال

مونڈتی ہے بلکہ یہ دین مونڈ دیتی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 615 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ اس طرح کہ دین و ایمان کو جڑ سے ختم کر دیتی ہے۔ کبھی انسان بغض وحسد میں اسلام ہی چھوڑ دیتا ہے، شیطان بھی انہیں دو بیماریوں کا مارا ہوا ہے۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کے پاس ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لیے ایمان کی سلامتی سے اہم کوئی شے نہیں ہو سکتی لیکن اگر وہ بغض وحسد میں مبتلا ہو جائے تو ایمان چھن جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں کا بغض و کینہ سے حفاظت کے لیے دعا مانگیں جو کہ سورۂ حشر کی آیت نمبر 10 میں بیان فرمائی گئی۔

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس دعا کو عربی میں مخارج کے ساتھ یاد کر لیجئے اور اگر یاد نہ ہو سکے تو ترجمہ

ہی پڑھ لیا کریں۔ یہ دعا وقتاً فوقتاً پڑھنا بہت مفید ہے۔

☆بغض رکھنے والے کی دعا بھی مقبول نہیں:

درۃ الناصحین کے صفحہ نمبر 70 پر نقل ہے۔حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔تین اشخاص ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں کی جاتی۔

پہلا......حرام کھانے والا

دوسرا......کثرت سے غیبت کرنے والا

تیسرا......وہ شخص کہ جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائیوں کا کینہ یا حسد موجود ہو۔

محترم حضرات! ایک مسلمان کے لیے دعا اپنے رب سے حاجات طلب کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔اسی کے ذریعے بارگاہ الٰہی سے بندے کو درد کی دوا، بیماری سے شفا،مشکلات سے چھٹکارا، رنج والم سے نجات اور من کی مرادیں اور آخرت کا خزانہ ملتا ہے مگر اپنے مسلمان بھائی سے بغض وکینہ رکھنے والا دعا کی قبولیت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

☆کینہ سے جنم لینے والی آٹھ ہلاکت خیز چیزیں:

کیمیائے سعادت جلد 2 کے صفحہ نمبر 606 پر امام محمد غزالی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ غصے سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینے سے آٹھ ہلاکت خیز چیزیں جنم لیتی ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ کینہ پرور حسد کرے گا یعنی کسی کے غم سے شاد ہوگا اور اس کی خوشی سے غمگین۔

دوسرا یہ کہ شماتت کرے گا یعنی کسی کو کوئی مصیبت پہنچے گی تو خوشی کا اظہار کرے گا۔

تیسرا یہ کہ غیبت، جھوٹ اور فحش کلامی سے اس کے رازوں کو آشکارا کرے گا۔

چوتھا یہ کہ بات کرنا چھوڑ دے گا اور سلام کا جواب نہیں دے گا۔

پانچواں یہ کہ اسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا اور اس پر زبان درازی کرے گا۔

چھٹا یہ کہ اس کا مذاق اڑائے گا۔

ساتواں یہ کہ اس کی حق تلفی کرے گا اور صلح رحمی نہیں کرے گا، یعنی اقربا سے مروت نہیں کرے گا اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کرے گا اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کرے گا اور طالب معافی نہیں ہوگا۔

آٹھواں یہ کہ جب اس پر قابو پائے گا اس کو ضرر (یعنی نقصان) پہنچائے گا اور دوسروں کو بھی اس کی ایذا رسانی پر ابھارے گا۔ اگر کوئی بہت دیندار ہے اور

گناہوں سے بھاگتا ہے تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ اس کے ساتھ جو احسان کرتا تھا اس کو روک دے گا اور اس کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آئے گا اور نہ اس کے کاموں میں دلسوزی کرے گا اور نہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شریک ہوگا اور نہ اس کی تعریف کرے گا اور یہ تمام باتیں آدمی کے نقصان اور اس کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں۔

☆کینہ پرور بے سکون رہتا ہے:

کینہ پرور کے شب وروز رنج وغم میں گزرتے ہیں اور وہ پست ہمت ہوجاتا ہے۔دوسروں کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور خود بھی ترقی سے محروم رہتا ہے۔
امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔دنیا میں کینہ پرور اور حاسدین سب سے کم سکون پاتے ہیں۔(تنبیہ المغترین،ص184)

محترم حضرات! ہر انسان سکون کا متلاشی ہوتا ہے مگر نادان کینہ پرور کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ سکون کی راہ میں رکاوٹ ایک چیز اس نے اپنے سینے میں پال رکھی ہے جس کا نام کینہ ہے، کینہ پرور انسان کے دل کو چین وسکون کیونکر نصیب ہوگا، وہ تو ہر وقت بے چین ہی رہتا ہے۔

☆لوگوں کے دل بغض کے بچھوؤں سے لبریز:

تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ نمبر 22 پر حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ تارک الدنیا (یعنی گوشہ نشین) ہو گئے تو حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا: تارک الدنیا ہونے سے مخلوق آپ علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئی ہے! آپ علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل دو شعر پڑھے۔

ذہبت الوفاء ذھاب امس الذاھب

والناس بین مخاتل وموارب

یفشون بینھم المودۃ والصفا

وقلوبھم محشوۃ بعقارب

ترجمہ: وفا گزشتہ رات چلی گئی۔ اور مختار اور محارب کے درمیان لوگ۔ وہ شفقت اور رحم کی طرف سے الگ ہیں۔ اور ان کے دل بغض کے بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔

محترم حضرات! دیکھا آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ لوگوں کی منافقت والی روش سے تنگ آ کر خلوت (تنہائی) میں تشریف فرما گئے۔ اس پاکیزہ دور میں بھی یہ صورت حال ہونے لگی تھی تو اب جو حال بے حال ہے اس کا شکوہ کس سے کریں۔ آج کل تو اکثر لوگوں کا حال ہی عجیب ہو گیا ہے۔ جب

باہم ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حضرت حضرت کرتے ہیں۔ ہاتھوں کو چومتے ہیں۔ خوب حال احوال پوچھتے ہیں۔ ہر طرح کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ بظاہر مسکرا مسکرا کر گفتگو کرتے ہیں مگر اپنے دل میں بغض و کینہ رکھتے ہیں۔ پیچھے سے برائیاں کرتے ہیں اور جڑیں کاٹتے ہیں، حالانکہ اُمّت کے مددگار آقا ﷺ کی ہمیں اس سے بچنے کی تعلیم دی ہے چنانچہ حدیث شریف سماعت فرمایئے۔

☆تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ وبغض نہ ہو:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب العلم میں حدیث نمبر 2687 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری صبح و شام ایسی حالت میں ہو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے کینہ وبغض نہ ہو تو ایسا ہی کیا کرو۔

☆افضل کون؟

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد میں حدیث نمبر 4216 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا: ہر سلامت دل والا، سچی

زبان والا۔لوگوں نے عرض کی: سچی زبان والے کوتو ہم جانتے ہیں۔ یہ سلامت دل والا کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسا ستھرا ہے جس پر نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کینہ اور نہ حسد۔

محترم حضرات! یہ سلامت دل ہر کسی کونصیب نہیں ہوتا۔خوش نصیب ہی ایسا دل پاتے ہیں جس میں کسی مسلمان کا بغض وکینہ نہیں ہوتا۔ وہ دل اللہ کریم کے نور کا آئینہ ہوتا ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے کیا خوب بات ارشاد فرمائی کہ مسلمان بھائی کی طرف سے دنیوی امور میں صاف دل ہو، سینہ کینہ سے پاک ہو، تب اس میں انوار مدینہ آئیں گے۔یہی نہیں بلکہ اگر کسی کا سینہ مومن کے کینہ سے پاک ہو اور وہ نفلی عبادات نہ بھی کرے تو بلند و بالا مقام پر فائز ہو جاتا ہے چنانچہ اس ضمن میں حدیث پاک سنیئے۔

☆بلند و بالا مقام:

حدیث شریف = شعب الایمان میں حدیث نمبر 6605 نقل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس اس راستے سے ایک جنتی آدمی آئے گا۔اسی وقت ایک انصاری صاحب وہاں آئے جن کی داڑھی وضو کے پانی

سے تر تھی۔انہوں نے بائیں ہاتھ سے اپنی جوتیاں اٹھا رکھی تھیں۔

دوسرے دن پھر نبی پاک ﷺ نے پہلے دن کی طرح ارشاد فرمایا اور وہی شخص آئے، تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس انصاری کے پاس پہنچا اور پوچھا: کیا آپ میری مہمان نوازی کر سکتے ہیں؟ انہوں نے حامی بھر لی اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ میں تین راتیں ان کے پاس رہا۔ اس دوران میں نے انہیں رات کو قیام کرتے (یعنی نوافل ادا کرتے ہوئے) نہیں دیکھا۔ہاں یہ ضرور دیکھا کہ جب وہ بستر پر کروٹیں بدلتے تو ذکر اللہ کرتے، یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا اور وہ اچھی بات کرتے یا خاموش رہتے۔ جب تین راتیں اسی طرح گزر گئیں تو میں نے ان کے عمل کو کم جانا، چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، پھر تینوں مرتبہ آپ آئے تو میں نے سوچا کہ آپ کے پاس رہ کر آپ کا عمل دیکھوں، لیکن مجھے تو آپ کا کوئی زیادہ عمل دکھائی نہیں دیا۔جب میں واپس ہونے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو آپ دیکھ چکے ہیں لیکن میں نے اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے کینہ نہیں رکھا اور نہ ہی کسی مسلمان کو ملنے والی نعمت الٰہی پر حسد کرتا ہوں۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وہ وصف ہے جس نے

آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے۔

☆بغض و کینہ دور کرنے کا نسخہ:

حدیث شریف = مؤطا امام مالک جلد 2 کے صفحہ نمبر 407 پر حدیث نمبر 1731 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو، کینہ دور ہوگا اور تحفہ دیا کرو، محبت بڑھے گی اور بغض دور ہوگا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 368 پر اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں: یہ دونوں عمل بہت ہی مجرب (یعنی تجربہ شدہ) ہیں جس سے مصافحہ کرتے رہو، اس سے دشمنی نہیں ہوتی۔اگر اتفاقاً کبھی ہو بھی جائے تو اس کی برکت سے ٹھہرتی ہیں۔یونہی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے سے عداوتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

☆بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے:

بعض حکماء کا قول ہے: تین چیزوں میں غور نہ کر۔

1......اپنی مفلسی وتنگدستی (اور مصیبت) پر، اس لیے کہ اس میں غور کرتے رہنے سے تیرے غم میں اضافہ اور حرص میں زیادتی ہوگی۔

2......تیرے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم پر غور نہ کر کہ اس سے تیرے دل

میں کینہ بڑھے گا اور غصہ باقی رہے گا۔

3......دنیا میں زیادہ دیر زندہ رہنے کے بارے میں نہ سوچ کہ اس طرح تو مال جمع کرنے میں اپنی عمر ضائع کردے گا اور عمل کے معاملے میں بہانے تلاش کرے گا۔

محترم حضرات! اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو مصروف رکھا جائے، جس قدر ہوسکے، فضول سوچ سے بچا جائے اور اپنی سوچ کو دنیاوی تفکرات میں جان کھپانے کے بجائے آخرت کے معاملات میں غور وفکر کرنا چاہیے اور مسلمانوں سے صرف اور صرف اللہ کریم کی رضا کے لیے محبت کیجئے تاکہ اس کی برکتیں ہم پر نازل ہوں۔ چنانچہ حدیث شریف سنئے۔

پچھلے گناہ معاف:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 5 کے صفحہ نمبر 270 پر حدیث شریف 6624 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھے اور اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

محترم حضرات! کتنا چھوٹا عمل مگر خوشخبری کتنی بڑی عطا کی جارہی ہے مگر

افسوس کہ آج ہمارا معاملہ الٹ ہو چکا ہے۔ ہم اپنے مسلمان بھائی کو محبت کی نظر سے کیا دیکھیں گے بلکہ ایک دوسرے کو عجیب وغریب نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آنکھیں دکھاتے ہیں، راہ چلتے دھکے دیتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ حقیقی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے وہ تو اگر کسی سے نفرت بھی کرتا ہے تو اللہ کریم کی رضا کے لیے کرتا ہے اور محبت بھی کرتا ہے تو فقط اللہ کریم کی رضا کے لیے کرتا ہے اور اس کا یہ کتنا عظیم ہے۔ حدیث شریف سنئے۔

☆افضل عمل:

حدیث شریف = ابوداؤد، کتاب السنۃ میں حدیث نمبر 4599 نقل ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر عمل اللہ کریم کے لیے محبت کرنا اور اللہ کریم کے لیے دشمنی کرنا ہے۔

محترم حضرات! شارحین کرام اللہ کریم کے لیے دشمنی کرنے کا مطلب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دین کا دشمن ہو، بدعقیدہ ہو، شان رسالت میں بے ادبی کرتا ہو، تعظیم رسول ﷺ سے منع کرتا ہو، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہما سے عداوت رکھتا ہو، اولیاء کرام رحمہم اللہ سے عداوت رکھتا ہو، ان کی بے ادبی کرتا ہو، ایسا شخص اگرچہ عالم، فاضل، قاری، حافظ، غازی اور

بظاہر مذہبی حلیے والا ہی کیوں نہ ہو۔اس سے اللہ کریم کی رضا کے لیے نفرت رکھی جائے، نیز ان بدعقیدہ عناصر کی صحبت سے بھی بچا جائے تا کہ ان کے اثرات ہمارے ایمان کو نقصان نہ پہنچائیں۔

بس خلاصہ کلام یہی ہے کہ مسلمان بھائی سے نفرت نہیں اور بدعقیدہ بدمذہب سے محبت نہیں۔مسلمان بھائی سے بلاوجہ شرعی بغض وعداوت حرام ہے اور بدعقیدہ بدمذہب سے کینہ رکھنا واجب ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو کینۂ مومن سے محفوظ رکھے اور ہمارے قلب کو اپنی تجلیات کا مرکز بنادے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ

سنت کی اہمیت اور اس کے فوائد

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے آیت نمبر 31 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! جو آیت مقدسہ میں نے خطبہ میں تلاوت کی، اس کے شان نزول کے متعلق مختلف روایتیں ہیں، چنانچہ تفسیر خازن اور تفسیر کبیر میں اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ جماعت قریش پر گزرے، جنھوں نے بت گاڑے ہوئے تھے اور انہیں آراستہ کر رہے تھے اور ان کے سامنے سجدہ میں گرتے تھے تو فرمایا: اے گروہ قریش! تم نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی مخالفت کی؟ قریش نے کہا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اس کے قریب کر دیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ گناہ تمہارے بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر 373 پر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ (اس آیت میں اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا) اے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے فرمادو جو آپ ﷺ کے بغیر وسیلہ میری محبت کا دم بھرتے ہیں یا جو اپنے آپ کو اللہ کا پیارا جان کر آپ سے بے نیاز ہونا چاہتے ہیں، یا جو آپ کی اطاعت کے سوا دوسرے

اسباب سے خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں، ان سب کو اعلان عام کر دو کہ اے عیسائیو! اے یہودیو! اے ہندوؤ! اے بت پرستو! اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے مقابلہ نہ کرو، نہ میری برابری کا دم بھرو۔ نہ مجھ سے آگے آگے چلو بلکہ غلام بن کر میرے پیچھے چلے آؤ۔ اپنے اقوال، افعال، اعمال، غرض زندگی کے ہر شعبہ کو میری مثل بنا دو اور مجھ میں فنا ہو جاؤ تو اب تم رب کے طالب بننا چاہتے ہو۔ پھر معاملہ برعکس ہوگا کہ رب تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تم جو چاہو گے وہ کرے گا اور پھر تمہیں یہ خطاب آئے گا۔

کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

کیونکہ میں رب کا محبوب ہوں اور محبوب کے غلام بھی محبوب ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمہارے سارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ اللہ کریم بڑا غفار اور ارحم الراحمین ہے۔ تم اپنے آپ کو اس کی مغفرت اور رحمت کا اہل بناؤ پھر لطف دیکھو اور یہ بھی اعلان کر دو کہ اے لوگو! اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور فرائض و واجبات میں ان کی پیروی لازم جانو۔ اگر وہ اس سے مونہہ موڑیں تو وہ کافر ہیں اور اللہ کریم کافروں کو دوست نہیں رکھتا، خواہ کچھ بھی کریں۔ رب تعالیٰ کے دشمن ہی رہیں گے۔

☆ایک لطیف نکتہ:

کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو ہم محبوب خدا کہتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی کون سی آیت سے ثابت ہے؟ اس سوال کا جواب بھی اس آیت میں پوشیدہ ہے۔ فرمایا: کہ تم میرے نبی ﷺ کے اطاعت گزار بن جاؤ، اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ الفاظ آیت کے سماعت فرمالیں "یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" یعنی اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ معلوم ہوا کہ جو نبی پاک ﷺ کی اطاعت کرے، وہ اللہ کریم کا محبوب بن جائے تو خود نبی کریم ﷺ کی محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

☆مقام محبوبیت کی دوسری جھلک:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے اس قدر محبت فرماتا ہے کہ جگہ جگہ قرآن مجید میں اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 80 میں تو کمال ارشاد فرمایا۔

القرآن: مَّنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

امام واحدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کا محبوب خدا ﷺ کی اطاعت کرنا اللہ کریم ہی کی اطاعت کرنا ہے۔

محترم حضرات! اتباع کا سب سے آسان معنی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا ہے۔اب آیئے آپ کی خدمت میں سنت کی اہمیت، فضیلت اور اس کی افادیت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

☆ سنت کی تعریف:

نبی پاک ﷺ کے قول، فعل اور تقریر (یعنی کسی عمل پر سکوت فرمانے) کو سنت کہتے ہیں۔

☆ سنت پر عمل جنت کا راستہ ہے:

حدیث شریف = مستدرک جلد 5 کے صفحہ نمبر 142 پر حدیث نمبر 7155 نقل ہے۔حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کھائے، سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایسے لوگ تو اس وقت بہت ہیں۔آپ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔

محترم حضرات! حدیث شریف میں جنت میں لے جانے والا عمل ''سنت پر عمل کرنا'' بیان ہوا۔اس کا معنیٰ یہ ہے کہ خواہ کوئی بھی کام ہو، اپنے تمام کاموں کو سنت کے مطابق کر لے مثلاً کھانا کھائے تو سنت کے مطابق، پانی پیئے تو سنت کے مطابق، لوگوں سے ملے تو سنت کے مطابق، لباس پہنے تو سنت کے مطابق، گھر میں داخل ہو تو سنت کے مطابق، گھر سے نکلے تو سنت کے مطابق، بیت الخلاء جائے تو سنت کے مطابق، نکلے تو سنت کے مطابق، راستے میں چلے تو سنت کے مطابق، سوئے تو سنت کے مطابق...... الغرض کہ اپنی زندگی کے تمام معمولات کو سنت کے سانچے میں ڈھال لے تا کہ جنت میں محبوب خدا ﷺ کا پڑوس نصیب ہو۔

☆ سو شہیدوں کا ثواب:

حدیث شریف = امام بیہقی علیہ الرحمہ الزہد الکبیر کے صفحہ نمبر 118 پر حدیث نمبر 207 نقل فرماتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فسادِ اُمّت کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ الحدیقۃ الندیۃ کے صفحہ نمبر 397 پر فرماتے

ہیں کہ مذکورہ حدیث شریف میں فسادِ اُمّت کے وقت سنت پر عمل کی بات ہوئی یعنی اُمّت، نفسانی خواہشات اور (بری) بدعات کی پیروی کے سبب فساد میں مبتلا ہوجائے گی۔ اس حیثیت سے کہ ان کے دل اعمال اور معاملات میں شیطانی وسوسوں اور عقلی اختراعات (یعنی من گھڑت باتوں) ہی سے مطمئن ہوں گے۔ باوجودیکہ انہیں سنت نبویہ، مقادیر (یعنی فیصلۂ الٰہیہ) اور حدود شرعیہ کا بھی علم ہوگا اور وہ یہ گمان کریں گے کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔ ایسے حالات میں جو اپنے عمل کی سنت کے ذریعے حفاظت کرے گا تو اس کے لیے اللہ کریم کے پاس قیامت کے دن سو شہیدوں کا ثواب ہوگا اور یہ اس لیے کہ جس طرح کفار سے لڑکر شہید ہونے والے کو مشقت پیش آتی ہے، اسی طرح سنت پر عمل کرنے اور اسے زندہ کرنے والے کو بھی مشقت پیش آتی ہے، یوں کہ تعاون کرنے والا کوئی نہیں ہوتا جبکہ رکاوٹیں بے شمار ہوتی ہیں۔

☆ سنت سے محبت کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت:

حدیث شریف = جامع ترمذی، ابواب العلم میں حدیث نمبر 2678 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری صبح و شام ایسی حالت میں ہو کہ تمہارے

دل میں کسی کے لیے کینہ وبغض نہ ہو تو ایسا ہی کیا کرو۔

پھر ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب اللدنیہ جلد 2 کے صفحہ نمبر 499 پر فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی سنت سے محبت کی جائے اور آپ ﷺ کی حدیث پاک کو پڑھا جائے۔ بے شک جس کے دل میں ایمان کی مٹھاس داخل ہو، وہ جب اللہ کے کلام سے کوئی کلمہ یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنتا ہے تو اس کی روح، دل اور جان اس کلمہ کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں اور یہ کلمہ اس پر اس طرح غالب آ جاتا ہے اور اس کو یوں ڈھانپ لیتا ہے کہ اس کا ہر بال سماعت اور اس کے جسم کا ہر ذرہ بصارت بن جاتا ہے تو وہ کُل کے ساتھ کُل کو سنتا اور کُل کے ساتھ کُل کو دیکھتا ہے۔

☆صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سنت پر عمل کا جذبہ:

صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے آقا ومولا ﷺ کے افعال، اعمال، اقوال اور احوال الغرض ہر سنت کے سچے شیدائی تھے اور آپ ﷺ کی بھرپور اتباع

کرتے تھے۔اس کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

1......مسند امام احمد ابن حنبل جلد 2 کے صفحہ نمبر 268 پر نقل ہے۔حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ایک مرتبہ ہم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو آپ راہ چلتے ہوئے ایک جگہ سے ہٹ کر گزرے۔ہم نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا تو میں نے (ان کی ادا کو ادا کرنے کے لیے) ایسا کیا۔

2......الترغیب والترہیب جلد اول کے صفحہ نمبر 55 پر نقل ہے۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ایک جگہ کسی درخت کے نیچے قیلولہ (یعنی دوپہر کے آرام) کے لیے تشریف لے جاتے اور فرمایا کرتے: میرے آقا و مولا ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

3......مسند امام احمد ابن حنبل جلد اول کے صفحہ نمبر 120 پر نقل ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک مقام پر پہنچ کر پانی منگوایا اور وضو کیا پھر یکا یک مسکرائے اور رفقاء سے فرمانے لگے: جانتے ہو، میں کیوں مسکرایا؟ پھر اس سوال کا جواب خود ہی دیتے ہوئے فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ پر وضو فرمایا تھا اور بعد فراغت مسکرائے تھے۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ''المدخل'' میں فرمایا کہ حضرت ابوجعفر محمد

بن علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان جب آپ ﷺ سے کوئی بات سنتے تو اس پر پورا پورا عمل کرنے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سب سے آگے ہوتے۔

''المدخل'' ہی میں ہے کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے حکم اور قول و فعل کی اتباع کرتے اور اس کا اہتمام اس قدر کرتے کہ اس اہتمام کے ساتھ کبھی کبھی آپ رضی اللہ عنہ کی عقل کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہونے لگتا۔

محترم حضرات! یہ تو آپ نے سنت کی اہمیت، فضیلت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ سماعت فرمایا۔ اب آپ کی خدمت میں سنتوں سے مونہہ موڑنے والوں کے متعلق وعیدیں پیش کرتا ہوں۔

☆سنتوں سے مونہہ موڑنے والا:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب النکاح میں حدیث نمبر 3403 نقل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس نے میری سنت سے مونہہ موڑا، وہ مجھ سے نہیں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ الحدیقۃ الندیۃ (مترجم) کے صفحہ نمبر 415

پر اس حدیث شریف میں سنت سے مونہہ موڑنے والے کو فرمایا ''وہ مجھ سے نہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میری ملت اور دین سے شمار نہ ہوگا کیونکہ اس نے سنت کو چھوڑ کر برے طریقہ کو اپنایا اور پھر مونہہ موڑنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ سنت کو سنت مانتے ہوئے مونہہ موڑتا ہے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر سنت کو حق نہ مانے اور اس کو حقیر جانے، تو وہ کافر ہے۔

☆چھ افراد پر لعنت:

حدیث شریف = الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان جلد 7 کے صفحہ نمبر 501 پر حدیث شریف نمبر 5719 نقل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: چھ طرح کے لوگوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی ان پر لعنت فرماتا ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ چھ اشخاص یہ ہیں:

1......کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا

2......تقدیر کو جھٹلانے والا

3......میری اُمّت پر ظلم کے ساتھ تسلط کرنے والا کہ اس شخص کو عزت دیتا

ہے، جس کو اللہ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرتا ہے جس کو اللہ کریم نے عزت عطا فرمائی۔

4......اللہ کریم کے حرم (یعنی حرم مکہ) کو حلال ٹھہرانے والا۔

5......میرے اہلبیت کی حرمت جس کا اللہ کریم نے حکم دیا ہے، اس کو پامال کرنے والا

6......میری سنت کو چھوڑنے والا۔

محترم حضرات! آپ نے سنت کو چھوڑنے کے متعلق احادیث سنیں، بڑی سخت وعیدیں ہیں مگر افسوس کہ موجودہ دور میں سنتوں پر عمل بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم اس قدر غافل ہوگئے کہ ہمیں یہ تک خبر نہیں کہ کس چیز کا سنت طریقہ کیا ہے اور اگر کسی کو معلوم بھی ہے تو عمل کرنے میں شرماتے ہیں۔ چست پینٹ شرٹ پہننے میں، کانوں میں بالیاں پہننے میں، لمبے لمبے بال رکھ کر اس میں پونی باندھنے میں، ہاتھوں میں کڑے اور چھلے پہننے میں نہیں شرماتے مگر داڑھی رکھنے میں، عمامہ اور ٹوپی پہننے میں، اسلامی لباس پہننے میں، بیٹھ کر پانی پینے میں شرماتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ارے نادان! آج تو جس کی سنتوں پر عمل کرنے میں شرماتا ہے، کل انہیں آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کرنے جانا پڑے گا تو بتا اگر اس دن محبوب کبریا ﷺ کے سامنے تجھ سے اس متعلق پوچھ لیا

گیا تو تُو کیا کیا جواب دے گا؟ اس دنیا میں جن لوگوں نے سنتوں پر عمل کیا، ان کا مقام دونوں جہانوں میں بلند ہو گیا جن کی زندہ مثال حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ خود اس بات کو بیان فرماتے ہیں۔

☆ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کا بلند مرتبہ کیوں؟

رسالۂ قشیریہ کے صفحہ نمبر 31 پر نقل ہے۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں ایک بار خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے بشر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کریم نے تمہیں تمہارے ہم عصر اولیاء سے بلند مرتبہ کیوں عطا فرمایا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس کا سبب نہیں جانتا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وجہ سے کہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو، صالحین کی خدمت کرتے ہو، اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی (یعنی انہیں نصیحت) کرتے ہو اور میرے صحابہ کرام اور اہل بیت سے محبت کرتے ہو۔ یہی سبب ہے کہ جس نے تمہیں ابرار (صالحین) کی منازل تک پہنچا دیا ہے۔

☆ مقام کتنا اعلیٰ ملا:

حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ نے جوتی پہننا ترک کردی۔ اس لیے آپ حافی

کے نام سے موسوم ہو گئے۔ یعنی ننگے پاؤں والا......لوگوں نے آپ سے ننگے پاؤں پھرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ توبہ کے وقت میں ننگے پاؤں تھا لہذا اب جوتی پہننے میں مجھ کو شرم آتی ہے۔ نیز اللہ کریم فرماتا ہے کہ ''اے لوگو! میں نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنا دیا ہے'' پس بادشاہ کے فرش پر جوتی پہن کر چلنا خلاف ادب وتہذیب ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ نمبر 78)

حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ وقت کے امام، مجتہد اور ولی اللہ ہونے کے باوجود اکثر حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے شاگرد آپ سے عرض کرنے لگے: حضور! آپ باوجود علم فقہ، حدیث اور اجتہاد میں بے نظیر عالم ہونے کے آپ ایک دیوانہ کے پاس جاتے ہیں؟ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری نسبت اپنے علم کو بہتر جانتا ہوں لیکن حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ، اللہ تعالیٰ کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

محترم حضرات! سبحان اللہ! محبوب خدا ﷺ کی سنتوں پر عمل کی برکت سے حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کو کتنا بڑا مقام ملا کہ حضرت امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ جیسی ہستی ان کی خدمت میں حاضری دیتی تھی۔

☆سنت کی نیت سے دو رکعت بخشش کا ذریعہ:

تاج الاولیاء صوفی باصفا حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ رات میں نبی کریم ﷺ کی ادا کو ادا کرنے کی نیت سے دو رکعت تہجد کے پڑھتے تھے۔ یہ آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ وصال کے بعد کسی نے اچھے حال میں آپ کو دیکھ کر پوچھا: حضور! بخشش کا ذریعہ کون سی عبادت بنی۔ آپ فرمانے لگے: ساری زندگی روزے، تلاوت، فاقے، مجاہدات اور دیگر عبادات کیں، مگر جب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو فرمایا!: اے جنید! رات کو اٹھ کر دو رکعت تہجد کے جو میرے حبیب ﷺ کی سنت کی نیت سے پڑھتا تھا، ہم نے اس کے سبب سے تیری بخشش فرمادی۔

(تذکرۃ الاولیاء)

محترم حضرات! ہمارے اکابرین اپنے آقا و مولا ﷺ کی سنتوں کو تلاش کیا کرتے تھے اور پھر چھوٹی چھوٹی سنتوں پر بھی سختی سے عمل کیا کرتے تھے، انہیں سنتوں سے بے حد محبت ہوا کرتی تھی اور کیوں نہ ہو، سنت سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی سنت فلاح کا راستہ ہے، ہدایت کا نور ہے، کامیابی اور کامرانی کا راستہ ہے، معرفت الٰہیہ کا خزانہ ہے، قرب الٰہی کا ذریعہ

ہے، قرب رسول ﷺ کا وسیلہ ہے، محبت رسول کی نشانی ہے، عاشقوں کے دلوں کا چین ہے، بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، ظلمت کے اندھیرے میں نور ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔

افسوس ہے ہم مسلمانوں پر کہ ہم نے اپنے محسن آقا ﷺ کی سنتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آج ہم سنتوں پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ اغیار کے فیشنوں کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہم نے اپنا آئیڈیل انہیں بنالیا جو نہ کبھی ہمارے تھے، نہ کبھی ہمارے ہوں گے اور ہمارے وہ آقا ﷺ جو کہ پیدا ہوتے ہی سجدہ میں تشریف لے کر اُمّت کی بخشش کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ ساری زندگی صحرا میں، مجلس میں، مسجد میں، اپنے درِ دولت میں حتیٰ کہ دیدار کبریا کے وقت بھی اپنی گنہگار اُمّت کی بخشش مانگتے رہے بلکہ وصال کے وقت بھی جب قبر انور میں رکھا تو بھی اُمّت کی بخشش کی دعا مانگ رہے تھے اور عنقریب ایک وقت وہ بھی آنے والا ہے جسے روز محشر کہا جاتا ہے جس دن ماں، باپ، بہن، بھائی، اولاد، بیوی حتیٰ کہ جگری دوست بھی مونہہ پھیر لیں گے، کوئی کام نہ آئے گا، نہ کوئی سہارا نہ ہوگا، اس دن بھی ڈوبتوں کو تیرانے والے، گرتوں کو سنبھالنے والے، روتوں کو ہنسانے والے، اُمّت کی کشتی پار لگانے والے محسن آقا و مولا ﷺ اس دن بھی ہمارے لیے بخشش کا وسیلہ ہوں گے۔ ہماری

شفاعت فرمائیں گے، میزان پر ہمارے پلڑے بھاری کروائیں گے۔ اپنے نورانی ہاتھوں سے جام کوثر پلائیں گے، سلم سلم کی صدا بلند کرتے ہوئے پل صراط سے پار کروائیں گے، محشر کی سخت گرمی میں اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا عطا فرمائیں گے۔ آج ہم ان کی سنتوں کو بھول گئے۔

محترم حضرات! آج عہد کریں کہ ہم فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ محبوب کبریا ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں گے۔

اللہ کریم ہم سب کو سنتوں کا پیکر بنائے اور ایسا پیکر بنائے کہ محشر میں یہ آواز ائے۔

مزہ جب ہے سرکار محشر میں کہہ دیں
وہ دیکھو ہمارا غلام آ گیا ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

موت اور
اس کی سختیاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ال عمران سے آیت نمبر 185 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم حضرات! اس دنیا پر اگر نظر ڈالیں تو ایک سے بڑھ کر ایک عقل مند،

دانش وراوراعلیٰ صلاحیتوں کا مالک انسان نظر آئے گا۔یہی وجہ ہے کہ آج کسی بات پر بھی پوری دنیا متفق نہیں ہوسکی۔ ہر بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ایک گھر ہے تو اس میں رہنے والوں میں اختلافات ہیں،ایک خاندان ہے تو اس خاندان کے لوگوں میں اختلافات ہیں، ایک تنظیم ہے تو اس تنظیم کے لوگوں میں آپس میں اختلافات ہیں،حتیٰ کہ جس رب تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمایا،اس رب تعالیٰ کوایک ماننے میں بھی آپس میں اختلافات ہیں۔کوئی دو خدا مانتا ہے،کوئی تین خدا مانتا ہے تو کوئی سینکڑوں خدا مانتا ہے......مگرایک ایسی چیز بھی ہے جس میں کسی کواختلاف نہیں اوروہ چیز موت ہے۔

دنیا کا ہرانسان اس بات پر متفق ہے کہ ایک دن موت ضرور آنی ہے۔ مسلمان بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے تو ہندو بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے،عیسائی بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے تو یہودی بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے، پارسی بھی کہتا ہے کہ تو سکھ بھی کہتا ہے کہ موت آنی ہے،حتیٰ کہ لادین لامذہب بھی کہتا ہے کہ ایک دن موت آنی ہے،موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ اسے کوئی نہیں جھٹلاسکتا۔

ہرانسان اس حقیقت کو جانتا ہے کہ میں دنیا میں اسی لیے آیا ہوں کہ مجھے ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ مجھے موت ضرور آئے گی،موت سے میں کسی صورت بھی نہیں بچ سکتا۔ اسی کورب تعالیٰ نے اپنے کلام کی سورۂ آل عمران کی

آیت نمبر 185 میں بیان فرمایا:

القرآن: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے

تفسیر نعیمی جلد چہارم کے صفحہ نمبر 432 پر نقل ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ میں تمام فرشتے، جنات، حیوانات اور انسان داخل ہیں۔ کوئی اس سے خارج نہیں یعنی ہر جاندار جسم کو موت برداشت کرنی ہے۔ اس پر یقینا نازل ہونی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ رحمن کی آیت ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ'' نازل ہوئی تو فرشتے بولے، صرف زمین والوں کو فنا ہے، ہم تو زمین والے نہیں، مگر جب یہ آیت نازل ہوئی ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' تو فرشتے بولے: ہم بھی فنا ہو جائیں گے۔

محترم حضرات! یقینا موت ایک ایسا جام ہے جسے ہر جاندار نے پینا ہے، موت ایک دروازہ ہے جس سے ہر جاندار نے گزرنا ہے، موت ایک ایسا مزہ ہے جسے ہر جاندار نے چکھنا ہے، کسی نے کتنی پیاری نصیحت کی۔

موت ٹھہری آنے کی ہے آئے گی

جان ٹھہری جانے کی ہے جائے گی
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

☆ روح قبض کرنے کے لیے

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا انتخاب:

مفسر قرآن علامہ عبدالرزاق بھترالوی اپنی کتاب موت کا منظر کے صفحہ نمبر 21 پر نقل فرماتے ہیں: جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین سے ہر قسم کی مٹی لے کر آؤ۔ سفید، سیاہ، سرخ، سخت نرم، میٹھی، کھاری وغیرہ...... خیال رہے جتنے رنگوں کی مٹی حضرت آدم علیہ السلام میں رکھی گئی، آپ علیہ السلام کی اولاد میں اسی طرح وہ تمام رنگ اور صفات موجود ہیں۔ اسی لیے کوئی سیاہ، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی نرم خو اور کوئی تند و تیز وغیرہ...... غرض کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر خاک اٹھانے کے لیے تشریف لائے۔ جب خاک اٹھانا چاہی تو زمین نے وجہ پوچھی...... آپ نے بتایا کہ اللہ کریم زمین پر اپنا ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ پھر اس کی اولاد کو زمین میں بسایا جائے گا۔ ان میں کوئی نیک ہوں گے، وہ جنت میں جائیں گے اور کوئی

گنہگار و کفار ہوں گے، وہ جہنم میں جائیں گے۔

آپ علیہ السلام نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو زمین نے منت سماجت کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ مجھ سے مٹی لے کر نہ جائیں۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا کچھ حصہ جہنم میں چلا جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین کی آہ وزاری سن کر واپس چلے گئے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں زمین کی فریاد کو پیش کر دیا۔

اللہ کریم نے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا، ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ وہ بھی زمین کی فریاد اور آہ وزاری سن کر واپس چلے گئے۔

پھر اللہ کریم نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ جب زمین پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ بھی وہی کیفیت درپیش آئی جو پہلے دونوں فرشتوں کے ساتھ پیش آ چکی تھی۔ آپ بھی زمین کی عاجزی اور آہ وزاری کو دیکھ کر چلے گئے۔

پھر اللہ کریم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ جب زمین پر تشریف لائے، مٹی اٹھانی چاہی تو زمین نے حسب معمول پھر عاجزی اور آہ وزاری کی لیکن حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ تیری بات مانوں یا رب تعالیٰ کے حکم کو مانوں...... آپ علیہ السلام نے زمین کی کوئی فریاد نہ سنی بلکہ مٹی لے گئے۔ اسی وجہ سے روح قبض کرنے کی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی۔

بچے کی روح قبض کرنی ہو، اس کے والدین اس کے قریب رو رہے ہوں اور اس کے اقرباء رنج والم کی تصویر بنے ہوئے ہوں، ایسے نازک مراحل میں حضرت عزرائیل علیہ السلام جیسی ہستی روح قبض کرسکتی ہے وہ اقربا اور والدین کو روتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرماتے ہیں: میرا کوئی جرم نہیں، میں تو حکم مولا کا پابند ہوں۔ میں تو بار بار چکر لگاؤں گا، تم اپنی فکر کرو۔

☆حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ترس آیا:

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کریم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا: اے عزرائیل! تو جو اتنی ارواح قبض کرتا ہے، کیا تجھے کسی پر کبھی رحم وترس بھی آیا ہے؟ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے مولا! جب تو نے میرے ذمہ روحوں کو قبض کرنا لگا دیا ہے تو اگر میں ترس کھاتا رہوں اور رحم کرتا رہوں تو روح کیسے قبض کروں۔ مجھے کبھی کسی پر ترس نہیں آیا البتہ دو مرتبہ مجھے یہ خیال ہوا کاش کہ اس کی روح کے قبض کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ ایک مرتبہ تو ایک کشتی دریا میں تھی، مجھے حکم ہوا کہ ان تمام کی روحوں کو قبض کرلیا جائے، کشتی کو توڑ دیا جائے البتہ ایک عورت اور اس کا شیر خوار بچہ ہے، ان کی روحوں کو قبض نہ کیا جائے، ان کی روحوں کو قبض نہ کیا۔ وہ

کشتی کے ایک تختے پر سوار دریا کی تند و تیز موجوں کو عبور کرتے ہوئے کنارے کی طرف رواں دواں ہیں لیکن کنارے کے قریب پہنچنے پر حکم ہوا کہ عورت کی روح قبض کرلی جائے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ شیر خوار بچہ اب کدھر جائے گا اور اپنی زندگی کیسے بسر کرے گا، اس بچہ پر مجھے ترس آیا اور میں نے خیال کیا کہ کاش اس عورت کی روح کے قبض کرنے کا حکم نہ ملتا تو بہتر تھا۔

دوسرا مجھے کافر بادشاہ بخت نصر شداد پر ترس آیا، جب اس نے تیرے مقابلے میں اپنی جنت تیار کرائی۔ اس کے تیار ہونے پر دیکھنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر جارہا ہے، ابھی اس کے گھوڑے کے دو پاؤں اس کی جنت کے اندر تھے کہ مجھے حکم ہوا کہ اس کی روح قبض کرلوں۔ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ اگرچہ کافر تھا، خدائی کا دعویٰ بھی کیا لیکن بڑی محنت سے اس نے جنت تیار کرائی، بڑا مال خرچ کیا، کاش کہ وہ اسے دیکھ لیتا اور اس کے بعد مرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزرائیل تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے باری تعالیٰ مجھے نہیں معلوم...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب وہ تختہ دریا کے کنارے پر پہنچا، وہاں دھوبی کپڑے دھو رہا تھا، اس نے بچے کو دیکھ کر پکڑ لیا اور پیار و محبت سے

پرورش کی۔ بچہ جب بڑا ہوا تو میں نے اس کو ایسی نظر عطا فرمائی کہ وہ زیر زمین خزانے دیکھ لیتا تھا۔ اس طرح اس نے بہت خزانہ جمع کیا، اپنی فوج بنائی، آہستہ آہستہ وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ بن گیا۔ پھر اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور میرے مقابل جنت و دوزخ بنانے کا کام شروع کر دیا۔ جب وہ اپنی خود ساختہ جنت تیار کرا کے دیکھنے کے لیے گیا تو میں نے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا۔ اے عزرائیل یہ وہی بچہ تھا جو کسمپرسی کی حالت میں تھا تو تمہیں اس پر رحم آیا تھا لیکن میری مہربانیوں سے وہ عظیم بادشاہ بن کر میرے مقابل خدا بن گیا۔ میں نے اس کے غرور و تکبر کو توڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی:

اے رب کریم! جن حکمتوں کو تو جانتا ہے، وہ میں نہیں جانتا۔

☆موت کی جگہ انسان خود ہی پہنچ جاتا ہے:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن شیبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک کو بڑے گھور کر دیکھنے

لگے۔ جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: یہ ملک الموت تھے۔ اس نے عرض کی: حضور! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت ہوا کو حکم دیں کہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دے۔ آپ علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا تو اس شخص کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئی پھر حضرت ملک الموت تشریف لائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ تم میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے، یہ ہند کیسے پہنچے گا۔

محترم حضرات! اس روایت سے واضح ہوا کہ انسان نے جہاں مرنا ہوتا ہے، وہاں جانے کے لیے بے تاب ہوتا ہے اور ہر حال میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یہ شخص سرزمین ہند میں جونہی وقت مقررہ پر پہنچا، اسی وقت اس کی روح قبض کر لی گئی۔

☆ ملک الموت کا مختلف صورتوں میں آنا:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ملک الموت سے فرمایا: تم مجھے اپنی وہ صورت دکھاؤ جس صورت میں کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے لیکن آپ کے اصرار پر انہوں نے وہ صورت دکھائی شروع کی اور فرمایا کہ آپ اپنا مونہہ موڑ لیجئے۔ اب جو آپ نے دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے، سر میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اس کے جسم سے اور تمام مساموں اور مونہہ سے بھی آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اس کے کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حال دیکھ کر آپ علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔ اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اگر کافر کو فقط تمہاری شکل ہی دیکھنے کی تکلیف دی جائے تو اس کے لیے یہی تکلیف کافی ہے۔ اگرچہ اسے اور کوئی تکلیف و رنج نہ بھی ہو۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ صورت دکھائیں جس میں تم مومنوں کی روح نکالتے ہو؟ ملک الموت نے عرض کیا: آپ مونہہ پھیریئے۔ آپ نے مونہہ پھیرنے کے بعد دیکھا تو آپ کے سامنے ایک حسین و جمیل نوجوان تھا جس کا جسم مہک رہا تھا، جس کے کپڑے سفید

تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر مومن کو اور کوئی راحت نہ ہو بلکہ صرف تمہارے دیدار کی راحت دے دی جائے تو اس کے لیے کافی ہے۔

☆انبیاء کرام علیہم السلام کی روح قبض کرنا:

شرح الصدور(مترجم) کے صفحہ نمبر 59 پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں:حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ اے اللہ! تیرے بندے ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے،رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ جب دوستوں سے ملے ہوئے زائد عرصہ ہوجاتا ہے تو ایک دوسرے کی ملاقات کے مشتاق ہوجاتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ اے مالک ومولا! میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں۔اللہ کریم نے ان کے لیے ایک پھول بھیجا۔آپ نے وہ پھول سونگھا اور سونگھتے ہی روح قبض ہوگئی۔

☆حضرت داؤد علیہ السلام کا جان پیش کرنا:

شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت مند انسان تھے۔جب آپ گھر سے باہر نکلتے

تو دروازوں کو تالے لگا دیتے تا کہ کوئی گھر میں نہ جائے۔ایک دن جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں ایک شخص کھڑا ہے۔آپ نے پوچھا:تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں، جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا،کوئی میرے لیے حجاب نہیں۔حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا:قسم ہے خدائے رحمن کی!تم تو ملک الموت معلوم ہوتے ہو۔میں تم کوخوش آمدید کہتا ہوں (یہ کہہ کر) آپ علیہ السلام نے کمبل اوڑھا اور آپ کی روح مبارک قبض ہوگئی۔

☆ ملک الموت بارگاہ موسیٰ علیہ السلام میں:

شرح الصدور (مترجم) کے صفحہ نمبر 116 پر نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے پہل ملک الموت کھلم کھلا لوگوں کے پاس تشریف لاتے، جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ نکل گئی۔وہ اپنی آنکھ لے کر بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: مولا! تیرے بندے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھ نکال دی ہے۔اگر تیری بارگاہ میں ان کے لیے بزرگی نہ ہوتی تو میں ضرور ان پر سختی کرتا۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، میرے بندے سے کہو: وہ اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھ دے، ان کے ہاتھ کے

نیچے آنے والے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھا دوں گا۔ جب ملک الموت نے انہیں یہ پیغام سنایا تو انہوں نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کی: موت......ارشاد فرمایا: تو ابھی روح قبض کرلو۔ چنانچہ ملک الموت نے ان کو سونگھا تو ان کی روح قبض ہوگئی۔ حضرت یونس علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ انہیں واپس عطا فرمادی۔ اسی دن سے ملک الموت پوشیدہ طور پر تشریف لانے لگے۔

☆ ملک الموت بارگاہ رسالت میں:

طبرانی معجم الکبیر جلد 3 صفحہ نمبر 128 پر حدیث نمبر 2890 نقل ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: آپ ﷺ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! بے چینی میں ہوں۔ اتنے میں ملک الموت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ ملک الموت ہیں اور آپ ﷺ سے اجازت کے طلب گار ہیں۔ انہوں نے آپ سے پہلے نہ کبھی کسی سے اجازت مانگی، نہ آپ کے بعد کسی

سے مانگیں گے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں اجازت ہے۔

چنانچہ ملک الموت آپ ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہوکر عرض گزار ہوئے: اللہ کریم نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح لے جانے کی اجازت دیں گے تو میں ایسا کروں گا، اگر ناپسند فرمائیں گے تو نہیں کروں گا...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت! تم ایسا ہی کرو گے۔ عرض کی: جی ہاں مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کریم آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، تم وہ کرلو۔

☆ ملک الموت کا اہلبیت سے اجازت مانگنا:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مدارج النبوت کی دوسری جلد میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے دن حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب ﷺ کے حضور حاضر ہو۔ خبردار! بغیر اجازت کے حاضر نہ ہونا اور بغیر آپ ﷺ کی اجازت کے روح قبض نہ کرنا تو حضرت

ملک الموت نے دروازے کے باہر اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کی:
اے معدن رسالت، ملائکہ کے مقام آمد و رفت اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو، مجھے
اجازت دیجئے تا کہ میں داخل ہوں، تم پر خدا کی رحمت ہو۔

اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کے سرہانے موجود تھیں۔
انہوں نے جواب دیا کہ حضور ﷺ اپنے حال میں مشغول ہیں۔اس وقت
ملاقات نہیں فرما سکتے۔ دوسری مرتبہ پھر اجازت مانگی، یہی جواب ملا...... تیسری
مرتبہ با آواز بلند اجازت مانگی، جس سے تمام گھر والوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ نبی
کریم ﷺ نے چشمان کرم کھولیں اور فرمایا: کیا بات ہے؟ انہوں نے صورت
حال عرض کی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون
ہے؟ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، اجتماعی بندھنوں کو
کھولنے والا، بیویوں کو بیوہ کرنے والا اور بچوں اور بچیوں کو یتیم کرنے والا ہے۔

☆ اختیارات مصطفی ﷺ:

بخاری شریف میں حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر ارشاد
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا، وہ یا تو

دنیاوی زندگی اوراس کی زیب وزینت اورعیش کواختیار کرے، یارب کی ملاقات کو،تواس بندے نے دنیا کوچھوڑ کراپنے رب کی ملاقات کوپسند فرمایا۔

محترم حضرات! آپ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کوقبض کرنے کے واقعات پڑھے۔کیا شان ہے ان خاص بندوں کی کہ ملک الموت بغیر اجازت ان کی بارگاہ میں نہیں آتے۔ باادب ان سے گفتگو کرتے ہیں۔حتیٰ کہ محبوب کبریا ﷺ کوتو اختیار بھی دے دیا گیا کہ جس چیز کو چاہیں، اختیار کریں۔

اس سے بڑھ کر کمال یہ ہے کہ تصدیق وعدۂ الٰہیہ ''**كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ**'' کے لیے محض ایک آن انبیاء کرام علیہم السلام کوموت طاری ہوتی ہے پھرفوراًان کوویسے ہی حیات عطافرمادی جاتی ہے۔

(تفسیر صاوی جلداول،ص340)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال کے بعداپنی قبر میں نماز پڑھنا،معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ کے پیچھے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم و جسمانیت کےساتھ نماز پڑھنا پھرآسمانوں پرانبیاء کرام علیہم السلام کا موجود ہونا، اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بعداز وصال بھی حیات ہیں۔

☆ ملک الموت روزانہ دیکھتے ہیں:

کتاب العظمۃ کے صفحہ نمبر 161 پر نقل ہے: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ملک الموت علیہ السلام روزانہ پانچ پانچ مرتبہ گھروں کو غور سے دیکھتے ہیں اور روزانہ ہر آدمی کے چہرے کو ایک بار دیکھتے ہیں۔اسی وجہ سے انسان کو جھرجھری آتی ہے۔

☆ موت کی سختی:

1......تاریخ بغداد میں ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اگر کسی کو ایک ہزار تلواریں ماری جائیں تو اس کی تکلیف کم ہے، روح نکلتے وقت کی تکلیف اس سے بڑھ کر ہے۔

2......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 446 پر نقل ہے۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: موت مومنین پر دنیا و آخرت کی شدید ترین ہولناکی ہے۔موت آروں کے چیرنے، قینچیوں کے کاٹنے اور ہانڈیوں میں ابالنے سے بڑھ کر ہے۔اگر کوئی مردہ زندہ ہو کر لوگوں کو موت کی سختیاں بتا دیتا تو لوگ زندگی سے نفع اٹھاتے نہ نیند کی لذت پاتے۔

ڈھل جائے گی یہ جوانی جس پہ تجھ کو ناز ہے

تجھے بجالے چاہے کتنا چار دن کا ساز ہے

روح جسم سے نکلنی ہے ضرور

قبر میں میت اترنی ہے ضرور

جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

3......طبقات ابن سعد میں ہے۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے بیٹا! موت کی تکلیف بیان سے باہر ہے۔البتہ میں تمہیں کچھ بیان کیے دیتا ہوں۔میں نے اسے یوں پایا جیسے میرے کاندھوں پر بھاری بھرکم پہاڑ رکھ دیا گیا ہو اور گویا میرے پیٹ میں کانٹے دار شاخ پیوست کردی گئی ہو اور میں سوئی کے ناکے سے سانس لے رہا ہوں۔

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

تو اچانک موت کا ہوگا شکار

موت آئی پہلواں بھی چل دیئے

خوب صورت نوجواں بھی چل دیئے

دبدبہ دنیا ہی میں رہ جائے گا

حسن تیرا خاک میں مل جائے گا

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

بچپن میں پھر تجھ کو خوب کھلایا

جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا

بڑھاپے نے پھر تجھ کو کیا کیا دکھایا

اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا

وہ زینت نرالی وہ فیشن نرالا

جیا کرتا ہے کیا یوں ہی مرنے والا

تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

4......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 453 پر نقل ہے۔ حضرت

شہر بن حوشب علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے حبیب ﷺ سے موت اور اس کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: موت کی آسان تر تکلیف اس کانٹے دار شاخ کی طرح ہے جو اون میں ہو، پس جب اس شاخ کو کھینچا جائے گا، اس کے ساتھ اون ضرور آئے گی۔

زمانے میں عبرت کے ہر سوء نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
جتنے محل تھے ہوئے سب وہ سُونے
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جاء ہے تماشا نہیں ہے

5......موسوعۃ ابن ابی الدنیا جلد 5 کے صفحہ نمبر 329 پر نقل ہے۔ حضرت

میسرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ بھی آسمان وزمین والوں پر ڈال دیا جائے تو سبھی مرجائیں جبکہ محشر کی ایک گھڑی کی تکلیف اس تکلیف سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔

☆نظر روح کا تعاقب کرتی ہے:

مسند بزار جلد 9 کے صفحہ نمبر 120 پر حدیث نمبر 3669 نقل ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے وقت وفات نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔روح قبض ہونے کے بعد ان کی آنکھ کھلی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا کر انہیں بند کردیا۔ تمام گھر والے رونے لگے۔آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے اور ملائکہ موجود ہوتے ہیں۔اہل خانہ جو بھی کہیں ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کی: اے اللہ! ابو سلمہ کا درجہ بلند فرما کر اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں پہنچا دے اور ان باقی رہنے والوں میں اس کا صحیح جانشین مقرر فرما اور اسے اور ہمیں قیامت میں بخش دے۔

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ جب روح بدن سے نکلتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے اور اس وقت میت کی آنکھیں بند کرتے ہوئے جو دعا مانگی

جائے، قبول ہوتی ہے۔

☆پاک اور خبیث روح:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 2872 نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب روح مومن پرواز کرتی ہے، دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے اس روح کی خوشبو اور مشکبار ہوا کا تذکرہ کیا پھر فرمایا: وہ فرشتے اسے اوپر لے کر چڑھتے ہیں تو اہل آسمان کہتے ہیں: یہ پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اے روح! اللہ کریم تجھ پر اور اس جسم پر رحم فرمائے، جس میں تو رہی۔ پھر فرشتے اسے بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔خدائے رحمن ارشاد فرماتا ہے: اسے لے جاؤ۔

اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اس کے بدن سے بدبو نکلتی ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔اہل آسمان کہتے ہیں: یہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر کہا جاتا ہے: اسے بھی قیامت تک کے لیے واپس لے جاؤ۔

☆موت کے وقت نیک و بد کی علامات:

موت کے وقت بعض ایسی علامات پائی جاتی ہیں جن سے انسان کا پتا چلتا ہے کہ وہ نیک ہے یا برا...... ان علامات پر حدیث پاک شاہد ہے۔ایک مشہور

حدیث پاک جسے حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے نوادر الاصول اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں نقل فرمایا ہے۔

حدیث شریف = حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے والے میں اگر تم تین علامتیں دیکھو، اس کی پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں میں نمی دیکھو اور نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (یعنی اللہ کریم نے میت پر رحم کر دیا ہے) اور اگر وہ اس طرح آواز نکالے جس طرح نوجوان اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، رنگ پھیکا پڑ جائے، جھاگ نکلنے لگیں تو یہ اللہ کریم کے عذاب نازل ہونے کی علامات ہیں۔

محترم حضرات! موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مومن کو بوجہ شدت موت پسینہ آ جاتا ہے جو اس کی پیشانی پر نمودار ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اسے گناہوں سے آزادی مل جاتی ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پسینہ آنے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس شخص نے دنیا میں مشقت برداشت کر کے رزق حلال حاصل کیا اور اپنے نفس کو تنگی میں ڈال کر نمازیں ادا کیں اور روزے رکھے۔ یہی کام اللہ کریم کو پسند ہیں اور اس کی مقبولیت کی علامات ہیں۔ جن سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ شخص اللہ کریم کے حضور

نیک اعمال لے کر جار ہا ہے۔

آنکھوں میں نمی کا آنا اس کی اپنے رب کی بارگاہ میں شرمساری کی دلیل ہے، وہ دنیا میں بھی اپنے رب کی یاد میں روتا تھا، آج بوقت رخصت بھی اس کی آنکھوں میں نمی ہے۔اللہ کریم ہمیں بھی رحمت والی موت عطا فرمائے۔آمین

☆جنازہ لے جاتے وقت مردے کی پکار:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب الجنائز میں حدیث نمبر 1314 نقل ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ جنازے کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: جلدی چلو...... اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے: ہائے ہلاکت! مجھے کہاں لیے جاتے ہو......انسان کے علاوہ ہر شے اس کی آواز سنتی ہے اور اگر انسان سن لے تو یقینا بے ہوش ہو جائے۔

کتاب الزہد کے صفحہ نمبر 186 پر نقل ہے۔حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب مردے کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ پکار کر کہتا ہے: اے میرے گھر والو! اے میرے پڑوسیو! اے میرا جنازہ اٹھانے والو! دنیا تمھیں دھوکہ میں نہ ڈالے، جیسے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور تم سے نہ کھیلے جیسا اس نے مجھ

سے کھیلا، یقیناً میرے اہل خانہ میرے بوجھ (گناہوں) سے کچھ بھی نہیں اٹھائیں گے۔

اے میرے عزیز مسلمانو! اچھے اعمال کرو، اللہ کریم سے ڈرو، زندگی پر مت پھولو، دنیا کے طالب مت بنو، اور نہ ہی اس کی طرف رغبت کرو کیونکہ دنیا مکار ہے۔ پہلے مغالطہ دیتی ہے پھر آرزوؤں میں پھنساتی ہے۔ دنیا سے محبت کرنے والوں کے لیے دنیا خوبصورت ہے جیسے دلہن کا سجا ہوا چہرہ سب کی نگاہ اس پر پڑتی ہے۔تمام دل اسی کے عاشق ہوتے ہیں۔ بہت سے عاشقوں کو اس نے خاک میں ملا دیا اور جس نے دنیا پر اطمینان کیا، اس کو دنیا نے رسوائی اور ذلالت کا ذائقہ چکھایا۔

بھائیو! خواب غفلت سے جاگو اور بے ہوشی سے دور بھاگو۔اس سے پہلے کہ لوگ تم سے کہیں کہ فلاں شخص بیمار ہے اور مرض شدید میں گرفتار ہے،کوئی دوا بتادو یا ڈاکٹر کو بلا دو پھر ڈاکٹر تمہارے لیے آئیں مگر تم میں شفا کی امید نہ پائیں پھر یہ مشہور کریں کہ فلاں شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جس کے پاس سے اپنا لینا تھا، اس سے مال لیا۔

پھر لوگ کہیں گے کہ لو فلاں شخص کی زبان بند ہوگئی، نہ بھائیوں سے کچھ بولتا ہے، نہ ہمسایوں سے کچھ بولتا ہے، نہ کسی کو پہچانتا ہے اور نہ لب کھولتا ہے، اس کی

پیشانی پر پسینہ آ گیا آہ! لذتوں کو غارت کرنے والی موت قریب ہے، جس کا ایک جھٹکا تلوار کے ہزار وار سے شدید ہے۔ زندہ آدمی کے جسم کو آرے اور قینچیوں سے کاٹا جائے تو اس کی تکلیف کم ہے، موت کا جھٹکا اس سے شدید ہے۔

پھر شور اٹھا کہ ارمانوں کا خون کردینے والی موت نے اسے آ گھیرا ہے۔ روتے روتے لوگوں نے کہنا شروع کیا...... بھائی چلا گیا، میرا لخت جگر چلا گیا، میرا باپ چلا گیا، میرا شوہر چلا گیا، میرا جگری دوست چلا گیا، نماز جنازہ کا اعلان کردو۔ پھر ہمارے بدن سے خوبصورت لباس اتروا لیا جائے گا اور کفن پہنا دیا جائے گا اور جنازہ تیار کروا دیا جائے گا۔ نماز جنازہ کے بعد ہمارے ناز اٹھانے والے اپنے کاندھوں پر لاد کر ہمیں اندھیری قبر کی طرف لے جائیں گے۔

قبر تیار ہے، کسی نے آواز دی......جلدی قبر میں اتارو، دیر مت کرو...... ہائے دنیا کے نرم و نازک بستر پر لیٹنے والے کو فرش خاک پر لٹا دیا گیا...... حسین و جمیل لباس پہننے والے کو کفن میں لپیٹ دیا گیا...... ایئر کنڈیشن اور پنکھے کے بغیر تڑپ جانے والے کو اندھیری قبر میں جہاں سوئی کے ناکہ کے برابر بھی ہوا یا روشنی داخل ہونے کی جگہ نہیں...... دفن کر دیا گیا...... ناز اٹھانے والے......محبت کرنے والے زور زور سے آوازیں لگا رہے ہیں...... ارے ادھر بھی مٹی ڈالو......ارے ادھر بھی مٹی ڈالو......کوئی جگہ خالی مت چھوڑو......ہمیں اندھیری

قبر میں چھوڑ کر تمام لوگ گھر لوٹ آئے۔

عزیزان گرامی! اب بھی وقت ہے......غفلت کی نیند سے بیدار ہو جایئے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا......اب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے......اب بھی سانسیں چل رہی ہیں......

خدارا! مرنے سے پہلے قبر و آخرت کی تیاری کر لیجئے۔ اگر یہ وقت غفلت میں گزر گیا تو پھر کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی دانشمندی عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اولیاء اللہ کا حافظہ اور قوت

حافظہ بڑھانے والی چیزیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ھٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نمل سے آیت نمبر 40 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کریم نے اپنے بندوں کو کئی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ایسے ایسے

صلاحیت یافتہ انسان کہ جب ہم ان کی خداداد صلاحیتیں دیکھتے ہیں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، انہیں صلاحیتوں میں ایک خداداد صلاحیت انسان کا حافظہ ہے۔ یہ بھی رب کائنات کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ بے مثال قوت حافظہ اور ذہانت اس اُمّت کا خاصہ ہے جسے امام زرقانی علیہ الرحمہ نے بھی بیان فرمایا: امام زرقانی علیہ الرحمہ، زرقانی شریف جلد 7 کے صفحہ نمبر 478 پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کریم نے اس اُمّت کو حفظ اور یادداشت کی وہ غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے جس سے گزشتہ اُمّتیں محروم تھیں۔

محترم حضرات! واقعی یہ ارشاد حق ہے کیونکہ اُمّت مسلمہ میں ہر زمانے میں ایک مخصوص طبقہ ایسا آ رہا ہے کہ جنہیں اللہ کریم قوت حافظہ کی ایسی دولت عطا فرماتا ہے کہ چاروں طرف نہ صرف ان کا شہرہ ہوجاتا ہے بلکہ وہ ایسے حیران کن کارنامے سرانجام دیتے ہیں کہ دنیا انگشت بدنداں (حیران) رہ جاتی ہے۔ اب آپ کی خدمت میں ان ہستیوں کے متعلق بیان کرتا ہوں جن کو رب تعالیٰ نے عظیم الشان حافظہ سے نوازا ہے۔

☆ صرف پڑھ کر سورۂ انعام حفظ کرلی:

حضرت ابوالمعالی محمد بن علی حلبی علیہ الرحمہ کو اللہ کریم نے تیز ترین حافظہ سے نوازا تھا۔ایک مرتبہ آپ علیہ الرحمہ کو کسی نے سورۃ انعام حفظ کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے صرف ایک مرتبہ پڑھ کر یہ سورت حفظ کر لی۔ یاد رہے کہ سورۃ انعام میں 20 رکوع اور 165 آیتیں ہیں اور فقط ایک بار پڑھ کر حفظ کر لینا آپ علیہ الرحمہ کے تیز ترین حافظے کی دلیل ہے۔

(الدرر الکامنۃ، جلد 4، ص 86)

☆ تین دن میں حفظ قرآن:

حضرت ہشام بن محمد کلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے چچا مجھے قرآن مجید حفظ نہ کرنے پر سرزنش (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کیا کرتے تھے۔ایک دن میں اپنے کمرے میں گیا اور یہ قسم کھائی کہ جب تک قرآن پاک یاد نہ کرلوں، باہر نہیں نکلوں گا۔اس طرح میں نے تین دن میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔(المنتظم، جلد 10، ص 140)

☆ پندرہ پاروں کے پیدائشی حافظ:

حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی (تو) تقریب ''بسم اللہ'' مقرر ہوئی، لوگ بلائے گئے، حضرت خواجہ غریب

نواز علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ ''بسم اللہ'' پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو! حمید الدین ناگوری آتا ہے، وہ پڑھائے گا۔ ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ کو الہام ہوا کہ جلد جا! میرے ایک بندے کو ''بسم اللہ'' پڑھا! قاضی حمید الدین ناگوری تشریف لائے اور آپ سے فرمایا: صاحبزادے پڑھیے! بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... اور ساتھ ہی پندرہ پارے زبانی سنا دیئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور خواجہ غریب نواز رحمہم نے فرمایا: صاحبزادے آگے پڑھیئے! فرمایا: میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان (یعنی امی جان) کو یاد تھے۔ وہ مجھے بھی یاد ہو گئے (ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر 481)

☆ قرآن ناظرہ پڑھ کر حفظ ہو گیا:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ کی سیرت میں ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے جب (ناظرہ) قرآن مجید ختم کیا تو اس وقت سارا قرآن آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ (مہر منیر، صفحہ نمبر 65)

☆ ستر ہزار حدیثوں کا کمسن حافظ:

حضرت محمد بن سلام علیہ الرحمہ نے حضرت سلیمان بن مجاہد علیہ الرحمہ سے فرمایا: اگر آپ کچھ دیر پہلے آجاتے تو میں آپ کو وہ بچہ دکھاتا جو ستر ہزار حدیثوں کا حافظ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الرحمہ کے دل میں اس بچے سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، بالاخر اس خوش نصیب بچے جن کا نام امام بخاری علیہ الرحمہ تھا، اس کو ڈھونڈھ لیا اور ملاقات ہوئی تو امام بخاری علیہ الرحمہ سے فرمایا گیا: کیا آپ کو ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں؟ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے عرض کیا: حضور! مجھے ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں اور یہی نہیں بلکہ تمام راوی میں سے اکثر راویوں کی تاریخ پیدائش، رہائش اور تاریخ وفات بھی یاد ہے۔

(ارشاد الساری، مقدمۃ المؤلف، جلد اول، صفحہ نمبر 59)

☆ قرآن سے ہزار سے زائد مسائل نکالتے رہے:

ایک مرتبہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے استاد حضرت امام محمد علیہ الرحمہ کے یہاں ایک رات قیام فرمایا...... جب رات ہوئی تو امام شافعی علیہ الرحمہ نوافل کی ادائیگی کے لیے اللہ کریم کی بارگاہ میں کھڑے ہو گئے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ بستر پر ہی لیٹے رہے...... جب فجر کا وقت ہوا تو امام محمد علیہ الرحمہ نے وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی...... امام شافعی علیہ الرحمہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا......

آپ نے بغیر وضو نماز ادا کرنے کا سبب پوچھا تو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: آپ نے ساری رات نوافل ادا کر کے اپنے لیے عمل کیا جبکہ میں نے نبی پاک ﷺ کی تمام اُمّت کے لیے یہ عمل کیا کہ بستر پر لیٹے لیٹے قرآن مجید سے ایک ہزار مسائل کا حل نکالا۔ یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے لگے: تب سے ہی میں اپنی شب بیداری پر اپنے استاد کی شب بیداری کو ترجیح دیتا ہوں۔

(مناقب الامام الاعظم، جلد2، ص159)

☆صفحہ نمبر اور لائن نمبر بھی یاد تھا:

ایک مرتبہ امیر عبداللہ بن طاہر کے دربار میں امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد حضرت امام اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ کی ایک عالم صاحب سے کسی علمی مسئلہ پر گفتگو جاری تھی۔ اسی دوران ایک کتاب کی عبارت پر دونوں میں اختلاف ہوا تو امام اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ نے امیر عبداللہ بن طاہر سے وہ کتاب منگوانے کے لیے ارشاد فرمایا...... جب کتاب آ گئی تو آپ نے امیر عبداللہ سے فرمایا: اس کتاب کا صفحہ نمبر گیارہ اور لائن نمبر سات ملاحظہ فرما لیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جو میں کہہ رہا ہوں، وہی درست ہے۔ جب امیر عبداللہ نے کتاب کھولی تو صفحہ نمبر گیارہ کی لائن نمبر سات پر آپ کی بات کو درست پایا۔ اس پر وہ بے حد

حیران ہو کر کہنے لگا: میں آپ کے عظیم الشان حافظہ کا تو پہلے ہی سے معترف تھا لیکن اس سے زیادہ مجھے آپ کے اس مشاہدے پر حیرت ہے۔

(تاریخ ابن عساکر جلد 8، ص 127)

ایک مرتبہ حضرت اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ نے اپنے حافظہ کے متعلق ارشاد فرمایا: میں جو بھی سن لیتا ہوں، مجھے وہ چیز یاد ہو جاتی ہے اور میں یاد کی ہوئی کوئی بھی بات، کبھی نہیں بھولتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے ستر ہزار احادیث مبارکہ اس طرح یاد ہیں کہ گویا وہ میرے سامنے لکھی ہوئی ہیں۔

(المنتظم جلد 11، صفحہ نمبر 260)

☆ سونگھ کر دوا کے اجزاء تیار کر لیے:

حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کے دور میں ایک طبیب آنکھ کی بیماری کے لیے خاص دوا دیا کرتا تھا جس سے لوگوں کو جلد شفا مل جاتی تھی۔ جب اس طبیب کا انتقال ہو گیا تو لوگوں کو بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ وہ طبیب کسی خاص طریقے سے دوا بناتا تھا اور کسی دوسرے کو اس کا علم نہ تھا۔ جب حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: اس دوا کا کوئی نسخہ معروف ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! پھر آپ نے پوچھا: کیا وہ برتن موجود ہے جس میں

وہ دوا بنایا کرتا تھا؟ لوگوں نے کہا...... جی ہاں وہ موجود ہے۔ پھر آپ علیہ الرحمہ نے وہ برتن منگوایا اور اسے سونگھنے لگے...... یوں آپ نے سونگھ سونگھ کر اس دوا کے پندرہ اجزاء معلوم کر لیے اور ان اجزاء کو منگوا کر دوا تیار کی۔ جب لوگوں نے اس دوا کو استعمال کیا تو انہیں اسی طرح فائدہ ہوا جس طرح پہلے ہوتا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد اس طبیب کا نسخہ لکھا ہوا مل گیا۔ جب اس نسخے کو حضرت خلیل نحوی علیہ الرحمہ کے نسخے سے ملایا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ طبیب 16 اجزاء سے یہ نسخہ بنایا کرتا تھا اور موجودہ دوا میں سوائے ایک جزء کے باقی پندرہ اجزاء بالکل مواقف تھے۔ (بغیۃ الوعاۃ جلد اول، ص 559)

☆پورا بیان سنا دیا:

تاریخ بغداد جلد 10 کے صفحہ نمبر 164 پر نقل ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے خاص شاگرد حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کے ایک دوست بیان کرتے ہیں: میں اور حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کسی مقام سے گزر رہے تھے۔ قریب ہی ایک بزرگ کسی موضوع پر بیان فرما رہے تھے...... ہم دونوں بھی شریک ہو گئے۔ انہوں نے کافی طویل بیان فرمایا لیکن جب بیان ختم ہوا تو حضرت عبداللہ ابنِ مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا: مجھے پورا بیان یاد ہو چکا

ہے......آپ کی یہ بات سن کر وہاں موجود ایک شخص نے کہا: اگر یہ بات ہے تو ذرا سناؤ......آپ علیہ الرحمہ نے اپنے حافظہ کی بنیاد پر مکمل بیان سنا دیا۔

☆سات دن میں قرآن مجید حفظ کرلیا:

مناقب الامام الاعظم جلد 2 صفحہ نمبر 155 پر نقل ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں امام محمد علیہ الرحمہ نے علم حاصل کرنے کی درخواست کی، کم عمری کی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے آپ کو پہلے قرآن کریم حفظ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا......آپ واپس تشریف لے گئے۔ لیکن سات دن ہی گزرے تھے کہ امام محمد علیہ الرحمہ پھر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے...... امام اعظم نے آپ کو دیکھ کر فرمایا......میں نے کہا تھا کہ آپ پہلے قرآن مجید حفظ کریں پھر آیئے گا؟ آپ نے نہایت ادب سے عرض کی: حضور! میں قرآن پاک سات دن میں حفظ کر چکا ہوں۔

امام اعظم علیہ الرحمہ آپ کی قوت حافظہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو اپنی شاگردی میں قبول فرمالیا۔ یہ وہی امام محمد علیہ الرحمہ ہیں جن کے شاگردوں میں امام شافعی علیہ الرحمہ جیسی ہستیاں شامل ہیں۔ یوں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ کے دادا استاد ہوئے۔

☆اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا حیرت انگیز حافظہ:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 210 پر نقل ہے کہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جواب مکمل کرنے کے لے جزئیات فقہ (یعنی فقہ کی کتابوں سے مسئلوں کے جوابات) کی تلاشی میں جو لوگ تھک جاتے، وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے تو اسی وقت آپ فرمادیتے کہ ردالمحتار، کی جلد فلاں کے فلاں صفحہ پر فلاں لائن میں ان الفاظ کے ساتھ جزیہ موجود ہے۔ درمختار کے فلاں صفحہ پر فلاں لائن میں یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید (یعنی کسی قید کے ساتھ) جلد فلاں کے صفحہ نمبر فلاں پر فلاں لائن میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت مع عبارت مع صفحہ وسطر بتادیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا تو وہی صفحہ وسطر و عبارت پاتے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے زبان سے فرمایا تھا۔

☆ایک رات میں دو جلدیں حافظے میں محفوظ کرلیں:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 213 پر نقل ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (ہند کے ایک علاقے) پیلی بھیت میں حضرت وصی احمد (محدث) سورتی

علیہ الرحمہ کے گھر مہمان تھے، ایک دن دوران گفتگو فقہ کی کتاب ''**عقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة**'' کا ذکر ہوا۔

یہ کتاب محدث سورتی کی لائبریری میں موجود تھی۔ کتاب کا نام سنتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے (یہ کتاب) نہیں دیکھی (بریلی واپس جاتے ہوئے یہ کتاب میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی نے اسے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر اعلیٰ حضرت کو پیش کر دی مگر ساتھ میں یہ بھی فرمایا: جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا۔ اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں مگر میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے میں فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے اسے قبول فرمالیا۔

آپ کی اسی دن بریلی روانگی تھی مگر ایک جاں نثار مرید کی دعوت کی وجہ سے ایک دن مزید قیام کرنا پڑا۔ رات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''**عقود الدریة**'' کا مطالعہ فرمایا جب دوسرے دن بریلی واپس جانے کا وقت آیا تو آپ نے محدث سورتی علیہ الرحمہ کو یہ کتاب واپس کر دی اور ارشاد فرمایا: ارادہ تو بریلی لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا۔ لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی...... اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔

حضرت محدث سورتی نے انتہائی حیرت سے فرمایا......بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہوگیا؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا: اللہ کریم کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی، فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ عمر بھر کے لیے محفوظ ہوگیا۔

☆ایک ماہ میں حافظِ قرآن:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 208 پر نقل ہے کہ حضرت سید ایوب علی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں۔ سید ایوب علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسی روز سے قرآن مجید کا دور شروع کردیا جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا...... روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ یاد فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لیے کہ ان بندگان خدا کا (جو میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، ان کا) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔

☆وراثت کا مسئلہ منٹوں میں حل کردیا:

کتاب تجلیات امام احمد رضا میں یہ واقعہ نقل ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلیفہ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چونکہ میں نے حساب کی تعلیم اسکول سے حاصل کی تھی لہذا حساب کتاب میں مہارت تھی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میراث والے استفتاء میرے سپرد فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرہویں پشت میں درجنوں ورثاء ہوں گے۔ مجھ کو اس کے جواب میں دو رات ایک دن مسلسل محنت کرنی پڑی۔ آنہ پائی سے درجنوں ورثاء کے حق کو قلمبند کیا۔ نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ استفتاء سنا دوں۔ وہ بہت طویل تھا۔ فلاں مرا اور فلاں کو وراثت چھوڑا، پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے۔ صرف ناموں کی تعداد اتنی تھی کہ فل اسکیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے۔ جب میں استفتاء میں پڑھ رہا تھا تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی انگلیاں حرکت میں ہیں۔ ادھر استفتاء ختم ہوا، ادھر بلا کسی تاخیر کے ارشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا ہے پھر درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بتا دیا...... میں حیران و ششدر کہ استفتاء کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا۔ ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب زندہ ورثاء کے نام پوچھے جائیں تو بغیر استفتاء اور جواب دیکھے نہیں بتا سکتا۔ کیا شان ہے اعلیٰ حضرت کی کہ ایک بار استفتاء سنا تو درجنوں ورثاء

کا ایک ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتا دیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کورٹ لیا گیا ہو۔

محترم حضرات! آپ نے بزرگان دین کے حیرت انگیز واقعات سنے، اللہ کریم کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ عقل دنگ حیران رہ جاتی ہے۔ کوئی سورۂ انعام کو صرف پڑھتا ہے تو یاد ہو جاتی ہے۔ کسی بزرگ نے تین دن میں، کسی بزرگ نے سات دن میں، کسی نے ایک ماہ میں اور کسی نے تین ماہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کر لیا اور کسی نے تو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی پندرہ پارے حفظ کر لیے۔ کسی بزرگ نے بہت کم عمر میں ستر ہزار احادیث یاد کر لیں اور ایسے ایسے مفتی، عالم اور مجدد ہیں جن کو کتاب کی جلد نمبر، صفحہ اور لائن بھی یاد ہوتی تھی کہ یہ مسئلہ کس مقام پر ہے۔ یہ ہمارے اکابرین کا حافظہ تھا اور ہمارے حافظہ کا یہ حال ہے کہ صبح ہم نے ناشتہ میں کیا کھایا تھا...... ہم سے کوئی رات کو پوچھے تو سوچ میں پڑ جاتے ہیں...... یعنی ہمیں ناشتہ بھی یاد نہیں رہتا۔ ہم اتنا بھولتے ہیں کہ بعض دفعہ بار بار یاد دلانا پڑھتا ہے، طلباء دو دو تین تین دن یاد کرتے ہیں پھر جب کلاس میں جاتے ہیں، بھول جاتے ہیں۔ ہمارے حافظہ کا بہت برا حال ہے، جن وجوہات کی بناء پر بھولنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے، ان میں سرفہرست گناہ ہے۔ گناہوں کی نحوست ہمارے ظاہر و باطن دونوں ہی کے لیے تباہ کن

ہے، بالخصوص بھولنے کی بیماری کو تقویت دینے والا سب سے بڑا سبب گناہ ہی ہے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ گناہوں سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ والوں کے اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

1......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ بندہ گناہوں کی عادت اپنانے کی وجہ سے نسیان علم (یعنی علم بھول جانے) کا شکار ہوتا ہے (اقتضاء العلوم العمل، صفحہ نمبر 61)

2......حضرت یحییٰ بن یحییٰ علیہ الرحمہ نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں سوال کیا: قوت حافظہ کے لیے مفید ترین چیز کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اے ابوعبداللہ! قوت حافظہ کے لیے سب سے مفید ترین ترک گناہ (یعنی گناہ چھوڑنا) ہے۔ (الجامع فی الحدیث علی حفظ العلم، صفحہ نمبر 89)

3......حضرت وکیع علیہ الرحمہ نے ایک موقع پر فرمایا: گناہ چھوڑ کر قوت حافظہ پر مدد حاصل کرو (روضۃ العقلا، صفحہ نمبر 39)

☆ کن چیزوں سے بھولنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے:

1......حضرت ابراہیم شافعی علیہ الرحمہ نے (بھولنے کی بیماری کی وجوہات کے حوالے سے) تین باتیں ذکر فرمائی ہیں:

☆......ننگے جسم سونا

☆......بکثرت نیند کرنا

☆......چاشت کی وقت سونا (الکشف والبیان ص28)

2......گلاب کے تنکے سے دانتوں کا خلال کرنے سے دماغ کمزور ہوتا ہے (قلائدالعقیان صفحہ نمبر 2)

3......امام شامی علیہ الرحمہ نسیان (یعنی بھولنے کی بیماری) کا سبب بننے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شلوار یا عمامے کو تکیے بنانے سے نسیان (بھول جانے کی بیماری) پیدا ہوتی ہے۔(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ جلد اول، ص428)

4......امام محمد بن یوسف الصالحی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: عمامہ بیٹھ کر باندھنے اور شلوار کھڑے ہوکر پہننے سے محتاجی اور بھول جانے کا مرض پیدا ہوتا ہے۔(سبل الہدی والرشاد جلد 7 ص 282)

5......بدنگاہی نسیان کا سب سے بڑا سبب ہے چونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے لہٰذا بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنے میں عافیت ہے۔اللہ کریم کے خوف سے بدنگاہی نہ کرنے والے کو حلاوت ایمانی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: بدنگاہی شیطان کے تیروں میں

سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو اسے (یعنی بدنگاہی کو) میرے خوف سے چھوڑ دے گا، میں اسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا

(طبرانی معجم الکبیر جلد 10، ص 173)

☆ حافظے کو مضبوط کرنے والے کام:

1...... امام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند مع شکر استعمال کرنا، نہار منہ اکیس دانے کشمش کھانا بھی حافظ کو قوی کرتا ہے اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کو کھانا بھی قوت حافظہ کو قوی کرتا ہے جو کہ بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتی ہیں (راہ علم، صفحہ نمبر 87)

2......امام محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: نبی پاک ﷺ اکثر کدو شریف تناول فرمایا کرتے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کثرت سے کدو تناول فرماتے ہیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک کدو دماغ کو بڑھاتا اور عقل میں اضافہ کرتا ہے۔

(اخلاق النبی وآدابہ، حدیث نمبر 363، ص 126)

3......ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کمزور حافظے کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: گائے کا دودھ استعمال کرو کیونکہ اس سے دل بہادر اور نسیان دور ہوتا ہے۔

(الجامع لاخلاق، صفحہ نمبر 458)

4......امام شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اچھی خوشبو سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اچھی خوشبو لگانے والے کی عقل میں اضافہ ہوتا ہے اور صاف ستھرے کپڑے پہننے والے کے دکھ درد میں کمی آتی ہے (محاضرات الادبار جلد 4، صفحہ نمبر 374)

5......حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لوبیا کھانے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے (سیر اعلام النبلاء جلد 8، صفحہ نمبر 400)

6......حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مہندی سے خضاب کرو، یہ اسلام کا خضاب ہے۔ عقل میں اضافہ کرتا ہے، نظر کو جلا بخشتا ہے، دردسر دور کرتا ہے، مومن کو زینت دیتا ہے، تمہیں چاہیے کہ زرد رنگ (کا خضاب) اختیار کرو کہ یہ ایمان کا خضاب ہے۔ (المنہیات، لمضاب بالسواد صفحہ نمبر 198)

7......امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں۔

☆ فضول گوئی سے بچنا

☆ مسواک کرنا

☆ صالحین کی صحبت اختیار کرنا

☆ علماء کی مجلس میں حاضر ہونا (احیاء العلوم، جلد 2 صفحہ نمبر 27)

9......حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: دوپہر میں سونا عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (آ کام المرجان فی احکام المرجان صفحہ نمبر 176)

10......حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو، اس پر ان شاء اللہ یہ حالت (یعنی بڑھاپے میں بھول جانے کی بیماری) طاری نہ ہوگی

(نور العرفان، پارہ 17، سورۂ حج، تحت الآیۃ نمبر 5)

11...... 41 دن تک روزانہ 21 مرتبہ "**یَاعَلِیْمُ**" پانی پر پڑھ کر پئیں، ان شاء اللہ حافظہ روشن ہو جائے گا۔

محترم حضرات! یہ گیارہ چیزیں حافظے کو مضبوط کرنے کے حوالے سے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں۔ بس دعا صرف اتنی ہے کہ رب کریم ہمیں عمل

کی دولت سے مالا مال فرمائے اور گناہوں سے بچنے میں ہماری مدد فرمائے۔

آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

حلال کی برکتیں

اور حرام کی نحوستیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ سے آیت نمبر 172 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اس کریم پروردگار کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔ انسان، جانور اور دیگر مخلوق چاہے، وہ کہیں بھی ہو، رب تعالیٰ انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔سمندروں میں مچھلیوں اور بلوں میں چیونٹیوں کو رزق عطا فرماتا ہے۔ کسی بھی مخلوق کو رزق سے محروم نہیں فرماتا۔ ہر مخلوق اسی کا دیا ہوا رزق کھاتی ہے حتیٰ کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو رب تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے مگر ایمان والوں کو حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے چنانچہ سورۃ البقرہ آیت نمبر 172 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اس آیت کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا'' کے خطاب میں جن وانس سارے مسلمان داخل ہیں۔فرشتے اس سے خارج کیونکہ فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں مگر جنات کے لیے طیب روزی اور ہے، انسانوں کے لیے کچھ اور ہے۔ان کی طیب روزی کوئلہ وہڈیاں وغیرہ ہیں۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی۔ طیب اور خبیث رزق کی تمیز ختم ہوگئی، بس مال آنا چاہیے۔ حلال ہو یا حرام، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ راتوں رات مالدار بننے کی خواہش نے حلال وحرام کی تمیز ختم کردی مگر یاد رہے برکت صرف اور صرف حلال ہی میں ہے۔ حلال کم ہو مگر برکت والا رزق ہے، حرام زیادہ ہوگا مگر اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اب آپ کی خدمت میں حلال کمانے کے فضائل و برکات اور حرام کمانے کی نحوستیں بیان کرتا ہوں تاکہ حلال روزی کمانے اور حرام سے بچنے کی ہمیں ترغیب نصیب ہو۔

☆ رزق حلال کمانے والا راہ خدا میں ہے:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 137 پر حدیث نمبر 6835 نقل ہے۔ ایک دن صبح سویرے حضور ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ایک طاقتور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو روزگار کے لیے بھاگ دوڑ کرتے دیکھ کر کہا کاش! اس کی جوانی اور طاقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہوتی...... تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا مت کہو! کیونکہ اگر وہ محنت وکوشش اس لیے کرتا ہے کہ خود کو سوال کرنے سے بچائے اور لوگوں سے بے پرواہ ہوجائے تو وہ یقیناً اللہ کریم کی راہ

میں ہے اور اگر وہ اپنے ضعیف والدین اور کمزور اولاد کے لیے محنت کرتا ہے تا کہ انہیں لوگوں سے بے پرواہ کر دے اور انہیں کافی ہو جائے تو بھی وہ اللہ کریم کی راہ میں ہے اور اگر وہ فخر کرنے اور مال کی زیادہ طلبی کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے تو وہ شیطان کی راہ میں ہے۔

☆ چہرہ چودھویں رات کے چاند

حدیث شریف = مصنف ابن ابی شیبہ جلد 5 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 7 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے خود کو سوال سے بچانے، اپنے بال بچوں کے لیے بھاگ دوڑ کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے حلال مال طلب کیا، وہ اللہ کریم سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

☆ بڑا عبادت گزار:

احیاء العلوم جلد دوم کے صفحہ نمبر 231 پر امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر استفسار فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں عبادت کرتا ہوں۔ استفسار فرمایا: تمہاری کفالت کون کرتا ہے؟ عرض کی: میرا بھائی۔ ارشاد فرمایا: تمہارا بھائی تم سے بڑا عبادت گزار

ہے۔

☆شہداء کے درجے میں:

حدیث شریف = امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن الکبریٰ جلد 9 کے صفحہ نمبر 43 پر حدیث نمبر 17824 نقل فرمائی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے اہل وعیال کے لیے رزق حلال کی تلاش کرے تو وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو بقدر کفایت دنیا کی حلال چیزیں حاصل کرے تو وہ شہداء کے درجے میں ہے۔

☆دل روشن ہوجاتا ہے:

حدیث شریف = امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 345 پر نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو چالیس دن تک حلال کھاتا ہے، اللہ کریم اس کا دل روشن فرمادیتا ہے اور اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادیتا ہے

☆بخشش کی نوید:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 337 پر حدیث نمبر 7520 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے رزق حلال کی تلاش میں

تھک کر شام کی، وہ اس حال میں رات گزارے گا کہ بخش دیا گیا ہوگا اور صبح اس حال میں کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا۔

☆مستجاب الدعوات بننے کے لیے:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الاوسط جلد 5 کے صفحہ نمبر 34 پر حدیث نمبر 6495 نقل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں گزارش کی کہ آپ ﷺ بارگاہ رب العزت میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات (یعنی جس کی دعائیں قبول ہوں) بنا دے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے کھانے کو پاکیزہ بناؤ۔ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔

☆حلال کا پہلا لقمہ:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 116 پر ایک بزرگ کا قول نقل کرتے ہیں کہ مسلمان جب حلال کھانے کا پہلا لقمہ کھاتا ہے، اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو شخص طلب (رزق) حلال کے لیے رسوائی کے مقام پر جاتا ہے، اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔

☆عبادت کے نو حصے طلب حلال میں ہیں:

حدیث شریف = قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 472 پر نقل ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبادت کے دس حصے ہیں۔ جن میں سے نو حصے طلب حلال میں ہیں۔

☆ ہاتھوں کی کمائی سب سے بہتر:

حدیث شریف = صحیح بخاری میں حدیث نمبر 2072 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نے بھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی (حلال) محنت سے کما کر کھائے اور اللہ کریم کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 141 پر نقل ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کون سی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور ہر تجارت جو پاکبازی کے ساتھ ہو۔

محترم حضرات! آپ نے حلال روزی کمانے کی فضیلت سماعت فرمائی۔ سبحان اللہ! کیا برکتیں ہیں حلال روزی کمانے کی کہ بندہ اپنے رب کا محبوب بن

جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اس مسلمان کے لیے ہے جو حلال کمائی کے ساتھ ساتھ پنجگانہ نماز باجماعت بھی پابندی سے ادا کرے ورنہ اگر کوئی نمازیں چھوڑ دے اور رات دن مال کمانے میں لگا رہے تو وہ کبھی بھی بیان کردہ برکتوں کو نہیں پا سکتا۔ احادیث میں بیان کردہ برکتیں، فضیلتیں صرف اور صرف انہیں ملیں گی جو رزق حلال کے ساتھ ساتھ فرائض و واجبات کی بھی پابندی کرتا رہے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں سیٹھ صاحب نماز کے لیے چھٹی نہیں دیتے۔ ہمیں اپنی کمپنی کے منیجر نماز کے لیے نہیں جانے دیتے، یاد رہے فرائض و واجبات کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں اگر کسی دکان یا کمپنی میں روکا جاتا ہے تو پھر رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ایسی نوکری چھوڑ دیں۔ رب تعالیٰ ضرور کرم فرمائے گا۔

یہاں ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں کہ جس دکان یا دفتر میں نماز کا وقت دیا جاتا ہے، وہاں لوگ اس کا ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ نماز پڑھنے کے بہانے جا کر بڑی دیر بعد آتے ہیں۔ پوچھنے پر بتاتے ہیں کہ ہم تو نماز کے لیے گئے تھے حالانکہ نماز تو پندرہ یا بیس منٹ میں ختم ہو جاتی ہے مگر ملازمین کافی وقت لگا دیتے ہیں جس سے نماز پر انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ نماز پڑھتے ہی دکان یا دفتر میں آ جائیں۔ اب آپ کی خدمت میں حرام کمائی کی

نحوست اور اس کا وبال احادیث کی روشنی میں پیش کرتا ہوں تا کہ ہمارے مسلمان حلال کو مضبوطی سے تھام لیں اور حرام سے بچ جائیں۔

☆ چالیس دن کی نمازیں نامقبول:

حدیث شریف = فردوس الاخبار جلد 4 کے صفحہ نمبر 343 پر حدیث نمبر 6263 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا، اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی اور اس کی دعا چالیس دن تک نامقبول ہوگی۔

☆ لقمۂ حرام کی سزا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب کے صفحہ نمبر 10 پر نقل فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ انسان کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑتا ہے، زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر اس وقت تک لعنت کرتا ہے جب تک وہ حرام لقمہ اس کے پیٹ میں رہے اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

☆ دعا کی قبولیت میں رکاوٹ:

حدیث شریف = صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ میں حدیث نمبر 1015 نقل ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے دنیا پر مر مٹنے والے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: بعض

اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بکھرے بال، گرد آلود چہرے اور سفر کی مشقت برداشت کرنے والا شخص اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے اور دعا کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! اس کی دعا کیسے قبول کی جائے گی؟ جبکہ اس کا کھانا حرام، لباس حرام اور غذا حرام ہے۔

☆حرام کمانے والے کا نہ فرض قبول نہ نفل:

حدیث شریف = امام ذہبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الکبائر کے صفحہ نمبر 134 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیت المقدس پر اللہ کا ایک فرشتہ ہے، جو ہر رات ندا دیتا ہے کہ جس نے حرام کھایا۔ اس کے نفل قبول ہیں، نہ فرض۔

☆نماز قبول نہ ہوگی:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 2 کے صفحہ نمبر 417 پر حدیث نمبر 5736 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم میں کپڑا خریدا اور اس کی قیمت میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس (کے جسم) پر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔

☆آگ اس کی زیادہ حقدار ہے:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب السفر میں حدیث نمبر 614 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر وہ گوشت (جسم) جو حرام سے پروان چڑھے آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

☆حرام کمانے والے کے لیے جہنم کا دروازہ:

حدیث شریف = قوت القلوب جلد 2 کے صفحہ نمبر 475 پر نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کہاں سے مال کمایا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے۔

☆دھوکا وخیانت سے محفوظ تجارت:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 6 کے صفحہ نمبر 112 پر حدیث نمبر 17266 نقل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے، جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی اور دھوکا و خیانت سے محفوظ تجارت سے کھائے۔

محترم حضرات! آپ نے مال حرام کی نحوست دیکھی کہ حرام کھانے والے کی نہ نمازیں قبول ہوتی ہیں، نہ فرض قبول ہوتے ہیں، نہ نفل قبول ہوتے ہیں۔ معلوم

ہوا حرام کمانے اور کھانے والا اگر نمازی ہو، حافظ ہو، حاجی ہو اور خوب صدقات و خیرات کرتا ہو، اس کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ حدیث شریف میں ایسے شخص کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے۔

☆ مال حرام کے سبب تمام نیکیاں ختم:

حدیث شریف = امام ذہبی علیہ الرحمہ کتاب الکبائر کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی، یہاں تک کہ ان کو لایا جائے گا تو اللہ کریم ان کی نیکیوں کو اڑتی ہوئی خاک کی طرح کردے گا پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزہ رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں حرام چیز پیش کی جاتی، تو لے لیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو مٹادے گا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث پاک سماعت کی، عبرت کا مقام ہے، اتنی نیکیاں ہونے کے باوجود جہنم میں ڈالا جائے گا۔ وجہ صرف اور صرف مال حرام، پہاڑوں کے برابر ساری نیکیاں خاک کردی جائیں گی مگر افسوس کہ آج ہم

مسلمانوں میں حلال وحرام کی تمیز ختم ہوگئی۔

☆اہل خانہ کی وجہ سے حرام کی طرف:

حدیث شریف = کتاب الزہد الکبیر میں امام بیہقی علیہ الرحمہ حدیث نمبر 439 نقل فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی، ماں، باپ اور اولاد کے باعث ہوگی۔ وہ اسے مفلسی کی عار دلائیں گے اور ایسے کام کرنا پڑیں گے جو اس کے بس سے باہر ہوں گے اور وہ ایسے راستوں پر چل پڑے گا جن میں اس کا دین چلا جائے گا اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث شریف کو پیش نظر رکھ کر موجودہ دور کو دیکھئے، مجھے کئی بار ایسے لوگ ملے جو یہ بات بتاتے ہیں کہ میں کئی برس سے ایمانداری کے ساتھ نوکری کررہا ہوں، اولاد اب جوان ہوگئی ہے۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ ابا! تم اتنے برس سے نوکری کرتے ہو، ہم وہی پرانے گھر میں رہتے ہیں۔ تم ایمانداری میں رہ گئے۔ تم نے کچھ نہیں بنایا، فلاں کو دیکھو بنگلے اور کروڑوں کے فلیٹ بنالیے۔ گاڑی خرید لی اور آپ وہیں کے وہیں ہیں۔ یہ کہہ کر بیوی، بچے اور والدین اس کو عار دلاتے ہیں بالآخر وہ حرام کی طرف بڑھتا ہے۔ حرام کماتا ہے،

حرام کھاتا اور کھلاتا ہے اور یوں تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

☆خوف خدا ختم کرنے والا کھانا:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 2 کے صفحہ نمبر 352 پر نقل فرماتے ہیں: ایک نیک آدمی کسی ابدال کے پاس کھانا لے کر گیا مگر انہوں نے نہ کھایا۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا: ہم صرف حلال کھاتے ہیں، اسی کی وجہ سے ہمارے دل سیدھے رہتے ہیں اور ہم ہمیشہ ایک حالت میں رہتے ہیں اور غیبی دنیا کے سربستہ راز ظاہر کرتے ہیں اور آخرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ہم تین دن تک وہ کھانا کھالیں جو تم کھاتے ہو تو علم الیقین کے جس مقام پر ہم فائز ہیں، اس پر برقرار نہیں رہیں گے اور ہمارے دلوں سے خوف خدا اور مشاہدہ ختم ہو جائے گا۔ اس شخص نے عرض کی: میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں اور ہر ماہ تیس قرآن مجید ختم کرتا ہوں تو ابدال نے اپنے پاس موجود جنگلی ہرن کے دودھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ مشروب جو تم دیکھ رہے ہو، اسے میں رات کو پیتا ہوں۔ یہ مجھے تمہارے 300 رکعات نماز میں 30 بار قرآن کریم ختم کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

محترم حضرات! ہمارے اسلاف کس قدر حلال اور حرام میں احتیاط کرتے

تھے، وہ ہمیشہ پاک اور طیب غذا کھایا کرتے تھے مگر ایک ہم ہیں جو مال میں ملاوٹ کرتے ہیں، وزن پورا نہیں کرتے، جعلی ادویات بیچتے ہیں، تاریخ میعاد کو مٹا کر اشیاء فروخت کرتے ہیں۔ پاکستانی چیز کو جاپانی اور کوریا کی کہہ کر بیچتے ہیں، گاہک کا دھیان ادھر ادھر ہو جائے تو اچھے مال کے ساتھ عیب والا مال بھی ڈال دیتے ہیں، کوئی مشینی چیز ہمارے پاس مرمت کے لیے آتی ہے تو اس کے جاپانی انجن یا بیٹری نکال کر پاکستانی بیٹری لگا کر اوپر سے رقم بھی وصول کرتے ہیں۔ سیونگ اکاؤنٹ میں پیسے رکھ کر خوب سود کھاتے ہیں، کاروبار میں خوب سود کا لین دین کرتے ہیں، مال امپورٹ کرتے ہیں تو ڈیوٹی چوری کرتے ہیں، پوری ڈیوٹی ادا نہیں کرتے، ٹیکس چوری کرتے ہیں، ملازم ہے اور مالک نے کوئی چیز مارکیٹ سے منگوائی تو ملازم زیادہ ریٹ کا بل بنوا کر مالک کو دھوکا دیتا ہے۔ کپڑا بیچنے والا کھینچ کھینچ کر کپڑا ناپ کر بیچتا ہے۔ چپل اور جوتوں کے ڈبوں سے اصل سائز کا اسٹیکر لگا کر جیسے تیسے چپل اور جوتے گاہک کے پاؤں میں گھسیڑ دیتے ہیں، قرض کے بہانے رقم بٹور کر پیسہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ کوئی اگر کسی کام کے کرنے کے لیے پیسے دے تو کھا جاتے ہیں۔ سرکاری ملازمین ہیں تو صرف دفتر میں حاضری لگا کر گھر آ کر آرام کرتے ہیں اور بعض سرکاری ملازمین نے تو ایسی سیٹنگ کی ہوئی ہے کہ وہ تو حاضری لگانے بھی نہیں جاتے، کوئی اور لگا لیتا ہے۔ اداروں میں کام

کرنے والے تنخواہ کے علاوہ کھانچے مار مار کر رقم بٹورتے ہیں۔ رشوت کا لین دین کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی ایسے راستے ہیں جو حرام کی طرف جاتے ہیں لہذا ان تمام چیزوں سے بچنا چاہیے تا کہ حرام کا لقمہ ہمارے پیٹ میں نہ جائے۔

حرام کی نحوستوں میں سے ایک بڑی نحوست جو دنیا میں آدمی دیکھتا ہے، وہ یہ ہے کہ حرام کا پیسہ بیماریوں میں، ڈکیتیوں میں اور دیگر مصیبتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ حرام کا مال راس نہیں آتا، یہ تو دنیاوی چھوٹا سا وبال ہے، اس کے علاوہ وبال الگ ہیں۔

رب تعالیٰ ہم سب کو حلال روزی کے آسان ذرائع عطا فرمائے اور لقمۂ حرام سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

رشوت کی نحوستیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے آیت نمبر 29 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے حلال طیب رزق میں خوب برکت رکھی ہے۔حلال تھوڑا ہو مگر بابرکت ہوتا ہے۔حرام کثیر ہو،مگر اس میں برکت نہیں ہوتی،حرام سے پرورش پانے والا اللہ تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے،موجودہ دور میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد حرام میں مبتلا ہے۔مختلف لوگ حرام کی مختلف اقسام میں مبتلا ہیں کیونکہ حرام کی کئی اقسام ہیں۔ان میں سے ایک معروف قسم رشوت بھی ہے، یہ بھی معاشرے میں عام ہو چکی ہے۔لوگ جس سیٹ یا جس عہدہ پر متمکن ہوتے ہیں،اس کی ان کو تنخواہ ملتی ہے اور ساتھ ہی اس عہدہ کی مراعات سے بھی خوب مستفیض ہو رہے ہوتے ہیں اور جس کام کے لیے ان کی تعیناتی ہوئی، وہی کام کرانے لوگ جب ان کے پاس جاتے ہیں تو کچھ دیئے بغیر ان کا کام ہونا بہت مشکل ہوتا ہے،کوئی تو برملا مانگ لیتا ہے۔کوئی اسے چائے پائی کا نام دیا ہے، جب ان کو کہا جائے تو کہتے ہیں: یہ ہمارا حق ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ تمہارا حق ہے تو جو حکومت کی طرف سے تمہیں ملتا ہے، وہ کیا ہے۔اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سب سے پہلے ہم رشوت کی تعریف رشوت کے اصطلاحی معنیٰ، قرآن مجید اور احادیث میں رشوت کی مذمت ہمارے علم میں ہونی چاہئے کہ ہم اس گناہ سے بچیں۔ان سب سے پہلے رشوت کی تعریف سنتے ہیں۔

☆ رشوت کی تعریف:

لغت میں اس کا معنی مزدوری (کمیشن) کے ہیں۔اصل میں چوزہ جب اپنی ماں کی طرف اپنا سر اس لیے بڑھائے تاکہ وہ اسے چوگا دے، تو اسے عربی میں کہا جاتا ہے "**رَشَاالْفَرْخُ**" یعنی چوزے نے اپنی ماں کی طرف دانا کھانے کے لیے سر بڑھایا۔

(فی بیان الرشوۃ واقسامہا للقاضی وغیرہ، ص13)

☆ اصطلاحی معنیٰ:

وہ مال وغیرہ جسے کوئی شخص کسی حاکم وغیرہ کو اس لیے دے تاکہ وہ فیصلہ اس کے حق میں دے دے، یا جو وہ چاہتا ہے، اس کے بدلے اس سے کروالے۔

(فی بیان الرشوۃ واقسامہا للقاضی وغیرہ، ص13)

☆ رشوت اور ہدیہ میں فرق:

امام ابونصر بغدادی علیہ الرحمہ نے شرح قدوری میں ذکر کیا ہے، رشوت اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ آدمی رشوت اپنی مدد کروانے کے لیے دیتا ہے، جبکہ ہدیہ میں کوئی شرط نہیں ہوتی۔

اب قرآن مجید سے رشوت کی مذمت سنتے ہیں۔

القرآن: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سورۂ نساء، آیت نمبر 29)

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

امام قاضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: باطل سے مراد وہ ہے جسے شریعت نے ناجائز کیا ہو، جیسے غصب، سود اور جوا۔ قرآن مجید میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 188 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔

امام بقاعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں ''تُدْلُوْا بِهَا'' کا معنی ہے کہ تم لوگ حکام

کے پاس خفیہ مال بطور رشوت لے کر نہ جاؤ، کہ یہ رشوت بصیرت کو اندھا کر دینے والی ہے۔

اب احادیث کی روشنی میں رشوت کی مذمت بیان کرتا ہوں تا کہ بات آپ کے ذہنوں میں باآسانی بیٹھ جائے۔

☆رشوت دینے، لینے والے اوران کے دلال پرلعنت:

حدیث شریف = مسند امام احمد جلد 5 کے صفحہ نمبر 279 پر حدیث شریف نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت رشوت دینے والے اور لینے والے اوران کے دلال پر۔

☆رشوت لینے اور دینے والے دونوں جہنمی:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب جلد 3 کے صفحہ نمبر 180 پر حدیث شریف نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

☆کب رشوت دینا جائز ہے؟

درمختار وردالمحتار میں ہے: اگر جان و مال آبرو کے تلف یا نقصان ہونے کا

اندیشہ ہو، ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمے اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہوجائے، ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے۔ مگر رشوت لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو، جیسے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سربازار کسی کو گالی دینے یا بے عزتی کرنا، ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اس نیت سے کچھ دے دینا کہ ایسی حرکتیں نہ کرے (اپنی زبان بند رکھیں) جائز ہے۔ ایسی صورت میں رشوت دینا جائز ہے مگر لینا جائز نہیں۔

☆ رشوت قوم کے وقار کو ختم کردے گی:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل کی جلد 9 میں حدیث شریف نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں زنا ظاہر ہوگا، وہ قحط میں مبتلا ہوگی اور جس قوم میں رشوت کا ظہور ہوگا، وہ (دوسری اقوام کے) رعب میں گرفتار ہوگی۔ (الترغیب والترہیب (مترجم) جلد دوم، صفحہ نمبر 131، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

☆ فیصلہ کرانے میں رشوت:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب (مترجم) جلد دوم کے صفحہ نمبر 131 پر حدیث پاک نقل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے کوئی فیصلہ کرانے میں رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو رشوت کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں، بے قصور غریب ہے، مجرم مالدار ہے، مگر وہ رشوت کی بنیاد پر اپنے آپ کو چھڑوالیتا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ کو روزانہ کورٹ، کچہریوں میں یہ مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

☆ قیامت کے دن ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے:

حدیث شریف =الترغیب والترہیب (مترجم) جلد 2 کے صفحہ نمبر 131 پر حدیث شریف نقل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس افراد کا (بھی) حاکم بنا، پھر ان کے درمیان فیصلے کرتا رہا۔ لوگوں نے اس کے فیصلے پسند کیے ہوں یا ناپسند، (قیامت کے دن) اسے اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔ اب اگر (دنیا میں فیصلہ کرتے وقت) اس نے عدل کیا ہوگا، رشوت

نہیں لی ہوگی اور ظلم نہیں کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو آزاد فرمادے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے نازل فرمودہ احکام کے خلاف فیصلہ کیا ہوگا، رشوت وصول کی ہوگی اور ناانصافی کی ہوگی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے ساتھ باندھا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو یہ جہنم کی تہہ تک پانچ سو سال میں نہ پہنچ سکے گا (اس سے زیادہ عرصہ گرتا ہی چلا جائے گا)

شیخ ابراہیم بن نجیم المصری علیہ الرحمہ اپنی کتاب فِی بَیَانِ الرِّشْوَۃِ میں فرماتے ہیں کہ رشوت لینا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے۔ لینے والا حرام خور ہے، مستحق سخت عذاب جہنم ہے، رشوت دینا اگر مجبوری کی وجہ سے ہو، مثلاً اپنے اوپر سے ظلم کو دور کرنے کے لیے ہو تو حرج نہیں اور اپنا آتا وصول کرنے کو ہو تو حرام ہے اور لینے دینے والے دونوں جہنمی ہیں اور دوسرے کا حق دبانے یا اور کسی طرح ظلم کے لیے رشوت دے تو سخت تر حرام اور مستحق اشد غضب وانتقام ہے۔

☆ رشوت کو اپنا حق سمجھنا کیسا ہے؟

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ کسی نے پوچھا۔ رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری سے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا۔ پھر جب چوہدری کا بہت اصرار ہو تو اس نے سب دے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ

کہ خوشی سے دیتا ہوں، جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا؟ اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا، اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی؟

جواب: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے، جہاں تک نہی شرعی (یعنی شرعی ممانعت) نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے، وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی۔ مجمع الزوائد میں صحیح حدیث میں فرمایا: رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

چودھری جو صلح ہوجانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں، وہ رشوت نہیں ہے بلکہ ایک جائز اجرت ہے۔ جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے، یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا...... ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقتاً خوشی سے نہ ہو، اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں، مگر شریعت مطہرہ میں زبان **مظہر مافی الضمیر** مانی گئی ہے۔ وہ جو کچھ ہے، قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں، صریح تصریح ہے۔

☆رشوت عام ہو چکی ہے:

محترم حضرات! آپ نے رشوت کی نحوستیں احادیث کی روشنی میں سماعت فرمائیں۔اس کے بعد کچھ مسائل بھی سنے،موجودہ دور میں ایسا لگتا ہے کہ اکثر کاموں میں رشوت لازمی قرار دے دی گئی ہے اور اس کا نام بھی اب بدل دیا گیا ہے۔کہیں تحفہ کہہ کر،کہیں چائے پانی،کہیں بچوں کی مٹھائی اور کہیں اپنا حق کہہ کر وصول کی جاتی ہے۔صرف ایک سینٹرل جیل میں کسی ایک قیدی سے ملنے جائیں تو قیدی تک پہنچنے میں آٹھ مقامات پر چائے پانی وصول کیا جاتا ہے اور باقاعدہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چائے پانی کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔

کسٹم ہاؤس آپ جائیں تو وہاں بھی یہی حال ہے کہ ہر کاؤنٹر پر کچھ نہ کچھ جناح صاحب دینے ہی پڑتے ہیں اور بالاخر کلکٹر آف کسٹم کو بڑی اماؤنٹ (بڑی رقم) دینی پڑتی ہے جو کہ کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔

قتل کا مجرم اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے رشوت دے کر باعزت بری ہو جاتا ہے اور جس پر فقط الزام ہے،بے قصور ہے،وہ رشوت نہ دینے کی وجہ سے جیل میں چکی پیستا رہتا ہے۔سالہا سال تک جیل میں سڑتا رہتا ہے۔اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔معلوم ایسا ہوتا ہے جیسے رشوت دے کر انسان ہر چیز خرید

سکتا ہے، گواہ خرید سکتا ہے۔ پولیس والوں کو خرید سکتا ہے، پورا تھانہ خرید سکتا ہے، جج خرید سکتا ہے اور بہت کچھ خرید سکتا ہے۔ بس رشوت بھاری بھر کم ہونی چاہیے۔

آپ راستے سے گزریں تو سڑکوں پر ٹریفک پولیس والے عوام کو روکتے ہیں اور یہ مناظر دنیا دیکھتی ہے کہ جیسے ہی ٹریفک پولیس والے نے ہاتھ دیا، گاڑی والا اپنی حیثیت کے مطابق پچاس یا سو کا نوٹ ہاتھ میں رکھ لیتا ہے اور جیسے ہی ٹریفک پولیس کے قریب پہنچتا ہے، وہ نوٹ پکڑا کر آگے نکل جاتا ہے۔

آپ کو سرکاری ملازمت چاہیے تو رشوت دینی ہوگی۔ آپ کو اپنی اولاد کو اچھے نمبروں سے کامیاب کروانا ہے تو آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ آپ کو حج اور عمرہ کا کوٹہ چاہیے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ اپنا کام جلدی کروانا ہے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ خواری سے بچنا ہے، رشوت دینی ہوگی۔ جلدی شناختی کارڈ بنوانا ہے، رشوت دینی ہوگی۔ نادرا کا نکاح نامہ، برتھ سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ آپ کو جلدی بنوانا ہے، آپ کو رشوت دینی ہوگی۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی کام بغیر رشوت کے جلدی ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر طرف رشوت کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف حرام خوری پھیلی ہوئی ہے۔ اب آپ بتائیے کہ جہاں یہ حال ہو، وہاں روزی میں برکت کہاں ہوگی؟ وہاں بیماریاں کہاں جان چھوڑیں گی؟ وہاں مصیبتیں اور پریشانیاں کہاں جان

چھوڑیں گی؟ وہاں راحت وسکون کہاں ہوگا؟ یہ تو دنیاوی نحوستیں ہیں۔آخرت کا وبال تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔کون ہے جو جہنم کا عذاب سہہ سکے؟ ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ معمولی سی گرمی بھی ہم سے برداشت نہیں ہوتی۔گرم پتیلی پر ہاتھ یا انگلی لگ جائے تو ہماری چیخ نکل جاتی ہے۔ہم جہنم کا عذاب کیسے برداشت کرسکیں گے؟

آیئے توبہ کرلیجئے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، جلدی کیجئے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف کرنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام برائیوں سے خصوصا رشوت جیسی نحوست سے محفوظ فرمائے۔آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ریاکاری (دکھاوا)
کے نقصانات اور
اخلاص کی برکتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۝ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ۝

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ماعون سے آیت نمبر 4 تا 7 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

معاشرتی برائیوں نے جہاں مسلمانوں کو سخت نقصان کی طرف دھکیلا ہوا ہے، وہیں ایک مہلک برائی ریا کاری یعنی دکھاوا بھی ہے۔ ریا کاری کا مرض دن بدن تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ موجودہ پرفتن دور میں ہر خاص و عام اس برائی میں مبتلا ہے۔ کوئی کم مبتلا ہے، کوئی بہت زیادہ مبتلا ہے۔ وہی محفوظ ہے جس کے دل میں اخلاص کی دولت ہے جس کے اعمال میں للٰہیت ہے، جس کی عبادت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے۔ بقیہ ہر خاص و عام ریا کاری کے ذریعہ اپنے اعمال برباد کر رہے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ریا کاری کو بہت بڑی تباہ کاری ارشاد فرمایا۔ چنانچہ سورۂ ماعون میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 264 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ-كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔

تیسرے مقام پر سورۂ نساء کی آیت نمبر 38 میں ارشاد فرمایا:

القرآن: وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا

ترجمہ: اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے، اللہ اور نہ قیامت پر، اور جس کا صاحب شیطان ہوا، تو کتنا برا مصاحب ہے۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی آیات سماعت فرمائیں اور ریاکاری کی تباہ کاری کو بھی سماعت فرمایا۔ اس کے علاوہ احادیث میں بھی ریاکاری کی سخت مذمت بیان فرمائی گئی ہے اور ہمارے آقا ومولا ﷺ نے

اپنے غلاموں کو ریا کاری سے بچنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے۔ اب آیئے آپ کی خدمت میں ریا کاری کے وبال کے متعلق احادیث پیش کرتا ہوں جنہیں سن کر ہم سب اپنی اپنی اصلاح کریں اور اس برائی سے بچیں۔ آیئے سب سے پہلے ریا کاری کی تعریف سنتے ہیں۔

☆ریا کاری کی تعریف:

ریاء کے لغوی معنی دکھاوے کے ہیں۔ ریا کاری کی تعریف کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا، گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزت وغیرہ دیں۔ (الزواجر جلد 1 ،صفحہ نمبر 76)

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حدیث نمبر 4213 نقل کیا ہے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس رونے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے اپنی اُمّت پر شرک کا خوف ہے۔ سنو! وہ سورج، چاند، پتوں اور پتھروں کی پوجا تو نہیں کریں گے لیکن اپنے اعمال میں

دکھاوا کریں گے۔

☆جس کو دکھانے کے لیے عمل کیا،

اجر بھی اسی سے لے لو:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الکبیر میں حدیث پاک نقل کرتے ہی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اپنے اعمال کو لے کر آئیں گے تو ریا کاروں سے کہا جائے گا، ان کے پاس جاؤ جن کے لیے تم ریا کاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔

☆ریا کار حافظ، شہید اور سخی کا انجام:

حدیث شریف = ترمذی شریف حدیث نمبر 2389 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن رب تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ان پر تجلی فرمائے گا۔ اس وقت ہر اُمّت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی۔ سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا، ان میں ایک حافظ، دوسرا شہید اور تیسرا سخی ہوگا۔

رب تعالیٰ حافظ سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے اپنا رسول پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

پھر تونے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: یارب! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں کہ فلاں شخص قاری قرآن ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر سخی کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا۔ کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو اتنا وسیع نہ کیا کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونے دیا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تونے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا اور تیری راہ میں صدقہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے، پھر رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر راہ خدا میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: تجھے کیوں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں تیری راہ میں لڑتا رہا اور بالآخر اپنی جان دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے۔ اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا

ہے...... پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا (اب میرے پاس کچھ نہیں ہے)

پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

محترم حضرات! آپ نے حدیث شریف سنی۔ ساری زندگی محنت کر کے جو حافظ بنا، دوسرا میدانِ جنگ میں لڑتے لڑتے مارا گیا اور تیسرا جو کہ ساری زندگی اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتا رہا مگر دکھاوے کی وجہ سے وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ یہ ہے ریا کاری کی تباہ کاری...... جس نے تینوں کے اعمال غارت کر دیے، اس مضمون کو دوسری حدیث شریف میں بھی بیان فرمایا گیا۔

☆ ریا کاری سے سارے اعمال برباد:

حدیث شریف = امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنی مصنف میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے عمل میں ریا کاری کی، اس کا سارا عمل برباد ہو گیا۔

☆ رائی کے دانے کے برابر ریا:

حدیث شریف = الترغیب والترہیب، کتاب الاخلاص جلد اول کے صفحہ نمبر 47 پر حدیث نمبر 54 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہو۔

☆جہنم کی ایک وادی:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 12 کے صفحہ نمبر 136 پر حدیث نمبر 12803 نقل ہے۔نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ وادی اُمّتِ محمدیہ کے ان ریا کاروں کے لیے تیار کی ہے جو قرآن پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لیے صدقہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے گھر کے حاجی اور راہ خدا میں نکلنے والے ہوں گے۔

☆ریا کار کی تین نشانیاں:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 879 پر نقل کرتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ریا کار کی تین نشانیاں ہیں۔

1......تنہائی میں سستی کرتا ہے۔

2......لوگوں کے سامنے چست (تر و تازہ) رہتا ہے۔

3...... جب اس کی تعریف کی جائے، تو زیادہ عمل کرتا ہے اور مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کرتا ہے۔

محترم حضرات! مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ہمیں کسوٹی عطا فرمادی۔ اب ہم سب اپنے گریبان میں جھانکیں، کہیں ان میں سے کوئی نشانی ہم میں تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو توبہ کریں اور اس چیز کو اپنے اندر سے نکال دیں تاکہ ہم ریاکاری کی تباہ کاری سے بچ جائیں۔

☆ قیامت کے دن ریاکاروں کے نام:

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 880 پر نقل ہے۔ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ریاکار کو چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے ریاکار!، اے دھوکے باز!، اے نقصان اٹھانے والے!، اے بدکار!...... جا اور اپنا ثواب اس سے لے جس کے لیے تو نے عمل کیا ہے۔ ہمارے پاس تیرے لیے کوئی اجر نہیں۔

محترم حضرات! ہائے ہمارا کیا بنے گا؟ روز محشر ہمارا کیا ہوگا؟ آج ہم نمازیں، روزے، زکوۃ، صدقات، خیرات، حج، تبلیغ دین اور دیگر اعمال میں ریاکاری شامل کر لیتے ہیں۔ روز محشر اگر ہمیں یہ کہہ دیا گیا کہ جاؤ جن کو دکھانے

کے لیےتم اعمال کرتے تھے،انہی سے اجر لےلوتو ہمارا کیا ہوگا۔ہم کہاں جائیں گے۔کس سے فریادکریں گے۔

☆ریاکار کی مثال:

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 369 پر ریاکاری کو اس مثال سے سمجھاتے ہیں مثلا کوئی شخص سارا دن بادشاہ کے سامنے کھڑا رہے جس طرح خدام کی عادت ہوتی ہے،لیکن اس کا مقصود بادشاہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس کی کسی کنیز کو دیکھنا ہوتو یہ(یعنی اس شخص کا کھڑا ہونا) بادشاہ کے ساتھ یقینا مذاق ہے......تو اس سے زیادہ قابل حقارت ونفرت اور کیا بات ہوگی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے کمزورولا چار بندے کو دکھانے کے لیے کرے جو اس کو بالذات (یعنی ذاتی طور پر) نہ نفع پہنچا سکتا ہو نہ نقصان۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم جلد 3 کے صفحہ نمبر 880 پر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔جب بندہ دکھلاوا کرتا ہے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے،میرے بندے کو دیکھو،میرے ساتھ ٹھٹھا یعنی مذاق کرتا ہے۔

محترم حضرات!آج ہمارا حال ایسا ہو چکا ہے کہ اگر ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور دوران نماز ہمیں معلوم ہوجائے کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم اپنی نماز کو اچھا

کر لیتے ہیں۔ نہایت ہی نیچی نگاہیں کیے اپنی نمازوں کو عاجزی و انکساری والا بنا دیتے ہیں۔ لوگ اگر دیکھ رہے ہوں تو ہاتھ میں تسبیح لے کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ سیٹھ صاحب سخاوت کریں تو میڈیا اور پرنٹ میڈیا پر تصویر آنی چاہیے۔ اگر مسجد میں کچھ صدقہ دے دیا تو امام صاحب سے کہیں گے، میرا نام لے کر جمعہ میں دعا کروا دیجئے گا۔ فلاحی ادارے والے راشن تقسیم کریں تو لازمی اخبارات میں تصویر آنی چاہیے۔ جب تک کیمرہ اسٹارٹ نہیں ہوتا، اس وقت تک نہ نعت شروع کرتے ہیں، نہ بیان شروع کرتے ہیں۔ کوئی نیک کام کریں تو فیس بک، واٹس اپ یعنی سوشل میڈیا پر تصویر آنی چاہیے۔ کوئی اچھا کام کیا تو دل مچل رہا ہوتا ہے کہ جلد از جلد لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مابدولت نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ بیان کیا تو دل خواہش کرتا رہتا ہے کہ جلد از جلد لوگ تعریف کریں، علم حاصل کر لیا تو اب سب کو معلوم ہو جائے کہ میں علامہ ہوں۔ حافظ قرآن بن گیا تو بس سب کو معلوم ہو جائے کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ حج کر لیا تو فوراً اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ میں حاجی ہوں۔ الغرض کہ کوئی نیکی نہیں چھپتی، حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ اپنے کلام میں اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

نفس بدکار نے دل پر یہ قیامت توڑی

عمل نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا

محترم حضرات! ہم تمام نیک کام کرنے والوں پر ریاکاری کا حکم نہیں لگاتے۔ یہ عبادات نیتوں پر مبنی ہوتی ہیں۔ ہر مسلمان اپنی اپنی نیتوں پر غور کرلے اور خود ہی اپنی اصلاح کرلے، بس یہ یاد رکھئے گا کہ ریاکاری یعنی دکھاوے میں تباہ کاری ہی تباہ کاری ہے۔ کامیابی اور محشر میں بلند وبالا مقام صرف مخلص مسلمان کے لیے ہے جن کے دل میں اخلاص ہوگا، وہی دل مقام بارگاہ خدا ہے۔ اب آیئے اخلاص کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

☆اخلاص کے بغیر ثواب نہیں ملتا:

اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ

ترجمہ: جو آخرت کی کھیتی چاہے، ہم اس کے لیے کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے، ہم اسے اس میں کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ نہیں۔

تفسیر نورالعرفان سے اس آیت مبارکہ کے مختلف حصوں کی تفسیر سماعت

فرمائیں (جو آخرت کی کھیتی چاہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول پاک ﷺ کی خوشنودی چاہے، ریا کے لیے اعمال نہ کرے (ہم اس کی کھیتی بڑھائیں) یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے۔ نیک کام آسان کر دیں گے۔ اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے (اور جو دنیا کی کھیتی چاہے) کہ محض دنیا کمانے کے لیے نیکیاں کرے، عزت و جاہ (اور شہرت و واہ واہ) کے لیے عالم، حاجی بنے (مال) غنیمت (پانے) کے لیے غازی (بنے)، (اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کیونکہ اس نے آخرت کے لیے عمل کیے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا مگر ثواب نہ ملے گا۔ اس لیے "فِی الْاٰخِرَةِ" (یعنی آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کی قید لگائی۔

☆مخلص کے اعمال کو اللہ تعالیٰ مشہور کر دیتا ہے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 4 کے صفحہ نمبر 57 پر حدیث نمبر 11230 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہونا ہو کر رہے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 7 کے صفحہ نمبر 145 پر فرماتے ہیں کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے ثواب کیوں برباد کرتے ہو! تم اخلاص سے نیکیاں کرو، خفیہ (یعنی چھپ کر عبادت) کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خودبخود لوگوں کو بتادے گا۔ لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مجرب (یعنی آزمایا ہوا) ہے۔ بعض لوگ خفیہ (یعنی چھپ کر) تہجد پڑھتے ہیں۔ لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں۔ تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہوجاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو (یعنی دیکھا جا) رہا ہے۔ لوگ حضور غوث پاک اور خواجہ اجمیری رحمہم اللہ کو ولی اللہ کہتے ہیں کیونکہ رب کہلوارہا ہے۔ یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔

انسان مخلص کب ہوتا ہے۔ اس بارے میں اسلاف کرام کے چار اقوال سماعت فرمائیں۔

1......حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا۔ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: جب شیر خوار (یعنی دودھ پیتے) بچے کی طرح اس کی عادت ہو، شیر خوار بچے کی کوئی تعریف کرے تو اسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو بری نہیں لگتی۔ تو جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اسی طرح

انسان جب اپنی تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جا سکتا ہے (تنبیہ المغترین، ص 24)

2...... حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا: آدمی کو کس طرح معلوم ہو کہ وہ مخلص ہے؟ فرمایا: جب وہ اعمال صالحہ (یعنی نیکیوں) میں پوری کوشش صرف کر دینے کے باوجود اس بات کو ناپسند کرے، میں معزز (یعنی عزت والا) نہ سمجھا جاؤں۔

(تنبیہ المغترین، ص 23)

3...... کسی امام سے پوچھا گیا: مخلص کون ہے؟ فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنی برائیاں چھپاتا ہے۔

(الزواجر جلد اول، ص 102)

4...... ایک اور بزرگ سے عرض کی گئی: اخلاص کی حد کہاں تک ہے؟ فرمایا: یہ کہ تمہیں یہ خواہش ہی نہ رہے کہ لوگ تمہاری تعریف کریں (الزواجر جلد اول، ص 102)

☆مخلص کا تھوڑا عمل:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک جلد 5 کے صفحہ نمبر 435 پر

حدیث نمبر 7914 نقل فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے دین میں مخلص ہوجاؤ۔ تھوڑا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا اخلاص میں ہے:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک جلد 3 کے صفحہ نمبر 65 پر حدیث نمبر 3330 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا سے اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے تمام اعمال میں مخلص تھا اور نماز، روزے کا پابند تھا، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

☆ اُمّت آخری زمانے میں تین گروہ میں بٹ جائے گی:

حدیث شریف = امام طبرانی علیہ الرحمہ معجم الاوسط جلد 4 کے صفحہ نمبر 30 پر حدیث نمبر 5105 نقل فرماتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آخری زمانہ آئے گا تو میری اُمّت تین گروہ میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا۔ دوسرا دکھاوے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور تیسرا گروہ اس لیے عبادت کرے گا کہ وہ لوگوں کا مال ہڑپ کرجائے۔ جب اللہ تعالیٰ بروز قیامت

ان کو اٹھائے گا تو لوگوں کا مال کھا جانے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ عرض کرے گا: تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! لوگوں کو دکھانا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کی کوئی نیکی میری بارگاہ میں مقبول نہیں، اسے دوزخ میں ڈال دو۔

پھر خالصتاً اپنی عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا مقصود تھا؟ وہ عرض کرے گا: تیری عزت وجلال کی قسم! میرے ارادے کو تو بہتر جانتا ہے۔ میں نے تیری رضا چاہی۔ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

☆پوشیدہ عمل افضل ہے:

حدیث شریف = کنز العمال جلد اول صفحہ نمبر 227 پر حدیث نمبر 1925 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظاہری اعمال کے مقابلے میں پوشیدہ عمل ستر گنا افضل ہے۔

☆حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کا اخلاص:

معدن اخلاق حصہ اول کے صفحہ نمبر 182 پر نقل ہے۔حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ علیہ الرحمہ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک خبر نہ ہونے دی۔کام پر جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے۔مغرب کے بعد گھر آ کر کھانا کھالیا کرتے۔

☆نیکیاں چھپانے والا غلام:

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔اس غلام نے کہا کہ اے میرے آقا! میں تین شرطیں لگاتا ہوں:

1......آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے، جب اس کا وقت آجائے۔

2......آپ مجھے دن کو جو چاہیں، حکم دیں۔رات کو حکم نہیں کریں گے۔

3......اپنے گھر میں میرے لیے ایک کمرہ جدا کردیں،، جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔

اس آدمی نے کہا: میں نے یہ شرطیں قبول کیں، پھر اس آدمی نے کہا کہ اپنے

لیے کمرہ پسند کرلو۔ چنانچہ غلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا سا کمرہ پسند کرلیا۔ اس آدمی نے کہا کہ اے غلام! تونے خراب وخستہ کمرہ کیوں پسند کیا؟ غلام نے جواب دیا، میرے آقا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔

کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے اور اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کے ساتھ مناجات کررہا ہے کہ اے اللہ! تونے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اس کی خدمت لازم کردی ہے۔ اگرچہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری عبادت میں مصروف رہتا۔ اس لیے اے میرے رب! میرا عذر قبول فرمالے۔ آقا اسے دیکھتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوئی اور روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آگیا اور سب ماجرا اپنی بیوی کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے، وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ

سب منظر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ آخر کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا: تم اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد ہو، تاکہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے، وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔ غلام نے یہ سن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے صاحب راز! راز تو کھل گیا، اب راز کھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا......بس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

محترم حضرات! آپ نے سنا کہ اس نیک غلام کی عبادت اور اس کی کرامت کا پوشیدہ راز جب کھل گیا تو اس نیک غلام نے اب زندہ رہنا گوارا نہیں کیا کہ اب لوگ میری واہ واہ کریں گے، میری تعریف کریں گے لہذا اپنے رب سے ملاقات مانگ لی۔ اے کاش ہم بھی اس نیک غلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے اپنے نیک اعمال کو چھپانے والے بن جائیں کیونکہ اخلاص میں جو طاقت ہے، وہ کسی چیز میں نہیں ہے۔ اخلاص کے متعلق ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆ اخلاص کی طاقت:

عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 129 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت مبارک بن

فضالہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر وشرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبۂ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا...... اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: تو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟ اس مسلمان نے جواب دیا: میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں، جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ یہ سن کر شیطان مردود نے کہا: جب تو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔ اس مسلمان نے کہا: میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا...... معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔

چنانچہ دونوں میں کشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: اگر تو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو

تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیہ کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔ وہ شخص کہنے لگا: کون میرے لیے دو دینار رکھا کرے گا؟ شیطان نے کہا: میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔ وہ شخص شیطان کی ان لالچ بھری باتوں میں آ گیا اور دو دینار کے لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیہ کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غصہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا...... کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگا: میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں۔ لہذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔ شیطان نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے...... اب تو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔ چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کشتی شروع ہوگئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا...... قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہوجاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا...... یہ تو بتا کہ تو

ہے کون؟ شیطان نے کہا: میں ابلیس ہوں اور جب تو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تو نے مجھے گرا دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

محترم حضرات! آپ نے اخلاص کی طاقت دیکھی۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کو بھی عابد نے اخلاص کی طاقت سے گرایا۔ اخلاص کی کتنی طاقت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

☆ نیکی کا بدلہ:

کیمیائے سعادت جلد 2 کے صفحہ نمبر 700 پر نقل ہے۔ ایک شخص حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کے پاس کوئی تحفہ لایا۔ آپ نے اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھ سے یہ تحفہ نہیں لے سکتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبھی تو نے مجھ سے علم کی کوئی بات سیکھی ہو اور یہ تحفہ اس نیکی کا بدلہ بن جائے۔ نتیجتاً میں ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس نے عرض کی: حضور! میں نے کبھی بھی آپ سے علم دین نہیں سیکھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں، یاد آیا، تیرے بھائی نے مجھ سے علم

سیکھا تھا...... یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیا۔

☆ثواب ہی کافی ہے:

عیون الحکایات کے صفحہ نمبر 45 پر نقل ہے۔ امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے ایک روز خلیفہ ابوجعفر منصور کو اس کے مطالبے پر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ جب امام اوزاعی علیہ الرحمہ وہاں سے جانے لگے تو خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہی مگر آپ نے تحائف اور رقم لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا (یعنی مجھے میرے رب کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے)

☆وصال کے بعد سخاوت کا پتہ چلا:

کتاب سیر اعلام النبلاء جلد 5 کے صفحہ نمبر 336 پر نقل ہے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اپنا مال راہ خدا میں خیرات کیا اور آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غرباء اہل مدینہ کے گھروں میں ایسے پوشیدہ طریقوں سے رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غرباء کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ یہ کہاں سے آتا ہے؟ مگر جب آپ کا وصال ہو گیا تو ان غریبوں کو پتہ چلا کہ

یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سخاوت تھی۔

☆فتوے پر فیس:

امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ سے ناواقفی کی بنیاد پر فیس کا پوچھ لیا۔ جواباً فرمایا: یہاں بحمد للہ فتویٰ پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ کبھی ایک پیسہ نہ لیا گیا اور نہ لیا جائے گا۔ معلوم نہیں کون لوگ ایسے پست ہمت ہیں جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا، جس کے باعث دور دور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی۔

بھائیو! میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو سارے جہان کے پروردگار پر ہے، اگر وہ چاہے۔

☆یہاں تعویذ نہیں بکتا:

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول کے صفحہ نمبر 1171 پر یہ واقعہ نقل ہے۔ حضرت سید ایوب علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صاحب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں مٹھائی لے کر حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے پوچھا: کیسے تکلیف فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا: سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اعلیٰ حضرت نے پھر پوچھا کہ کیا کوئی کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! طبیعت

پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: عنایت نوازش...... پھر تیسری مرتبہ اعلیٰ حضرت نے پوچھا کوئی کام تو نہیں ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وہ مٹھائی مکان میں بھجوادی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں...... اعلیٰ حضرت نے فرمایا: میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا...... اچھا تشریف رکھئے۔ اندر سے مٹھائی منگوائی اور تعویذ سمیت دے کر فرمایا کہ یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے۔

محترم حضرات! ہمارے اکابرین کا کیسا اخلاص تھا۔ اس کی مخلوق سے کوئی غرض نہ تھی۔ ان کا ہر ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خوشنودی کے لیے ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ مخلوق کیا دے گی دو تعریفی بول، چند ٹکے پھر دس بار سنائے گی۔ انسان اس مولا کے لیے ہر عمل کرے جو حقیقت میں اجر و ثواب دینے والا ہے اور کسی کی یہ طاقت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اُمّت کے بہترین لوگ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فرقان سے آیت نمبر 64 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مٹی سے پیدا فرمایا مگر ان انسانوں میں افضل و

بہتر ایمان والے ہیں۔ ایمان والوں میں سب سے افضل و بہتر اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے مومن ہیں۔ اسی طرح اُمّت میں بھی افضل و بہتر لوگ بے شمار ہیں۔ احادیث میں ان خوش نصیبوں کا ذکر موجود ہے۔ آج میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام احادیث کو بیان کرنے کی عادت حاصل کروں چنانچہ اب ان خوش نصیبوں کا ذکر سنتے جائیں اور اپنا ایمان تازہ کرتے جائیں اور عمل کی بھی مکمل کوشش کریں۔

1: بہترین آدمی وہ جو دوسروں کو نفع پہنچائے:

حدیث شریف = کنزالعمال جلد 8 کے صفحہ نمبر 53 پر حدیث نمبر 44147 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

محترم حضرات! لوگوں کو نفع پہنچانے کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1۔ دینی نفع 2۔ دنیاوی نفع

1۔ دینی نفع پہنچانے کی صورتیں:

جیسے کسی کو کلمہ پڑھا کر دامن اسلام سے وابستہ کرنا، کسی کو شرعی مسائل سکھا دینا، کسی کا عقیدہ مضبوط کرنا، کسی پر کوشش کر کے اسے گناہوں سے توبہ کروا دینا۔

2۔دنیاوی نفع پہنچانے کی صورتیں:

کوئی راستہ بھولنے والے کو رستہ بتانا، راستہ میں پڑے کسی زخمی کو اسپتال پہنچانا، کسی مظلوم کی مدد کرنا، کسی بوڑھے کو سہارا دے کر اس کی منزل تک پہنچا دینا، نابینا کو سہارا دینا، ضرورت مند کی حاجت پوری کرنا، غریب لوگوں کے بچوں کو مفت پڑھانا، اپنا ہنر آگے کسی کو سکھا کر نفع پہنچانا، کسی کی جائز کام میں سفارش کرنا، اگر کوئی مسلمان پریشان ہو، اس کی پریشانی دور کرنا۔

2۔تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں

جو وعدہ پورا کرتے ہیں:

حدیث شریف = مسند ابی یعلیٰ اور مسند ابی سعید الخدری جلد اول کے صفحہ نمبر 451 پر حدیث نمبر 1047 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں جو وعدہ پورا کرنے والے اور نیک طبیعت کے مالک ہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ گمنام اور پرہیزگار بندے کو پسند فرماتا ہے۔

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 3179 نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام

انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا، نہ نفل۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 4 کے صفحہ نمبر 209 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: جو مسلمان دوسرے مسلمان کے ذمہ یا اس کی دی ہوئی امان توڑے یا اس کے کیے ہوئے وعدے کے خلاف کرے، اس پر لعنت ہے۔

☆رسول اللہ ﷺ کا وعدہ:

کتاب الشفاء کے صفحہ نمبر 126 پر امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ پر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو الحمساء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے حضور ﷺ سے کچھ سامان خریدا۔ اسی سلسلے میں آپ کی کچھ رقم میرے ذمے باقی رہ گئی۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ یہیں ٹھہریئے، میں ابھی گھر سے رقم لا کر اسی جگہ پر آپ کو دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اسی جگہ ٹھہرنے کا وعدہ فرما لیا مگر میں گھر آ کر اپنا وعدہ بھول گیا۔ پھر تین دن کے بعد مجھے جب خیال آیا تو رقم لے کر اس جگہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اسی جگہ ٹھہرے ہوئے میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپ ﷺ کی پیشانی پر بل نہیں آیا اور اس کے سوا آپ ﷺ نے اور کچھ نہیں فرمایا کہ اے نوجوان! تم نے تو مجھے مشقت میں ڈال دیا کیونکہ میں اپنے وعدے کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار

کر رہا ہوں۔

☆وعدہ خلافی کیا ہے؟

حدیث پاک میں ہے: وعدہ خلافی یہ نہیں کہ ایک شخص وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کی نیت بھی رکھتا ہو پھر پورا نہ کر سکے بلکہ وعدہ خلافی تو یہ ہے کہ وعدہ تو کرے مگر پورا کرنے کی نیت نہ ہو پھر پورا نہ کرے (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ جلد2،ص868،حدیث نمبر 1881)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو پھر پورا نہ کر سکے، وعدہ پر نہ آ سکے تو اس پر گناہ نہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، جلد4،ص388،حدیث نمبر 4995)

3:تم سب میں بہترین وہ ہے جو دنیا سے بے رغبتی رکھنے والا ہے:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 7 کے صفحہ نمبر 343 پر حدیث نمبر 10521 نقل ہے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور پاک ﷺ سے عرض کی: ہم سب میں بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو

دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو۔

☆ دنیا سے بے رغبتی کسے کہتے ہیں؟

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 666 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ دنیا کے فنا اور عیب دار ہونے کی وجہ سے بے رغبتی کرے اور آخرت کی بزرگی اور ہمیشہ رہنے کی وجہ سے آخرت میں رغبت رکھے، عقلمند وہ ہے جو دنیا اور دنیا کے میل کچیل سے اپنے آپ کو بچائے اور دنیا کو اپنا خادم بنائے۔ ضرورت کے مطابق دنیا جمع کرے، اور اس کے علاوہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرے کیونکہ کوئی دنیا سے مونہہ موڑتا ہے تو دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے، جو شخص دنیا کمانے کی خاطر جتنا دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے، دنیا اس سے اتنی ہی بھاگتی ہے۔ جیسے سایہ سورج کی طرف مونہہ کر کے چلنے والے پیچھے پیچھے آتا اور سورج سے پیٹھ پھیر کر چلنے والے کے آگے آگے بھاگتا ہے۔ اگر یہ شخص اپنے آگے بھاگنے والے سایہ کو پکڑنے کی کوشش کرے بھی تو ناکام ہوگا۔

☆ دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت:

حدیث شریف = مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق جلد 2 کے صفحہ نمبر 247 پر

حدیث نمبر 5178 نقل ہے۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! کسی ایسے کام کے لیے میری راہنمائی فرمایئے، جسے میں کروں تو اللہ کریم مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبت رہو۔اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کی چیزوں سے بے نیاز رہو، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

☆دل وجان کوراحت:

حدیث شریف = مجمع الزوائد، کتاب الزہد جلد 10 کے صفحہ نمبر 509 پر حدیث نمبر 18058 نقل ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبتی دل وجان کوراحت بخشتی ہے۔

4: بہترین آدمی وہ ہے جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 7 کے صفحہ نمبر 539 پر حدیث نمبر 11267 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاں تم سب میں بہترین آدمی وہ ہے جس کے شر سے محفوظ رہا جائے اور اس سے بھلائی کی امید رکھی جائے۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر

666 پر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں جو شخص بھلائی کے کام کرتا ہو یہاں تک کہ لوگوں میں اسی حوالے سے جانا جاتا ہو، اسی شخص سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے۔جس کی بھلائیاں زیادہ ہوں تو دل اس کے شر سے محفوظ ہوتے ہیں۔ جب آدمی کے دل میں ایمان محفوظ ہوتا ہے تو اس سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے۔لوگ اس کی برائی سے محفوظ ہوتے ہیں، جب ایمان کمزور ہوتا ہے تو بھلائی کم ہوجاتی اور برائی غالب ہوجاتی ہے۔

☆ناکام شخص:

حدیث شریف = مسند اسحاق بن راہویہ جلد 2 کے صفحہ نمبر 88 پر نقل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص فلاح نہ پائے گا جس کی عزت لوگ صرف اس کے شر کے خوف سے کریں۔

محترم حضرات! مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہوتا ہے، کامل مسلمان وہی ہے جس کی زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔اس لیے کوشش کریں کہ کبھی بھی ہماری زبان، ہاتھ اور مال سے کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

5: بہتر وہ جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے:

حدیث شریف = جامع الصغیر جزء 2 کے صفحہ نمبر 244 پر حدیث نمبر 3995 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہے جس کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المفاتیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 484 پر فرماتے ہیں۔ان کے چہروں پر انوار وآثار عبادت ایسے ہوں کہ انہیں دیکھتے ہی رب یاد آجائے۔ان کے چہرے آئینہ خدا نما ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔اس حدیث کی شرح میں مرقاۃ جلد 8 کے صفحہ نمبر 608 پر امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا' وہ کہہ اٹھتا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ! کیسا کریم، بہادر، حلیم، عالم اور جوان ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی مزید فرماتے ہیں: حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے، مصری عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال کو دیکھتے ہی کہا تھا: ہاشا اللہ، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی یاد آجانا......

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات جلد 4 کے صفحہ نمبر 89 پر فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ معظّمہ کے بازار میں سر

نیچا کیے جارہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی۔ میرے مونہہ سے فورا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جاری ہوگیا۔

6: بہتر وہ ہے جو اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہو:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 6 کے صفحہ نمبر 415 پر حدیث نمبر 8720 نقل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں اور بچیوں کے ساتھ اچھا ہو۔

☆ کامل ایمان والا:

حدیث شریف = ترمذی شریف کتاب الرضاع میں حدیث نمبر 1165 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ سب سے اچھا ہو۔

☆ بیٹی کی فضیلت:

حدیث شریف = امام حاکم علیہ الرحمہ مستدرک کی جلد 5 کے صفحہ نمبر 248

پر حدیث نمبر 7428 نقل فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے یہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے ایذا نہ دے اور نہ ہی برا کہے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

7: دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے:

حدیث شریف = مسلم کتاب الرضاع میں حدیث نمبر 1467 نقل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کا بہترین سامان نیک بی بی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 5 کے صفحہ نمبر 4 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں کیونکہ نیک بیوی مرد کو نیک بنا دیتی ہے۔ وہ اخروی نعمتوں سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی تفسیر میں فرمایا کہ خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے۔ آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا۔ جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے۔ ایسے ہی بُری بیوی خدا کا عذاب۔

☆ مال جمع کرنے سے بہتر:

حدیث شریف = ابو داؤد، کتاب الزکوۃ میں حدیث نمبر 1664 نقل

ہے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بہترین چیز نہ بتاؤں جو آدمی جمع کرے، وہ اچھی بیوی ہے کہ جب اسے دیکھے تو پسند آئے اور جب اسے حکم دے تو وہ فرماں برداری کرے اور جب مرد غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے۔

☆نیک عورت سونے سے زیادہ نفع بخش ہے:

فیض القدیر جلد اول کے صفحہ نمبر 595 پر ایک بزرگ کا قول نقل ہے۔نیک عورت سونے سے زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ سونا خرچ ہونے کے بعد ہی نفع دیتا ہے جبکہ بیوی جب تک تمہارے ساتھ ہے۔تم اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہو، اس سے اپنی فطرت حاجت پوری کرتے ہو۔ضرورت پڑنے پر اس سے مشورہ کرتے ہو تو وہ تمہارے راز کی حفاظت کرتی ہے۔اپنے کاموں میں اس سے مدد طلب کرتے ہو تو تمہاری اطاعت کرتی ہے، نیز تمہاری غیر موجوگی میں تمہارے اہل و مال کی حفاظت کرتی ہے۔ اگر عورت میں صرف یہ بھلائی ہوتی کہ وہ تمہارے نطفے کی حفاظت اور تمہاری اولاد کی پرورش کرتی ہے تو اس کی فضیلت کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔

8: بہتر وہ جو قرض اچھی طرح ادا کرے:

حدیث شریف = مسلم شریف میں حدیث نمبر 1600 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین شخص وہ ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے۔

☆ قرض اچھی نیت سے لیجئے:

حدیث شریف = بخاری شریف میں حدیث نمبر 2387 نقل ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کے مال قرض لے جس کے ادا کر دینے کا پختہ ارادہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرا ہی دیتا ہے اور جو ان کے برباد کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ اس پر بربادی ڈالتا ہے۔

☆ تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب البیوع میں حدیث نمبر 2078 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خادم کو کہہ رکھا تھا کہ جب تو کسی تنگ دست کے پاس تقاضا کو جائے تو اسے معاف کر دے۔ ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ ہم کو معاف کر دے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرما دیا۔

9: سب سے بہترین پڑوسی:

حدیث شریف = ترمذی میں حدیث نمبر 1951 نقل ہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے پڑوسی کا زیادہ خیر خواہ ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہوگا۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے ساتھ برا ہو۔

☆ پڑوسی کے حقوق:

حدیث شریف = طبرانی المعجم الکبیر جلد 19 کے صفحہ نمبر 419 پر حدیث نمبر 3998 نقل ہے۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر قرض مانگے تو اسے قرض دے دو اور اگر وہ عیب دار ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔

☆ جنتی اور جہنمی عورت:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 3 کے صفحہ نمبر 441 پر حدیث

نمبر 9681 نقل ہے۔ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت کا تذکرہ اس کی نماز،صدقہ اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے کیا جاتا ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ جہنمی ہے۔

اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت نماز وروزے کی کمی اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرنے کے باعث پہچانی جاتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو ایذا بھی نہیں دیتی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔

10: سب سے بہتر وہ جو کھانا کھلائے:

حدیث شریف = مسند امام احمد ابن حنبل جلد 9 کے صفحہ نمبر 240 پر حدیث نمبر 23981 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 662 پر فرماتے ہیں، کھانا کھلانا بھائیوں، پڑوسیوں اور غرباء و مساکین سب کو شامل ہے۔

☆ جہنم سے دور کر دے گا:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 3 صفحہ نمبر 317 پر حدیث نمبر 3368 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا اور پانی پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کھلانے والے کو جہنم سے سات خندقوں کی مسافت دور کر دے گا۔ ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

☆فتویٰ بھی دیتے ہیں کھانا بھی کھلاتے ہیں:

تاریخ مدینہ دمشق جلد 37 کے صفحہ نمبر 480 پر نقل ہے۔ حضرت ابراہیم تجمی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ آپ کے گھر کے ایک جانب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے، ان سے جو بھی سوال کیا جاتا، اس کا جواب دیتے اور دوسری جانب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہر آنے والے کو کھانا کھلاتے۔ یہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا: جو دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر ضرور آئے کیونکہ یہ فتویٰ، لوگوں کو فقہ سکھاتے اور یہ کھانا بھی کھلاتے ہیں۔

☆اللہ کی رضا کی خاطر کھانا کھلایئے:

حدیث شریف = مسند الفردوس جلد اول صفحہ نمبر 363 پر حدیث نمبر 2692 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور اس کھلانے میں ریا کاری اور سمعہ (یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے)نہیں ہوتا۔

11۔توبہ کرنے والے سب سے بہترین:

حدیث شریف = مسند بزار جلد 2 کے صفحہ نمبر 280 پر حدیث نمبر 700 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سب میں بہترین وہ ہیں جو فتنوں میں مبتلا ہو، توبہ کرتا ہو۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فتح الباری جلد 14 کے صفحہ نمبر 399 پر فرماتے ہیں۔اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ بار بار گناہ ہوجانے کے بعد بار بار توبہ کرتے ہیں، جب کبھی آدمی سے گناہ ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے، توبہ ایسی نہ ہو کہ صرف زبان پر اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ہو اور دل گناہوں پر اڑا رہے، ایسی توبہ خود توبہ کی محتاج ہے۔

☆تیری توبہ قبول کرلیں گے:

مکاشفۃ القلوب صفحہ نمبر 62 پر نقل ہے۔بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا

جس نے بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر بیس سال تک نافرمانی کی پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید تھے۔ وہ غم زدہ ہو گیا اور کہنے لگا: اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی۔ اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی: تم نے ہم سے محبت کی، ہم نے تم سے محبت کی، پھر تم نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا...... تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کر لیں گے۔

12۔ بہترین شخص جو قرآن سیکھے اور سکھائے:

حدیث شریف = بخاری شریف، کتاب فضائل القرآن میں حدیث نمبر 5027 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 3 صفحہ نمبر 217 پر اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے، بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا، قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا، علماء کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث وفقہ سکھانا، صوفیائے کرام کا اسرار و رموز قرآن بسلسلہ طریقت

سیکھنا سکھانا سب قرآن ہی کی تعلیم ہے۔

13۔ بہترین لوگ جو پاکیزہ دل سچی زبان والے ہیں:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 205 پر حدیث نمبر 4800 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں بہترین وہ ہیں جو قلب محموم اور سچی زبان کے مالک ہیں۔ جب قلب محموم کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد وہ دل ہے جو سرکشی، حسد اور دیگر گناہوں سے پاک ہو۔ عرض کی گئی: ایسا دل کسی کا ہوسکتا ہے؟ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرے، پھر عرض کی گئی: ایسا شخص کون ہوسکتا ہے؟ فرمایا: وہ مومن جو حسن اخلاق کا مالک ہو۔

14۔ بہتر شخص جس کا اخلاق اچھا ہے:

حدیث شریف = بخاری، کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3559 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

☆ بہترین اخلاق والا کون؟

حدیث شریف = امام طبرانی المعجم الاوسط جلد 4 کے صفحہ نمبر 160 پر حدیث

نقل ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے سب سے بہترین اخلاق والے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو تم سے تعلق توڑے، تم اس سے تعلق جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے اس کو عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کردو۔

15۔بہتر وہ شخص ہے جو اللہ کی طرف بلائے:

حدیث شریف = الجامع الصغیر صفحہ نمبر 243 پر حدیث پاک نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں بہتر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنائے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ فیض القدیر جلد 3 کے صفحہ نمبر 617 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے سے مراد توحید، فرمانبرداری اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کی طرف دعوت دینا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تقویٰ، دنیا سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سکھائے اس نیک بندے کی نشانی یہ ہے کہ ان تمام نیکیوں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بجالائے اور شہرت کو اپنے پاس بھی نہ آنے دے۔

☆ نیکی کی دعوت اور سایۂ عرش:

حلیۃ الاولیاء جلد 6 کے صفحہ نمبر 36 پر نقل ہے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ! جس نے نیکی کا درس دیا اور برائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو وہ دنیا اور قبر میں میرا مقرب ہوگا اور قیامت کے دن اسے میرے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

☆ راہنمائی کرنے والا:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب العلم میں حدیث نمبر 2679 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

16۔ بہتر وہ جس کو غصہ دیر سے آئے اور جلد چلا جائے:

حدیث شریف = ترمذی شریف، کتاب الفتن میں حدیث نمبر 2198 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آگاہ رہو کہ (لوگوں میں) بعض وہ ہیں جن کو دیر سے غصہ آتا ہے۔ جلدی ختم ہو جاتا ہے اور بعض کو جلدی غصہ آتا ہے، جلدی ختم ہو جاتا ہے تو یہ اس کا بدلہ ہے۔ سن لو! ان میں سے بعض کو جلدی غصہ آتا

ہے، دیر سے اترتا ہے، سن لو! ان میں سے بہتر وہ ہے جن کو دیر سے غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور برے وہ ہیں جن کو جلدی غصہ آئے، دیر سے ختم ہو۔

☆دل کو ایمان سے بھر دے گا:

حدیث شریف = مسند احمد جلد اول کے صفحہ نمبر 70 پر حدیث نمبر 3017 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کے غصہ پینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غصہ پی لے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان سے بھر دے گا۔

☆غصہ پینے کا ثواب:

حدیث شریف = ابن ماجہ ابواب الزہد میں حدیث نمبر 4189 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے نے اللہ کریم کے نزدیک کوئی گھونٹ اس غصہ کے گھونٹ سے بہتر نہ پیا جسے بندہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لیے پی لے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح جلد 6 کے صفحہ نمبر 664 پر اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں، جو شخص مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لیے اپنا غصہ پی لے اور قادر ہونے کے باوجود غصہ جاری نہ

کرے، وہ اللہ کریم کے نزدیک بڑے درجے والا ہے۔ غصہ پینا ہے تو کڑوا مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے۔ غصہ کو گھونٹ فرمایا: جیسے کڑوی چیز بمشکل تمام گھونٹ گھونٹ کر کے پی جاتی ہے، ایسے ہی غصہ پینا مشکل ہے۔

محترم حضرات! میں نے آپ کے سامنے بہترین لوگوں کے متعلق احادیث بیان کیں۔ آپ نے ان خوش نصیبوں کے نام سنے جو اس اُمّت کے بہترین لوگ ہیں۔ ان احادیث کو بیان کرنے کا قصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم بھی ان اعمال میں سے کچھ اعمال کو پکڑ کر ان پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین انسان بن جائیں، رب تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن جائیں۔ اگر ہمارے ان اعمال سے رب تعالیٰ راضی ہو گیا تو ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو باعمل مسلمان بنا دے اور ہمارا ہر عمل اخلاص سے مالا مال ہو۔ آمین ثم آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

بدکاری ایک سنگین جرم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمِ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے آیت نمبر 32 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے معاشرے میں جہاں دیگر گناہ زور پکڑ رہے ہیں، وہاں بدکاری بھی بڑی تیزی سے زور پکڑ رہی ہے۔ ہر گھر میں کیبل سسٹم کے ذریعہ اسکرین کے

سامنے بیٹھ کر مردوں، عورتوں، بچوں، بچیوں اور بوڑھوں کا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تماشا دیکھنا، موبائل میں موجود عریاں تصاویر اور بازاروں میں بے پردہ لڑکیوں کا آدھے لباس میں گھومنا اور مالدار بننے کی ہوس زمانے کو بدکاری کی طرف دھکیلتی جا رہی ہے پھر جن اسلامی ممالک میں بدکار عورتوں کو زنا کے پرمٹ جاری کردیے گئے ہوں۔ انہیں مخصوص علاقے اور محلے دے دیئے گئے ہوں۔ جہاں انتظامیہ اور سیکورٹی اہلکار اور حکومت ان کی حفاظت کرے، وہاں بتایئے بدکاری کیوں کر زور نہ پکڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل تباہی اور بربادی کی طرف جا رہی ہے۔ اب یہ بدکاری کا نظام اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور بیوٹی پارلرز تک میں پہنچ چکا ہے۔

محترم حضرات! یہ مسلمانوں کے کام نہیں ہیں، مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ وہ کبھی اس جانب نہیں جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں مسلمانوں کو بدکاری سے روکا ہے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 32 پر ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيْلًا

ترجمہ: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی

بری راہ۔

مفسر قرآن مفتی احمد یار نعیمی علیہ الرحمہ نور العرفان میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ زنا (بدکاری) کے اسباب سے بچو، لہذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت (تنہائی) عورت کے بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہے۔ بخار روکنے کے لیے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کے لیے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم، یہ سب زنا (بدکاری) سے روکنے کے لیے ہے۔

محترم حضرات! ہمارے آقا و مولا ﷺ نے جہاں ہر معاملے میں ہماری راہنمائی فرمائی، وہاں بدکاری سے بچنے کے متعلق بھی آپ ﷺ نے ہماری بھرپور تربیت فرمائی...... چنانچہ اسی ضمن میں ایک خوبصورت نوجوان کو نبی پاک ﷺ نے بدکاری سے بچاتے ہوئے اس کی جو تربیت فرمائی، وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

☆نوجوان کی توبہ:

مسند احمد جلد 8 کے صفحہ نمبر 285 پر حدیث نمبر 22274 نقل ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان دربار رسالت میں بیٹھ کر اپنے آقا و مولا ﷺ کے دیدار سے فیضیاب ہو رہے تھے کہ ایک خوبصورت نوجوان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا

جس نے ابھی حال ہی میں جوانی کی حدود میں قدم رکھا تھا اور کچھ یوں عرض کی:
یارسول اللہ ﷺ! مجھے بدکاری کی اجازت دیجئے، اس کی اس بے باکی و جرأت
پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران رہ گئے اور سب کی پیشانیاں شکن آلود
ہوگئیں۔ چنانچہ وہ اس نوجوان کو بارگاہ نبوت کے آداب کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ
سے ڈانٹنے لگے تو محبوب کبریا ﷺ نے انہیں اس نوجوان کو کچھ کہنے سے منع
فرمادیا اور ارشاد فرمایا: اسے میرے قریب آنے دو۔ وہ نوجوان معاملے کے
حساس ہونے کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھا تو آپ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے
پاس بٹھا کر بڑی نرمی اور محبت و شفقت سے کچھ یوں ارشاد فرمایا: اے نوجوان!
ذرا یہ تو بتا کہ اگر کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا کرے تو کیا تجھے اچھا لگے گا؟
نوجوان (جوش غیرت سے) کچھ یوں عرض گزار ہوا: نہیں نہیں! اللہ کی قسم!
یارسول للہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان، میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔تو
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ ایسا
کرے تو دوسرے بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی ماں سے ایسا کرے۔ پھر
آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اپنی بیٹی کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ بولا:
میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں، میرے آقا ﷺ! ہرگز نہیں۔ ارشاد فرمایا:
دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا: کیا اپنی

بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: میں آپ پر قربان! خدا تعالیٰ کی قسم! ہرگز نہیں۔ ارشاد فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے پھوپھی اور خالہ کے متعلق یہی سوال اس نوجوان سے پوچھا تو ہر بار اس نے نفی میں ہی جواب دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے ایک ہی بات سمجھائی کہ جب تو یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ان کے ساتھ ایسی نازیبا حرکت کرے تو یاد رکھو جس عورت کے ساتھ تم یہ حرکت کرو گے وہ بھی تو کسی کی ماں، بیٹی، بہن، پوپھی یا خالہ ہوگی۔

محبوب کبریا ﷺ کی شفقت و محبت کے نتیجے میں بات اس نوجوان کی سمجھ میں آ تو گئی مگر رحمت دو عالم ﷺ نے اس پر مزید کرم فرماتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا دست نور رکھ کر بارگاہ رب العزت میں عرض کی: یا اللہ! اس کا گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے وہ نوجوان تمام عمر اس فعل بد سے بیزار رہا۔

محترم حضرات! اللہ کے محبوب ﷺ کی شفقت و محبت دیکھئے کہ آج کل کا کوئی شخص ہوتا تو نوجوان پر سخت غصہ کرتا اور کہتا کہ شرم نہیں آتی۔ ایک تو گناہ کی طرف بڑھتا ہے اور اوپر سے اجازت لینے آیا ہے۔ نکل جا ادھر سے مگر قربان جائیے رحمت دو عالم ﷺ کی شفقتوں کے کہ اپنے قرب میں بلا کر بڑے قرینے

سے حکمت عملی سے سمجھایا حتیٰ کہ وہ نوجوان تائب ہو گیا۔

جس گناہ سے اس نوجوان کو محبوب کبریا ﷺ نے روکا۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس گناہ میں مبتلا نظر آتی ہے اور یہ فعل بد بڑی تیزی سے مسلمانوں میں پھیلتا جا رہا ہے جس کی بناء پر امت تباہی و ہلاکت کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ غیر مسلم معاشروں کی طرح اگرچہ ابھی مسلم معاشروں میں یہ وبا اس قدر نہیں پھیلی کہ سرِ عام نظر آئے بلکہ اس برے فعل کے مرتکب دنامی کے ڈر سے رات کے اندھیروں میں چھپ کر یہ فعل کرتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس رب تعالیٰ سے کچھ چھپ نہیں سکتا، اس سے نہیں شرماتے۔

☆ بدکاری کے چھ نقصانات:

حدیث شریف = شعب الایمان جلد 4 کے صفحہ نمبر 379 پر حدیث نمبر 5475 نقل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بدکاری سے بچتے رہو، بے شک اس کے چھ نقصان ہیں۔ تین نقصان دنیا میں ہیں اور تین آخرت میں۔ دنیا کے نقصان یہ ہیں۔

1۔ بدکاری، بدکاری کرنے والے کے چہرے کی خوبصورتی ختم کر دیتی ہے۔

2۔اسے محتاج وفقیر بنادیتی ہے

3۔اس کی عمر گھٹادیتی ہے۔

آخرت کے نقصانات یہ ہیں۔

1۔بدکاری،اللہ تعالیٰ کی ناراضی

2۔کڑے وبرے حساب

3۔جہنم میں مدتوں رہنے کا سبب ہے۔

پھر آپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ

ترجمہ: کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔(سورۂ مائدہ آیت80)

محترم حضرات! آپ نے بدکاری کی تباہ کاریاں ملاحظہ کیں کہ اس کے سبب بندہ دنیا میں ذلیل ورسوا اور آخرت میں بھی ذلیل وخوار اور دردناک عذاب الٰہی کا حقدار ہوتا ہے۔اس فعل بد کے مرتکب کے بارے میں احادیث مبارکہ ہمارے سامنے ہیں۔کیا ہم اب بھی نہ مانیں گے۔خود کو اس گناہ کی طرف لے

جانے والے اسباب سے نہیں بچیں گے۔

یاد رکھئے! اس گناہ سے اخروی زندگی برباد ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی زندگی بھی تباہ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں بدکاری کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کے متعلق عبرت کے کانوں سے احادیث سنئے۔

حدیث شریف = میری اُمّت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں بدکاری عام نہ ہوگی اور جب ان میں بدکاری عام ہوجائے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا فرمادے گا (الزواجر جلد 2،ص 271)

حدیث شریف = میری اُمّت اس وقت تک اپنے معاملے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے اور بھلائی پر رہے گی جب تک ان میں حرام کی اولاد عام نہ ہوگی (مسند ابی یعلیٰ، جلد 6،ص 148، حدیث نمبر 7055)

حدیث شریف = جب بدکاری عام ہوجائے گی تو تنگ دستی اور غربت بھی عام ہوجائے گی۔

(شعب الایمان، جلد 6،ص 16، حدیث نمبر 7369)

حدیث شریف = کسی قوم میں بدکاری اور سود ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگیا۔

☆ کثرت اموات:

حدیث شریف = الموطا امام مالک، کتاب الجہاد جلد 2 کے ص 19 پر حدیث نمبر 1020 نقل ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جس قوم میں بدکاری عام ہوجاتی ہے وہاں اموات کی کثرت ہوجاتی ہے۔

محترم حضرات! ہم بدکاری جیسی مہلک بیماری کے اسباب ڈھونڈتے ہیں جب سبب مل جائے گا تو بیماری سے بچنا آسان ہوجائے گا اور پھر ہم پاکیزہ اور ستھری زندگی گزارنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

☆ بدکاری کے دو اہم اسباب:

1......اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا اور انہیں چھونا و مس کرنا۔

2......اخلاق سوز ناول و کتابیں پڑھنا اور حیا سوز تصاویر اور فلمیں وغیرہ دیکھنا۔

☆ اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا:

بدکاری جیسے فعل قبیح (برے کام) کا ایک سبب اجنبی عورتوں سے تعلق ودوستی پیدا کرنا، ان سے تنہائی میں ملاقات کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو وغیرہ بے تکلفی و دل لگی کرنا بھی ہے۔

بدقسمتی سے آج کل حالات بڑے خراب ہیں۔مردوں اورعورتوں کا اختلاط (میل جول) عام ہو چکا ہے۔ بالخصوص اس کے نظارے مخلوط تعلیمی اداروں، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہیں۔آج ہماری نوجوان نسل گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ کے منحوس چکر میں پھنس چکی ہے اور اس چکر میں کس طرح شرم وحیا کی کشتی غرق ہوتی ہے، وہ سب پر عیاں ہے۔ یاد رکھئے! مردوں کے اس طرح بے تکلفانہ اخلاط سے گناہوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں بھی اگر چہ دوستیاں ہوتی تھیں مگر انہیں چھپانے کی کوشش کی جاتی ،مگر اب تو جناب! ہر ہاتھ میں موبائل ہے،رات رات بھر باتیں ہوتی ہیں اور ملنے کے لیے تفریحی پارک اور تعلیمی اداروں کی بلند و بالا دیواریں موجود ہیں، نہ کوئی روکنے والا، نہ ٹوکنے والا۔اب آپ خود غور فرمائیں......ایسی صورت میں کون سی چیز ہے جو اس لڑکے اور لڑکی کو اس برے کام سے روکے گی۔

☆ابھارنے والی چیز:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 8 کے صفحہ نمبر 205 پر حدیث نمبر 7830 نقل ہے۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس

کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے...... جو شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے اور کسی شخص کا کالی اور سیاہ بدبودار کیچڑ میں لت پت خنزیر کو چھونا اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت کے کندھوں کے ساتھ مس ہوں جو اس کے لیے حلال نہیں۔

معلوم ہوا کہ جہاں مرد و عورت تنہا ہوتے ہیں، وہاں شیطان بھی ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ شیطان کا کام گناہ کی دعوت دینا ہے لہذا ہم پر لازم ہے کہ اس بے اختلاط سے خود کو بچائیں بلکہ اپنے اہل و عیال پر بھی نظر رکھیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔

دفتروں، بینکوں اور اسپتالوں غرض جہاں بالخصوص استقبالیہ پر ماڈرن لڑکیوں کو ہی رکھا جاتا ہے...... تاکہ لوگوں کی توجہ حاصل کر کے اپنے کاروبار کو ترقی دی جائے۔ بات اگر استقبالیہ وغیرہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی سے بات کرنے کی حد تک محدود رہتی تو نگاہیں جھکا کر بات کی جاسکتی تھی مگر اب تو نوجوان عورتوں سے ہاتھ ملانے تک کو برا محسوس نہیں کیا جاتا۔

☆ مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا کیسا؟

حدیث شریف = ترمذی شریف میں حدیث نمبر 1176 نقل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت، عورت ہے (یعنی چھپانے کی چیز ہے) جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک کر دیکھتا ہے۔

☆ آنکھوں کی بدکاری:

حدیث شریف = مسند احمد جلد 2 کے صفحہ نمبر 84 پر حدیث نمبر 3912 نقل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھیں بھی بدکاری کرتی ہیں۔

ابوداؤد کی حدیث نمبر 2153 میں فرمایا: آنکھوں کی بدکاری دیکھنا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: جو آدمی اپنی آنکھوں کو بند کرنے پر قادر نہیں ہوتا، وہ اپنی شرم گاہ کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔ امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں جو کوئی اپنی آنکھوں کو نظر حرام سے پر کرتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا۔

☆ شکلوں کا بگڑنا:

حدیث شریف = طبرانی معجم الکبیر جلد 8 کے صفحہ نمبر 208 پر حدیث نمبر 7840 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ضرور اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے چہرے سیدھے رکھو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔

محترم حضرات! اگر آپ نے بلا عذر اور بغیر ارادے کے کسی بے پردہ عورت یا شہوت کے ساتھ امرد پر نظر پڑ جانے کی صورت میں فوراً اپنی آنکھوں کو جھکا لیا تو کسی فتنے کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے اور حکم بھی یہی ہے کہ اچانک پڑ جانے والی نظر فوراً پھیر لے۔

☆اچانک پڑ جانے والی نظر پھیر لینے کی فضیلت:

حدیث شریف = مسند احمد جلد 8 کے صفحہ نمبر 299 پر حدیث نمبر 22341 نقل ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی بار (بلا قصد) نظر کرے پھر اپنی آنکھ نیچی کر لے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس کی وہ لذت بھی محسوس کرے گا۔

محترم حضرات! بدکاری صرف شرم گاہ اور آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ہاتھ، پاؤں اور کان وغیرہ جسم کے دوسرے اعضاء سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اس ضمن

میں ایک حدیث پاک سنئے۔

☆ دیگر اعضاء کی بدکاری:

حدیث شریف = ابوداؤد کتاب النکاح میں حدیث نمبر 2153 نقل ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
ہاتھ بدکاری کرتے ہیں اور ان کی بدکاری (حرام کو) کو پکڑنا ہے، پاؤں بدکاری کرتے ہیں اور ان کی بدکاری (حرام کی طرف) چلنا ہے اور مونہہ بھی بدکاری کرتا ہے اور اس کی بدکاری بوسہ دینا ہے۔

☆ اعضاء کی بدکار کے خلاف گواہی:

قرۃ العیون کے صفحہ نمبر 389 پر نقل ہے۔جس نے کسی اجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا تو وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہوگا اور اگر اس مرد نے اجنبیہ سے بدکاری کی ہوگی تو اس کی ران اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا: میں نے فلاں مہینے میں فلاں جگہ پر فلاں کے ساتھ ایسا ایسا (یعنی زنا) کیا تھا...... اس وقت اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا تو اس کا چہرہ بغیر گوشت کے ہڈی کا رہ جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس گوشت سے فرمائے گا: میرے حکم سے پہلی حالت پر لوٹ آ۔تو وہ گوشت

دوبارہ اس کے چہرے پر جم جائے گا اور زانی کا چہرہ تارکول (ڈامر) سے بھی زیادہ سیاہ ہوجائے گا۔زانی جرأت کرتے ہوئے کہے گا: یارب! میں نے تو کبھی گناہ نہیں کیا۔اللہ تعالیٰ زبان کو حکم دے گا: گونگی ہوجا۔پس وہ گونگی ہوجائے گی تو اس وقت اس کے دیگر اعضائے بدن بولنا شروع کر دیں گے۔ہاتھ کہے گا: الٰہی! میں نے حرام کو چھوا تھا۔آنکھ کہے گی: میں نے حرام کی طرف دیکھا تھا۔پاؤں کہیں گے: ہم حرام کی طرف چلے تھے۔شرم گاہ کہے گی: میں نے حرام کا فعل کیا تھا۔محافظ فرشتہ کہے گا: میں نے سنا تھا۔دوسرا فرشتہ کہے گا: میں نے لکھا تھا اور زمین کہے گی: میں نے دیکھا تھا۔تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مجھے تیری حرام کا علم تھا۔اس کے باوجود میں نے تیری پردہ پوشی کی۔اے میرے فرشتو! اس کو پکڑ کر میرے عذاب میں ڈال دو اور اسے میری ناراضی کا مزہ چکھاؤ،جس نے بے حیائی کی اس پر میرا غضب انتہائی سخت ہوگا۔

☆شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ:

حدیث شریف = کتاب بحر الدموع کے صفحہ نمبر 227 پر حدیث شریف نقل ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو شرک کے بعد اس کا کوئی گناہ بدکاری سے بڑھ

کرنہ ہوگا اور قیامت کے دن بدکاری کرنے والے کی شرم گاہ سے ایسی پیپ نکلے گی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سطحِ زمین پر ڈال دیا جائے تو اس کی بو کی وجہ سے ساری دنیا والوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔

☆دورِ جدید میں بدکاری کی آفت:

محترم حضرات! دورِ جدید میں گناہوں کی نحوست کی وجہ سے جہاں دوسری بے شمار بیماریاں مختلف شکلوں میں موجود ہیں، وہیں بدکاری کے سبب انسان ایک خطرناک بیماری کا شکار ہوتا جارہا ہے کہ ڈاکٹروں کی عقلیں دنگ ہیں، جی ہاں ڈاکٹرز کے مطابق ''ایڈز'' جیسی خطرناک بیماری اسی بدکاری کا وبال ہے۔

☆ایڈز کیا ہے:

ایچ آئی وی ایک ایسے وائرس کا نام ہے جو بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ انسانی جسم کو آماجگاہ (ٹھکانہ) بنا کر اسے متاثر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایچ آئی وی کے سبب لاحق ہونے والی بیماری ایڈز کہلاتی ہے۔ یہ بیماری جسم کو اس قدر کمزور کر دیتی ہے کہ وہ مزید بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایڈز ایسا مرض ہے جو بذاتِ خود انسان کو نہیں مارتا بلکہ اس کی دفاعی نظام کو ناکارہ بنا کر اسے اس حد تک کمزور کر دیتا ہے کہ بہت سی بیماریاں اس پر حملہ آور ہو کر اسے

موت کے مونہہ میں دھکیل دیتی ہے۔

☆ایڈز پھیلنے کے ذرائع:

ایڈز کے پھیلاؤ کا سب سے بڑا سبب ناجائز جنسی تعلقات ہیں جو کہ عموماً ہم جنس پرستی سے متعلق ہوتے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق عالمی سطح پر ایڈز کا شکار ہر سات بالغ خواتین میں صرف دو جسم فروشی میں ملوث ہوتی ہیں جبکہ پانچ گھریلو خواتین ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے ک بیرون ملک رہنے والے یا اکثر غیر ملکی دوروں پر رہنے والے افراد اپنی بے راہ روی کے سبب یہ مرض بطور تحفہ واپسی میں ساتھ لاتے ہیں۔ اور اپنی بیویوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ کا سبب جنسی بے راہ روی ہے۔دستیاب حقائق کے مطابق ایڈز کے پھیلاؤ میں 70 فیصد سبب جسمانی تعلقات بنتے ہیں جبکہ آلودہ خون اور آلودہ آلات (جیسے سرنج، نشتر، زنبور وغیرہ) اس حوالے سے کمتر شرح رکھتے ہیں۔ اگر حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جائے تو جنسی آزادی نہ رکھنے والے یا محدود رکھنے والے معاشروں میں یہ مرض اتنی تیزی سے نہیں بڑھ رہا۔ایک بین الاقوامی جائزے کے مطابق پندرہ فیصد مرد اور تین فیصد خواتین ازدواجی تعلقات سے قطع نظر جنسی تعلقات کا تجربہ کر چکے ہیں اور ان میں سے چودہ فیصد

کے جنسی ساتھی ایک سے زیادہ رہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں 1981ء میں پہلا ایچ آئی وی ایڈز کیس تشخیص ہونے کے بعد سے 2013ء تک ڈھائی کروڑ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ دنیا میں ایچ آئی وی وائرس میں مبتلا افراد کی تعداد تین کروڑ تیس لاکھ سے بڑھ چکی ہے جبکہ سالانہ لاکھوں افراد اس کا شکار ہو رہے ہیں۔

محترم حضرات! بدکاری دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب ہے لہذا فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ خود کو اس برائی سے بچا کر پرہیزگاری کی زندگی بسر کی جائے۔ بس ہم صرف اتنا سوچ لیں کہ ہم کس ہستی کے غلام ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں کس عظیم ہستی کا دامن ہے۔ محبوب کبریا ﷺ کے غلاموں کا کام بدکاری کرنا نہیں ہے۔ ہمیں آنکھیں رب تعالیٰ نے اس لیے دی ہیں کہ ہم حرام دیکھنے سے بچ کر مکہ اور مدینہ دیکھیں۔ ہمیں دل رب تعالیٰ نے اس لیے دیا ہے ہم اس دل سے ناجائز محبتوں کو نکال کر عشق مصطفی ﷺ کا مرکز بنائیں، ہمیں ہاتھ اس لیے عطا کیے ہیں کہ ہم ان ہاتھوں سے حرام کام کرنے کے بجائے ان ہاتھوں سے قرآن مجید اور غلاف کعبہ تھامیں۔ ہمیں مونہہ رب تعالیٰ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ ہم اس مونہہ کو نامحرم کے قریب نہیں بلکہ اس مونہہ سے حجر اسود، قرآن مجید اور مقدس مقامات کے بوسے لیں۔

الغرض کہ ہم اپنے اصل مقصد کو بھول چکے ہیں لہذا آ یئے! توبہ کیجئے......
اللہ کی رحمت بہت بڑی ہے۔موت آنے سے پہلے پہلے توبہ کر لیجئے......اللہ تعالیٰ
ہم سب کو ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ